معجزات رسولِ خدا

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حاجی علی ساجد

Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

معجزات رسولِ خدا
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حاجی علی ساجد

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معجزات رسول اللہ
حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف

حاجی علی ساجد

سابقہ چیف، پی اینڈ ڈی، ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب لاہور

مکان نمبر 168 ۔ بلاک اے سبزازار ملتان روڈ لاہور

فون : 042-35962230

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تصنیف ---------- معجزات رسول اللہ حضرت محمد مصطفےٰ ؐ

پبلشر --------- عبدالباسط جمال، جنید ساجد، نہدیہ علی اور
شہریار احمد خاں

انتساب --------- میاں جمال دین سرکار، باباجی سائیں غلام
رسول اور اماں جی رحمت بی بی

سال اشاعت ------------------------- 2011ء

مطبع: ---------- طیب اقبال پرنٹرز رائل پارک لاہور

تعداد ---------------------------------- 500

ہدیہ برائے مزید اشاعت ---------- 300 روپے

Marfat.com

اِنّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّو نَ عَلَی النَّبِیِّ ۔ یَا اَیُّھا
الّذِینَ اٰمَنُو صَلُّو عَلَیہِ وَسَلِّمُوا تَسلِیمَا
(سورت احزاب آیت 56)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے
ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجتے رہا کرو۔

مصطفیٰؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

سیریل نمبر	نام مضامین	صفحہ نمبر
1	دعا و التجا	4-1
2	رحمت الٰہی اور مقام انسانیت	9-5
3	قرب الٰہی اور محبان خدا کے چند اقوال زریں	16-10
4	حضرت محمد مصطفٰےؐ کی حیات طیبہ کے اخلاقی، روحانی اور دینی پہلوؤں کی چند جھلکیاں	34-17
5	ایک عظیم شخصیت غیر مسلموں کی نظر میں حضور اکرمؐ کا تصور	52-35
6	معجزات کا مفہوم	55-53
7	وحی، الہام اور کشف	58-56
8	معجزات سرکار دو عالم سرور کونینؐ	315-59

Marfat.com

Marfat.com

دعا والتجا

۔سب حمد وثنا اس خدائے بزرگ و برتر کیلئے ہے جو رحیم ہے, کریم ہے اور غفورالرحیم ہے۔سب جہانوں کا مالک وخالق ہے۔نئے نئے رنگوں اور نقوش سے ظاہر ہے جس نے کل عالم کو اپنے آپ میں اور اپنے آپ کو کل عالم میں ظاہر کیا ہے اور ہر ذرہ میں اپنے ذاتی کمالات سے موجود ہے۔

۔خدائے بزرگ و برتر اور عظیم مخفی قوت کی توحید پر ایمان لانے کیلئے اس کو لازوال، لافانی، قادر مطلق. مالک کل، عالم الغیب، معبود یکتا، لاشریک ہستی اور پروردگار عالم دل کی گہرائیوں سے ماننا از حد ضروری اور لازمی ہے۔

۔یہ ایک حقیقت ہے کہ لامحدود کو تحریر میں محدود نہیں کیا جا سکتا مگر اس کے ذکر کے بغیر رہا بھی نہیں جا سکتا۔ہر قلب میں اس کا احساس اور ہر روح میں اس کی تڑپ کا ہونا ہی اس کے وجود کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔

۔وہ یگانہ و یکتا ہستی خود لامحدود ہے مگر تمام موجودات کو گھیرے ہوئے ہے۔خود لامکاں ہے مگر کوئی جگہ اس سے خالی نہیں ہے۔خود نظر نہیں آتا مگر ہر نظر کو پا لیتا ہے۔خود کہیں نہیں سماتا مگر ہر شے کو اپنے آپ میں سمائے ہوئے ہے۔ ہر ایک کی رگ وجان سے بھی زیادہ قریب ہے مگر اس کے قول و فعل میں شریک نہیں۔

۔وہ لاشریک ہستی ہر ایک کا درد بھی ہے اور درماں بھی۔ ہر ایک کی منزل بھی ہے اور ساتھی بھی۔ ہر ایک کا محبوب بھی ہے اور محبّ بھی۔

Marfat.com

۔وہ ازخود قائم ہے اور باقی سب اس کی وجہ سے قائم ہیں۔وہ ازخود زندہ ہے اور باقی سب اس کی وجہ سے زندہ ہیں۔وہ ہر لحاظ سے بے مثل و بے مثال ہے اور کسی کا محتاج نہیں البتہ موجودات کی ہر شے اس کی محتاج ہے۔

۔قرآن پاک کے مطابق جو مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا کی تسبیح کرتی ہے کیونکہ وہ غالب وحکمت والا ہے۔آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔وہ ہر چیز پر قادر ہے۔وہی اول ہے وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے اور باطن میں ہے۔وہ ہر چیز کا پورا علم رکھتا ہے، وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔پھر خود عرش پر جا ٹھہرا۔جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس کی طرف جاتی ہے سب اس کو معلوم ہے۔تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو وہ دیکھ رہا ہے۔آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔سب امور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔وہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور رات کو دن میں ۔ وہ دلوں کے بھیدوں تک سے واقف ہے۔

(سورت الحدید آیت 1 تا 6)

۔اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا مالک ہے تو پھر وہ جو چاہے کرے، اس کے قول وفعل پر اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اپنی چیز پر سبھی کو تصرف کا حق حاصل ہوتا ہے۔خدا تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے۔ہر چیز اس کی تابع ہے۔اس کے حکم کے بغیر تو پتا بھی حرکت نہیں کرسکتا۔اسلئے انسان کو چاہئے کہ اس کے در سے دور نہ رہے۔اس کے حضور ہمیشہ

حاضر اور ملتجی رہے۔ اگر بندگی کی قبولیت کا کوئی اثر نہ ہو تو بھی اس کا دروازہ نہ چھوڑے۔ گناہوں سے توبہ کرتا رہے تاکہ اپنی منزل مقصود پا سکے۔

۔اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب پیغمبرؐ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ انہوں نے مجھ ناچیز کو اس کتاب کے مکمل کرنے کی استطاعت اور قوت بخشی۔ میں نے سرور کونین سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰؐ کے معجزات کو اکٹھا کرنے اور کتابی شکل میں مرتب کرنے کا ارادہ تقریباً پانچ سال قبل کیا تھا۔ اس مقصد کو سرانجام دینے کیلئے میں نے تمام دستیاب کتب، اخبارات و رسالہ جات وغیرہ کا مطالعہ شروع کیا اور تقریباً 230 مستند معجزات کو اس کتاب میں شامل کیا۔ ویسے تو محبوب خداؐ کا ہر عمل اور فعل ایک معجزے سے کم نہیں ہے لیکن میں نے اپنی حیثیت اور اوقات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی تعداد پر اکتفا کیا۔ اس کے علاوہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی حیات طیبہ کے اخلاقی، روحانی اور دینی پہلوؤں کا مختصر جائزہ، غیر مسلموں کی نظر میں آپؐ کا تصور، معجزات کا مفہوم، وحی، الہام اور کشف میں فرق پر بھی روشنی ڈالی ہے تاکہ جس عظیم ہستی کے معجزات کے متعلق آپ پڑھنے جا رہے ہیں ان کا مقام اور مرتبہ آپ کے مدنظر رہے۔ مزید برآں رحمت الٰہی اور قرب الٰہی کی اہمیت اور ان تک رسائی کیلئے کوشش و کاوش کی حدود کا تعین بھی محبان خدا کے حوالے سے کیا ہے۔

انسان غلطی کا پتلا ہے۔ پھر ایک ایسی ہستی کے متعلق کچھ سوچنا اور اس کو تحریر میں لانا جس پر خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود و سلام بھیجتے ہوں کوئی معمولی بات نہیں۔ اسلئے قارئین سے التماس ہے کہ اگر کوئی غلطی محسوس کریں یا کوئی اختلاف

Marfat.com

رائے رکھتے ہوں تو بندہ ناچیز کو آگاہ کریں۔ ان کے مشوروں اور تحریروں کا تہہ دل سے احترام کیا جائے گا۔ یہ کتاب کسی مالی فوائد یا دنیاوی شہرت کیلئے نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی خوشنودی اور محبت کیلئے مرتب کی گئی ہے ۔اگر کوئی اس کار خیر میں حصہ لینے کا متمنی ہو تو اس کو خوش آمدید کہا جائے گا۔

میں ان حضرات کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کے مرتب کرنے میں میری مدد فرمائی خاص کر محترم رائے نعمت علی، محترم تنویر احمد، محترم شہر یار احمد خاں، محترم محمد نواز، محترمہ حاجن ثریا ساجد۔

یا حبیب اللہ! کچھ اپنے غریبوں کی خبر　　　یا رسول اللہ ﷺ سوئے کم نصیباں اک نظر

المدد! اے وقت مشکل بے کسوں کے چارہ گر۔　　　بحرِ غم میں غرق ہیں ہم عاصیاں بے نوا،

جن کتب، اخبارات اور رسالوں سے استفادہ کیا گیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۔قرآن کریم مع اردو ترجمہ و تفسیر شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلکس مدینہ منورہ

۔کشف المحجوب از حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ

۔معجزات رسول ﷺ کا انسائیکلو پیڈیا از منصور احمد بٹ

۔محمد ﷺ پیغمبر اسلام از پروفیسر راما کرشنا راؤ

۔ہفت روزہ فیملی میگزین "مینارہ نور "اور دین کی باتیں" کے عنوان کیلئے مخصوص صفحات 2005 تا 2009

۔روزنامہ نوائے وقت میں شائع شدہ مضامین برائے دین اسلام اور مذہبی امور گذشتہ تقریباً چار سال

Marfat.com

رحمت الٰہی اور مقام انسانیت

اللہ تعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے۔اس کی رحمت کا کوئی شمار نہیں۔وہ جس پر چاہے، جب چاہے اور جس جگہ چاہے اپنی رحمت کا مینہ برسا سکتا ہے۔اس کی رحمت سے مایوس ہونا گناہ عظیم ہے۔اس کی رحمت کے قرآن پاک سے چند شواہد درج ذیل ہیں۔

۔کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہے (سورت اعراف آیت56)

۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہیں (سورت یوسف آیت 87)

۔اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں کو کہدو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر زیادتی کی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سارے گناہ بخش دیتا ہے۔ یقیناً وہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے (سورت الزمر آیت 53)

۔ جو کچھ یہ جمع کرتے ہیں تمہارے پروردگار کی رحمت اس سے کہیں بہتر ہے (سورت خرف آیت32)

۔اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ پر رحمت کو لازم کرلیا ہے۔ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی غلطی کر بیٹھے اور پھر توبہ کر لے، اس کے بعد اصلاح کر لے تو وہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے (سورت انعام آیت 54)

Marfat.com

۔اے ہمارے رب تو نے اپنی رحمت اور علم سے ہر شے کا احاطہ کیا ہوا ہے (سورت مومن آیت 7)

۔اے لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت آ پہنچی ہے (سورت یونس آیت 57)

۔میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے (حدیث پاک)

۔کسی کو اپنی عبادت پہ غرور ہو تو ہو ہم ان کی وسعت رحمت پہ ناز کرتے ہیں۔

۔اللہ تعالیٰ کی رحمت کا انحصار ان کے محبوب پیغمبرؐ سے محبت پر ہے جبکہ آپؐ کی اطاعت واتباع آپؐ کی محبت وعشق سے مشروط ہے کیونکہ اس کے بغیر اطاعت و اتباع کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ جس قدر رسول خداؐ سے محبت وایثار کا جذبہ ہوگا اسی قدر وہ رحمت الٰہی کا حقدار ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے تو ان کا محبوب رحمت اللعالمین ہے۔

رحمت الٰہی اور عشق رسولؐ کے متعلق قرآن پاک سے چند شواہد اس طرح ہیں۔

۔وہ (اللہ تعالیٰ) تمہارے سب اعمال سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرے گا وہ بے شک بڑی کامیابی پائے گا۔ (سورت احزاب آیت 71)

۔جس نے رسول اللہؐ کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا (سورت النسا آیت 80)

۔اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (سورۃ آلِ عمران

آیت132)

۔اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال باطل نہ کرو (سورت محمدؐ آیت 33)

۔اے محبوب آپؐ لوگوں سے فرمادیجئے کہ اگر تم محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو۔ خدا بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ خدا بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ کہدو کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر نہ مانو گے تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ (سورت آلِ عمران آیت 31 اور 32)

بے شک ذکر الٰہی عارفوں، ابراروں، اولیا اللہ اور بزرگان دین کیلئے خاص عطیہ خداوندی ہے۔ رات کی خاموش تنہائیوں میں وہ اپنے رب ودود سے محبت کی باتیں کرتے ہیں، پیار کے چراغ روشن کرتے ہیں، قرب و معرفت الٰہی مانگتے ہیں، اس کی رضا کے خوگر ہوتے ہیں اور خالق کون و مکاں اپنے بندوں، اپنے منگتوں اور اپنے محتاجوں کی التجاؤں اور دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔ لیکن ان تمام باتوں کا انحصار اس کی رحمت سے ہے جس نے کائنات کی ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ اے لوگو میری رحمت سے مایوس نہ ہونا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کی اطاعت واتباع، عشق و محبت اور ادب و احترام کو فرض عین قرار دیا ہے۔ اسلئے بندہ کو چاہیئے کہ وہ اپنے تمام گناہوں سے توبہ کے بعد ان تمام محبتوں کو بھی ترک کر دے جن میں دنیاوی محبت، نفسانی خواہشات کی محبت، آرزوؤں کی محبت، مال و زر کی محبت، مفاد پرستی کی محبت،

Marfat.com

جھوٹے مفاد و عزت کی محبت، بداعمالیوں اور عصیاں کی محبت، حرص و ہوس کی محبت اور جاہ طلبی کی محبت شامل ہیں۔ جب انسان ان چیزوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے تو اسے قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے اور وہ ہر حال میں راضی برضا بن جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اور اس کا بندہ ایک دوسرے کے محبّ اور محبوب بن جاتے ہیں اور رسول اکرم ؐ بھی اپنے امتی سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ لہٰذا یہ بندہ ہمہ وقت رب ودود اور اس کے محبوبؐ کی محبت و عشق میں مگن اور سرشار رہتا ہے۔ اس کی ذات درمیان سے نکل جاتی ہے اور وہ فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اب اس کا نطق و خاموشی، حرکت و سکنات، سونا جاگنا، ملنا جلنا، کھانا پینا، کام کاج سب اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوبؐ کی خاطر ہو جاتا ہے اور اس میں اس کی اپنی کسی خواہش کا عمل دخل نہیں رہتا۔ جب یہ صورت حال ہو تو پھر بندے پر یہ حقیقت بزبان حال منکشف ہو جاتی ہے کہ محبّ کا کام محبوب کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا ہے۔ اسلئے وہ ہر نعمت اور مصیبت کو رضائے الٰہی سمجھ کر تسلیم کر لیتا ہے کیونکہ اس کا ایمان ہوتا ہے کہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہے اور ہوگا وہی جو خداوندِ کریم چاہتا ہے جیسے کسی نے منجانب اللہ تعالیٰ کیا خوب کہا ہے کہ:

ایک میری چاہت ہے اور ایک تیری چاہت ہے۔

ہوگا وہی جو میری چاہت ہے

پس اگر تو نے سپرد کر دیا اپنے آپ کو اس کے جو میری چاہت ہے

تو وہ بھی میں تجھے دونگا جو تیری چاہت ہے۔

لیکن اگر تو نے نافرمانی کی اس کی جو میری چاہت ہے

تو میں تھکا دوں گا تجھ کو اس میں جو تیری چاہت ہے

پھر ہوگا وہی جو میری چاہت ہے۔

قرآن پاک میں حکم الٰہی اس طرح ہے۔ مگر عجب نہیں کہ ایک چیز جو تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز جو تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو۔ ان باتوں کو خدا ہی بہتر جانتا ہے تم نہیں جانتے (سورت بقرہ آیت 216)

Marfat.com

قرب الٰہی اور محبان خدا کے چند اقوال زریں

اللہ کے ولی کی کیفیت ہر آن ترقی پذیر ہوتی ہے۔ وہ ہر لمحہ پہلے لمحہ سے زیادہ حق تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ اپنے رب ودود کیلئے اس کا خشوع ہر لحظہ بڑھتا رہتا ہے۔ وہ حاضر کے سامنے جھکتا ہے غائب کے سامنے نہیں۔ جتنا اس کا قرب الٰہی زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی اس کا خشوع بڑھتا ہے۔ محبان خدا کا قول ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس کے نفس، اسکی طبیعت، اسکی عادت اور اس کے وجود کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔ البتہ اس کے احوال ومقام اور اسے حاصل شدہ عطاو بخشش کی زبان ان نعمتوں کے اظہار اور سپاس شکر کیلئے جاری وساری رہتی ہے۔ پس اسکی محبت میں خاموش بیٹھ تا کہ اس کی قدرت سے چھلکنے والے آب زریں سے تو اپنی پیاس بجھا سکے۔ جو انسان عارفوں کے پاس بیٹھتا ہے وہ اپنے نفس کی خرابیوں سے باخبر ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان نفس ہی حجاب ہے۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا وہ اللہ تعالیٰ کے لیے باادب اور اس کی مخلوق کیلئے متواضع ہوا۔ عارف اللہ تعالیٰ کے دروازے پر کھڑا ادنیٰ خدمت گار ہے۔ اس کے قلب میں غم، زبان پر شکر اور چہرے پر بشاشت ہوتی ہے۔ مومن صاحب حال ہوتا ہے اور اس کے احوال بدلتے رہتے ہیں مگر ولی اللہ یا عارف صاحب مقام ہوتا ہے اور مقام قائم رہنے والی شے ہے۔ قلب درست ہو جائے تو بندہ مخلوق سے لاتعلق ہو جاتا ہے۔ وہ مخلوق میں

Marfat.com

رہتا ہوا بھی خلوت میں ہوتا ہے۔

محبان خدا کا فرمان ہے غافلو! اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرسکو ورنہ تمہارے تمام افعال اور اعمال کی حیثیت فضول اور بیکار مشقت سے زیادہ نہیں ہوگی۔ خلوت اور جلوت میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دھیان رکھو کیونکہ وہ تمہیں ہر حال میں دیکھ رہا ہے۔ نہ تم اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے چھپ سکتے ہو اور نہ اس کے احاطہ علم سے باہر جاسکتے ہو۔ دنیا کے بندو! ہمارے پاس آؤ اور ہم سے وہ علم سیکھو جس سے تم بے خبر ہو تاکہ تم اپنی عاقبت سنوار سکو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرسکو۔

محبان خدا کے چند اقوال زریں

حضرت عثمان غنیؓ۔

اس پر تعجب ہے جو موت کا یقین رکھتا ہے اور پھر قہقہے لگاتا ہے۔ تقدیر کا قائل ہے اور پھر جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔ شیطان کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور پھر اپنے اعمال میں اس کی پیروی کرتا ہے۔ دوزخ کا عقیدہ رکھتا ہے اور پھر گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ قیامت کو برحق سمجھتا ہے لیکن اس کا سامان نہیں کرتا۔ بندگی یہ ہے کہ خدا کے احکام کی پابندی کی جائے۔ جو مل جائے اس پر قناعت کی جائے اور جو نہ ملے اس پر صبر کیا جائے۔

حضرت سرّی سقطیؒ۔

جہنم میں سب سے اشد ترین جو عذاب ہے وہ حجاب ہے۔ اگر جہنم میں جلوہ ذات کا

مشاہدہ رہے تو کسی مومن کو بہشت یاد ہی نہ آئے۔ اس لئے کہ دیدار حق سے اس قدر مسرت و فرحت ہوگی کہ بلا تن اور عذابِ جسم کا ہوش ہی نہ رہے گا۔ بہشت میں کوئی نعمت جمال ذات باری تعالیٰ سے بڑھ کر نہ ہوگی۔ اگر وہ نعمتیں جو بہشت میں ہیں ان سے سو گنا اور نعمتیں ملیں اور جلوہ احدیت سے جنتی محجوب ہو جائے تو وہ تن من دھن سب فنا کر دے اور ہلاک ہو جائے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ۔

عشاق اور اہل محبت کے دلوں میں جنت کا کبھی خیال بھی نہیں گزرتا۔ اس لئے کہ وہ اپنے محبوب کے پردہ محبت میں محجوب ہیں۔ انہیں اپنے محبوب کے انداز و ناز کے مقابلہ میں کسی دوسری طرف دیکھنے کی مہلت ہی نہیں ہوتی۔ چونکہ بہشت مخلوق ہے اگرچہ مخلوقات میں بہترین مخلوق سہی مگر محبت محبوب، صفت محبوب ہے اور صفت مخلوق نہیں۔ تو قدیم کو چھوڑ کر جو مخلوق کی طرف گیا وہ محروم ہوا۔ تو محبان محبوب پردہ محبت میں روپوش ہیں۔ اس لئے کہ وجود محبت محبوب، مقتضی دوئی ہے اور اصل توحید میں دوئی کا وجود ہی نہیں۔ اسلئے محبان الٰہی وحدانیت سے وحدانیت کی طرف ہوتے ہیں اور ماسوائے اللہ سے بالکل محجوب ہوتے ہیں۔

حضرت ابوالحسن نوریؒ۔

اللہ کے بندوں کی ایک ایسی جماعت بھی ہے کہ ان کا کھانا اللہ کے لئے، پینا اللہ کے واسطے اور بولنا اللہ کے لئے ہے۔ وہ ایسے مردان خدا ہیں کہ ان کا قیام اللہ کے ساتھ اور قعود و نطق و حرکت و سکون سب اسی کے ساتھ ہے۔ ان کی زندگی اس کے

Marfat.com

ساتھ ہے اور قائم بمشاہدہ ہیں۔ اگر ایک لحظہ حق ان سے حجاب میں آجائے تو ان کی دنیائے جسم میں جوش وخروش پھیل جائے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ۔

جب بندہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ اس کے قرب میں مست ہو جاتا ہے تو اپنے نفس اور ماسوائے اللہ کو بھول جاتا ہے۔ اس وقت اس سے پوچھا جائے کہ تو کیا چاہتا ہے اور کہاں جارہا ہے تو اس سے زیادہ وہ جواب نہیں دے سکتا کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ۔

عارف وہ ہے جو تمام عالم کو جانے اور عقل سے لاکھوں معانی بیان کرے اور محبت کی تمام مشکل باتوں کا جواب دے۔ وہ کھڑا ہے تو دوست کے خیال میں، بیٹھا ہے تو دوست کی فکر میں، سورہا ہے تو اسی کے خیال میں متحیر ہے، بیدار ہے تو حجاب عظمت دوست کے گرد طواف کررہا ہے۔ عارفوں پر ایک حالت ایسی بھی طاری ہوتی ہے کہ ایک قدم میں حجاب عظمت تک پہنچ جاتے ہیں اور دوسرے قدم میں واپس آجاتے ہیں۔ یہ ان کا کمترین درجہ ہے۔

حضرت حسن بصریؒ۔

صوفیوں کے تمام افعال اطاعت الٰہی پر ہیں۔ ان کی زبان کلام حق اور ثمر محبت حق حاصل کرنے پر کھلتی ہے۔ ان کے ضمیروں میں خالص محبت الٰہی بھری ہوتی ہے۔ ان کے کان سماع حق کے محل اور حقیقت شناس ہوتے ہیں۔ ان کی آنکھیں مشاہدہ

جمال یار کے لئے کھلی ہوتی ہیں۔ان کی سعی وکوشش تمام حصول اسرار خفی پر ہوتی ہے اور وہ راز مخفی کے دیکھنے میں مجاہدہ کرتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ۔

آپ سے مروی ہے کہ نماز اسم اللہ سے شروع ہو کر اسم اللہ پر ہی ختم ہوتی ہے۔اس لئے درمیان میں بھی اللہ کی طرف ہی خیال رہنا چاہیے۔خدا کی عظمت اور جلالت کو اپنے اوپر غالب سمجھنا چاہیئے۔نماز کے اندر ایسی حرکت نہ ہو جو اس احکم الحاکمین کے سامنے گستاخی تصور ہو۔عاجزی وزاری،فروتنی اور گڑگڑاہٹ نماز میں جسقدر ہو سکے کرنی چاہیئے۔یہی نماز کی جان ہے۔صرف زبان سے عربی الفاظ پڑھنا اور دل پر کچھ اثر نہ ہونا نماز نہیں بلکہ الفاظ پرستی ہے۔

شیخ کبیر ابوسعید خرازؒ۔

جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کو اپنا دوست بنائے تو اس پر اپنے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اپنی مجلس میں بلا لیتا ہے۔پھر توحید کی کرسی پر بٹھاتا ہے اور حجاب دور کر دیتا ہے۔جب اس کی نظر جلال وعظمت پر پڑتی ہے تو تکلیفات جو شروع مجاہدہ میں ہوتی تھیں دور ہو جاتی ہیں اور بندہ محویت میں محو اور فانی ہو کر اپنے نفس سے آزاد ہو جاتا ہے۔اب اس کے ساتھ نفس اور شیطان کا کوئی تعلق نہیں رہتا کیونکہ اس مقام میں ان کی رسائی نہیں۔

حضرت امام ابوجعفر محمدؒ باقرؒ۔

اونگھ اور نیند سے تو مبرا ہے۔جو تجھے اونگھنے،سونے والا جانے وہ تیری نعمتوں سے

Marfat.com

محروم ہے۔ الٰہی تو وہ ہے کہ کوئی تجھے تیرے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ رات دن میں کسی ساعت تیری صفت بقا میں خلل نہیں آسکتا۔ تیرا در رحمت کشادہ ہے اس پر جو تجھے پکارے۔ تیرا خزانہ بخشش اس پر فدا ہے جو تیری ثنا میں رطب اللسان ہو۔ تو وہ مالک الملک ہے کہ سائل کا سوال رد کرنا تجھے روا نہیں۔ جو مومن تیری درگاہ میں سوال کرے تو سائل کو تو رو کنے والا نہیں خواہ مخلوق ارضی ہو یا سماوی۔

حضرت پیر جماعت علی شاہؒ

شریعت اور طریقت دونوں کے پانچ پانچ ارکان ہیں۔ شریعت کے ارکان میں توحید و رسالت پر ایمان لانا، پنجگانہ نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ دینا اور حج کرنا شامل ہیں جبکہ طریقت کے ارکان ذکر، فکر، مراقبہ، محاسبہ اور رابطہ ہیں۔ شریعت کا سب سے اہم رکن نماز ہے جبکہ طریقت کا اہم رکن رابطہ ہے۔ اگر رابطہ درست ہو جائے تو طریقت درست ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر نماز پنجگانہ درست ہو جائے تو شریعت درست ہو جاتی ہے۔ بارگاہ رب العزت تک رسائی کے دونوں راستے یعنی شریعت اور طریقت بالکل حقیقی اور قطعی برحق ہیں تاہم دونوں میں اتنا فرق ہے کہ شریعت کا راستہ طویل و دراز ہے جبکہ طریقت کا راستہ قریب و نزدیک ہے۔ مثلاً ایک آدمی مکہ معظمہ جانا چاہتا ہے۔ اسلئے وہ اپنے زور بازو پر اعتماد کرتے ہوئے پیدل چل پڑتا ہے۔ راستے میں اسے بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسے گرمی سردی، چور ڈاکو، آندھی طوفان، طویل سفر وغیرہ۔ دوسرا طریقہ ہوائی جہاز ہے جس کے ذریعے وہ چند گھنٹوں میں مکہ معظمہ پہنچ جائے گا۔

چنانچہ پیدل سفر کے ذریعے مکہ معظّمہ پہنچنا شریعت ہے اور ہوائی جہاز کے ذریعے طریقت ہے۔

شریعت وطریقت کے فرق کو واضح کرنے کیلئے پیر جماعت علی شاہؒ نے ایک واقعہ بھی بیان فرمایا ہے جو اس طرح ہے۔ ایک دفعہ مغل شہنشاہ عالمگیر نے لاہور کے علماء کرام کو اپنے دربار میں بلایا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تک رسائی کا کیا طریقہ ہے۔ انہوں نے یہ سوال سن کر خاموشی اختیار کر لی۔ اتنے میں ایک مرد قلندر اُدھر آ نکلا۔ بادشاہ نے اپنے درباریوں کو حکم دیا کہ اسے کمند کے ذریعہ اوپر لے آؤ کیونکہ بادشاہ قلعہ کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا۔ چنانچہ اس مرد قلندر کو کمند کے ذریعے چند سیکنڈوں میں بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ بادشاہ نے وہی سوال اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ وہی طریقہ جو آپ نے مجھے یہاں بلانے کیلئے استعمال کیا ہے۔ مثلاً اگر میں خود آپ سے ملنا چاہتا تو بہت سی مشکلات کا سامنا کرتا جیسے آپ کے درباریوں سے اجازت، نگرانوں کی منت وسماجت، بہت سی ڈیوڑھیوں کی مسافت وغیرہ۔ لیکن جب آپکی منشاء اور مرضی ہوئی تو چند سیکنڈوں میں کمند کے ذریعے اپنے پاس بلا لیا۔ اسی طرح جب رب العزت کی مرضی ہوگی تو اپنے کسی مرد قلندر کے توسط سے اپنے پاس بلا لے گا ورنہ ساری عمر ٹکریں مارتے رہو گے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

Marfat.com

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حیات طیبہ کے اخلاقی، روحانی اور دینی پہلوؤں کی چند جھلکیاں

جب سرورِ کونین رحمتِ دو عالمؐ (570ء) میں اس فانی دنیا میں تشریف لائے، اس وقت دنیا روحانی، اخلاقی اور دینی حوالوں سے تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ انسان جس کو اشرف المخلوقات بنایا گیا تھا وہ خود بتوں، درختوں، چاند، سورج، آگ اور ناگ سمیت کئی دیگر خود ساختہ خداؤں کے سامنے جھکتا، سجدے کرتا اور ان کی پوجا کرتا تھا۔ مکہ مکرّمہ میں خدا کا گھر خانہ کعبہ جسے خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کیلئے تعمیر کیا گیا تھا اور جہاں صدیوں تک معبودِ حقیقی کی عبادت ہوتی رہی، اسے جاہلیت کے دور میں ایک شخص نے بت پرستی کا گڑھ بنا دیا۔ اس کا نام عمرو بن ربیعہ تھا۔ یہ شخص ایک دفعہ بیمار ہوا تو کسی کے کہنے پر ملک شام میں بلقاء کے مقام پر واقع گرم پانی کے ایک چشمہ پر نہانے گیا۔ وہاں غسل کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو صحت عطا کر دی۔ مگر اس نے ملک شام میں بعض بت اور مجسمے دیکھے جن کی لوگ پوجا کرتے تھے۔ عمرو بن ربیعہ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرہ ہے تو انہوں نے بتلایا کہ وہ ان بتوں کے ذریعے بارش کی دعا کرتے ہیں اور دشمن کے مقابلے میں ان بتوں کے ذریعے فتح حاصل کرتے ہیں۔ وہ مشرک اپنی اور اپنے

قبیلے کی طاقت بڑھانے کے لئے وہاں سے کچھ بت خرید لایا ان کو خانہ کعبہ میں رکھ دیا اور اہل عرب کو ان کی پوجا کی دعوت دی۔ لوگ انبیاءؑ کی اصل تعلیمات بھلا چکے تھے۔ اس لیے ان میں بتدریج بت پرستی رواج پا گئی۔ اس بت پرستی کو اتنا عروج حاصل ہو گیا کہ ہر قبیلے کا بت جدا جدا ہو گیا۔ صرف سرزمین عرب ہی جہالت میں ڈوبی ہوئی نہ تھی بلکہ پوری دنیا کا یہی حال تھا۔ اہل فارس (ایران) آگ کے پجاری تھے۔ قدیم ہندوستان میں بت پرستی کے ساتھ ساتھ ناگ، آگ اور درختوں کی پوجا بھی ہوتی تھی۔ عورتوں اور غلاموں کے ساتھ وحشیانہ سلوک ساری دنیا میں جاری تھا۔ فسق و فجور، شراب نوشی، قمار بازی، حرامکاری وغیرہ زندگی کا عام دستور بن چکے تھے۔

اس وقت سرکار دو عالمؐ نے دعوت حق کا آغاز کیا (612ء)۔ خالق دو جہاں کے حکم کے مطابق خاموش تبلیغ کے تین سال مکمل ہونے کے بعد آپؐ نے اپنے خاندان میں سے اپنے قریبی عزیز و اقارب کو کھانے کی دعوت پر بلایا۔ اس دعوت میں حضرت عبدالمطلب کے خاندان کے سبھی قابل ذکر افراد شریک ہوئے۔ کھانے کے بعد آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام سنانا شروع کیا۔ آپؐ نے بتوں کو چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے کی تلقین شروع کی تو آپؐ کے چچا ابولہب نے شور و غل مچانا شروع کر دیا اور پیغام حق کی سخت مخالفت شروع کر دی۔ رسالت مآبؐ نے چونکہ اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام نہ صرف اپنے قریبی عزیزوں اور رشتے داروں کو بلکہ ساری انسانیت تک پہنچانا تھا۔ اسلئے سرکار دو عالمؐ نے فوراً دوسری مجلس کا اہتمام کیا اور

Marfat.com

کھانے کے بعد تمام اہل محفل سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔ اے بنو عبد المطلب ! اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عظیم نعمت دیکر بھیجا ہے جس میں تمہارے دین اور دنیا دونوں کی بھلائی ہے۔ میں خدائے وحدہٗ لاشریک کے حکم کے مطابق آپ سب کو بھلائی کی طرف بلاتا ہوں۔ لیکن وہ جن کے رگ و پے میں بت پرستی رچ بس چکی تھی، وہ جن کی سرداری خانہ کعبہ میں رکھے گئے بتوں کی وجہ سے قائم تھی، وہ بت پرستی چھوڑنے کیلئے کیسے تیار ہو سکتے تھے۔ چنانچہ اس دوسری دعوت کا بھی بظاہر کوئی فوری نتیجہ برآمد نہ ہوا۔

اب اسلام بند گوشوں سے نکل کر گلیوں اور کوچوں میں زیر بحث آنے لگا تھا۔ آپؐ نے اس کے بعد اپنے خالق و مالک کے حکم سے اسلام کی دعوت اعلانیہ دینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ خانہ کعبہ بت پرستی کی وجہ سے جزیرہ نما عرب کا مرکز بن چکا تھا۔ قریش مکہ کی سرداری اور تجارت کا عروج خانہ خدا کی مرکزیت کی وجہ سے تھا۔ سردارانِ قریش اور رئیسان مکہ کو اسلام کے نظریہ حیات کی وجہ سے خانہ خدا میں رکھے گئے بتوں کے علاوہ اپنی امارت اور انا کے بت بھی مسمار ہوتے نظر آنے لگے۔ چنانچہ قوت اقتدار کے حامل مکہ کے سرداروں اور وڈیروں نے اسلام کی مخالفت میں سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ قریش کا سرکردہ اور سب سے طاقتور سردار ولید بن مغیرہ، اس کا بھتیجا ابو جہل، ابوسفیان بن حرب، حضورؐ کے چچا ابولہب، عاص بن وائل سہمی، شیبہ اور عتبہ بن ربیعہ، طائف کے عروہ بن مسعود اور صہیب بن عمرو بڑے لوگ تھے۔ دولت کی کثرت اور بیٹوں کی زیادتی ان کی طاقت اور رواداری

کے بنیادی ستون تھے۔
وہ جو آپؐ کی خاموش تبلیغ کے تین برسوں میں کم وبیش چالیس خوش نصیب اپنے سینوں کو اسلام کے نور سے منور کر چکے تھے، مکہ اور طائف کے سرداروں نے ان پر مظالم ڈھانے شروع کر دیے۔ جیسے جیسے اسلام کی تبلیغ اور نور ہدایت کی روشنی پھیلنے لگی کفار کے سرغنوں کے غیظ وغضب میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ وہ طاقت اور جبر سے ان مٹھی بھر مسلمانوں کو نیست ونابود کر کے اپنے اقتدار، جھوٹے وقار اور دولت کے انبار محفوظ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اسلام کا نور تو دلوں کا سرور ثابت ہو رہا تھا۔ وہ تو لوگوں کے دل ودماغ کو مسخر کرتا چلا جا رہا تھا۔
اسی دوران اسلام کے ابدی پیغام کو وسیع دائرے تک پہنچانے کیلئے سرور کونینؐ نے مکہ کے پہاڑ، کوہ صفا پر چڑھ کر اہالیان مکہ کو اس طریق کار کے مطابق پکارا جس طرح قریش خطرہ کے وقت سب کو جمع کرتے تھے۔ آپؐ کی آواز پر لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور ایک بڑا مجمع لگ گیا۔ آپؐ ان سے اس طرح مخاطب ہوئے، اے لوگو! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب سے دشمن کا ایک بڑا لشکر تم پر حملہ آور ہونے کیلئے آ رہا ہے تو کیا تم میری بات پر یقین کر لوگے۔ قریش بولے ضرور سچ مان لینگے کیونکہ ہم نے آپؐ کو ہمیشہ سچ بولتے دیکھا ہے۔ قریش کے اس اقرار کے بعد حضور نبی پاکؐ نے فرمایا "میں تم سب سے صاف صاف کہہ دیتا ہوں کہ اگر تم مجھ پر ایمان نہ لائے تو تم پر سخت عذاب نازل ہوگا" یہ الفاظ سن کر کفار مکہ کا مزاج بگڑ گیا۔ ابولہب نے بھی اس موقع پر آپؐ کی شان میں گستاخانہ زبان استعمال

Marfat.com

کی۔لوگ دعوت حق کو سنے بغیر واپس چلے گئے۔ابولہب کی اس موقع کی گستاخی بارگاہ خداوندی میں بھی ناگوار گزری۔ربِ کائنات نے اپنے محبوب پیغمبرؐ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو یہ وعید سنادی "تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔اس کے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور اس نے جو کمایا۔اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں (سورت لہب)

آپؐ کے کوہ صفا پر چڑھ کر ندائے حق بلند کئے جانے کے بعد کفر کے سرغنے مسلمانوں پر زیادہ ظلم ڈھانے لگے۔سرداران قریش نے غریب اور بے سہارا مسلمانوں کا جینا حرام کر دیا۔غلاموں کو صحرائے عرب کی تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر اور ان کے سینوں پر پتھر رکھ کر ان سے کہا جاتا کہ خدائے واحد کی بندگی چھوڑ کر بتوں کے پجاری بن جاؤ۔ان کے جسم گرم سلاخوں سے داغے گئے۔کفار کی تکلیفیں سہتے ہوئے کئی مسلمان شہید ہو گئے۔اسی دور میں بنی مخزوم کے حلیفوں میں سے جناب عمارؓ،ان کے والد حضرت یاسرؓ اور محترمہ سمیہؓ مسلمان ہو گئے۔بنی مخزوم کا سردار ابوجہل غصے سے آگ بگولا ہو گیا۔وہ برچھی تان کر محترمہ سمیہؓ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور ان سے اسلام کی روشن راہ سے ہٹ جانے کا مطالبہ کیا لیکن جنابہ سمیہؓ نے جواب دیا کہ جان دے سکتی ہوں لیکن ایمان نہیں چھوڑ سکتی۔محترمہ سمیہؓ نے اس موقع پر اللہ پاک کی حقانیت اور اس کے رسول مقبولؐ کی عظمت بیان کی۔ابوجہل نے غصے میں لال پیلا ہوتے ہوئے جنابہ سمیہؓ کے سینے میں برچھی مار دی۔وہ اسلام کی پہلی شہید خاتون کے مرتبے پر فائز ہو گئیں۔اتنے ہولناک اور جان لیوا

مظالم کے باوجود اسلام قبول کرنے والا کوئی ایک مسلمان بھی دین حق سے واپس نہیں پھرا۔اس دور کے اہل اسلام کے مختصر گروہ میں آزاداور غلام، مرداور خواتین بھی شامل تھیں۔ یہ لوگ دنیاوی اعتبار سے قوت واقتدار سے محروم تھے مگران عظیم لوگوں کے حوصلے بلند تھے۔ یہ اسلام کے نظریے کی قوت تھی کہ وہ لوگ ہر کڑی سے کڑی آزمائش میں بھی ثابت قدم رہے۔تشدد و ظلم اور دھمکی کے سب حربے ناکام ہونے کے بعد سردارانِ قریش نے دنیاوی لالچ کی پیشکش کیلئے قریش کے ایک سردار عتبہ کو نبی پاکؐ کے پاس بھیجا۔اس نے آپؐ سے کہا کہ محمدؐ بتاؤ آخر کیا چاہتے ہو۔مکہ کی حکومت، کسی بڑے خاندان میں شادی یا ہم سب سے زیادہ دولت۔ یہ سب کچھ ہم دینے کو تیار ہیں۔ہم تمھاری حکومت بھی تسلیم کرنے کو تیار ہیں لیکن تم نئے دین سے باز آجاؤ۔ ہمارے مذہب کی مخالفت ترک کردو۔ سرکار دو عالم ﷺ کے سامنے دولت اقتدار اور بادشاہت کی کوئی حیثیت نہ تھی۔آپؐ نے اس موقع پر قرآن پاک سے چند آیات پڑھ کر سنائیں۔اللہ تعالیٰ کے پاک کلام نے عتبہ کے سینے پر دستک دی۔ وہ بہت متاثر ہوا۔اس نے قریش کے پاس واپس جاکر کہا کہ اے قوم والو! محمدؐ جو کلام پیش کرتے ہیں وہ شاعری نہیں بلکہ کوئی منفرد چیز ہے۔میرا مشورہ ہے کہ تم لوگ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔لیکن سرداران مکہ پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ان کے جبر وقہر اور آتشِ انتقام کے شعلے پہلے سے زیادہ بھڑکنے لگے۔

اس دوران مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا گروہ مجبور ہو کر حبشہ کو ہجرت کر گیا۔قریش کو

جب معلوم ہوا کہ مجبور اور مظلوم مسلمانوں کا ایک گروہ ان کے ظلم کے چنگل سے بچ کر نکل گیا ہے تو وہ مزید سیخ پا ہو گئے۔ انہوں نے سرورِ دو عالمؐ کے خاندان بنو ہاشم کے خلاف بائیکاٹ کی ایک قرارداد پاس کر کے خانہ کعبہ میں لٹکا دی اور اعلان کر دیا کہ جب تک بنو ہاشم والے محمدؐ کو قتل کیلئے ہمارے حوالے نہیں کرتے یہ بائیکاٹ جاری رہے گا۔ اسلئے نبی پاکؐ کا مختصر خاندان شعب ابی طالب (گھاٹی) میں محصور ہو کر رہ گیا۔ قید اور بائیکاٹ کا یہ اذیت ناک دور تین برس تک جاری رہا۔ بھوک اور پیاس سے جب بچے بلبلاتے تو کفار ان پر ہنستے اور ٹھٹھا کرتے۔ یہ سلسلہ نبوت کے ساتویں برس سے شروع ہو کر دسویں برس تک جاری رہا۔ آخر دیمک نے قرارداد کو چاٹ لیا اور صرف اسم اللہ باقی رہ گیا۔ بالآخر بعض نیک دل لوگوں کی کوششوں سے بائیکاٹ کا سلسلہ ختم ہوا۔ اس بات کو ختم ہوئے کچھ ہی روز گزرے تھے کہ یکے بعد دیگرے آپؐ کے چچا حضرت ابو طالب اور رفیقہ حیات حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا۔ یہ حضورؐ کی ذات پاک اور مسلمانوں کیلئے ایک بہت بڑا صدمہ تھا۔ سرورِ کونینؐ نے ان کی وفات کے سال کو "عام الحزن" یعنی غم کا سال قرار دیا۔ مکہ کی ان دو معتبر ہستیوں کے اُٹھ جانے سے کفار مکہ اپنے مظالم میں پہلے سے زیادہ بے باک ہو گئے۔ ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی اسلام کے متعلق خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ:۔

۔ آپؓ نے سرکار دو عالمؐ کی رفاقت میں 25 برس گزارے اور اپنی تمام دولت حضورؐ کے قدموں پر نچھاور کر دی۔

Marfat.com

۔آپؓ کو تمام مردوں اور عورتوں میں سے سب سے پہلے حضورؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کی پہلی رفیقہ حیات ہونے کی سعادت بھی حاصل ہے۔

۔آپؓ کی پرورش انتہائی نازونعم کے ماحول میں ہوئی۔آپؓ بچپن سے ہی حد درجہ ذہین، انتظامی صلاحیتوں کی مالک اور انتہائی نیک خاتون تھیں۔دوسری بار بیوہ ہونے کے بعد آپؓ نے مزید نکاح کرنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔لیکن حضورؐ کی دنیاوی خوبیوں اور صلاحیتوں سے متاثر ہو کر آپؐ کو نکاح کا پیغام بھیجا جو حضورؐ نے اپنے چچا ابوطالب کے مشورے کے بعد قبول کر لیا۔

۔آپؓ کو مکہ کی امیر ترین اور معزز ترین خاتون ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔اس کے باوجود آپ نے حضورؐ کے ساتھ بہت سادہ اور صبر آزما زندگی بسر کی اور تمام تکالیف اور مشکلات کا بڑی جوان مردی سے مقابلہ کیا۔تین سالہ بائیکاٹ کے موقع پر بھی آپؓ حضورؐ کے ساتھ تھیں اور کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں دیا۔

۔پہلی وحی کے موقع پر جب سرورِ کونینؐ پریشانی اور گھبراہٹ کے عالم میں گھر تشریف لائے تو امّ المومنین حضرت خدیجہؓ نے نہایت دلنشیں انداز اور محبت واحترام سے آپؐ کی حوصلہ افزائی کی۔

۔سرورِ دوعالمؐ کی چاروں صاحبزادیاں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ جن سے آپؐ بہت پیار کرتے تھے حضرت خدیجہؓ ہی کے بطن سے تھیں۔

۔رسول اللہؐ کو حضرت خدیجہؓ سے اتنی محبت تھی کہ انکے ہوتے ہوئے آپؐ نے کسی

Marfat.com

دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا یعنی تقریباً 25 سال۔

۔حضرت خدیجہؓ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا تحفہ اور عظیم الشان انعام تھا جس نے آپؐ کو اپنی تمام دنیاوی ضروریات سے مبرّا کر دیا تھا۔

۔حضرت خدیجہؓ کو ان کے عالم شباب میں ہی ان کے بے داغ کردار کے سبب "طاہرہ" کہا جاتا تھا اور خداداد ذھانت کی وجہ سے لوگ انہیں ذکیہ کہہ کر پکارتے تھے۔

۔قریش کے انتہائی معتبر گھرانے کے جناب خویلد حضرت خدیجہؓ کے والد محترم تھے اور انہوں نے اپنی نیک اور دانشمند دختر کو بزنس کی تمام ذمہ داریاں سونپ دی تھیں۔

۔حضرت خدیجہؓ کا گھر ہر اعتبار سے شہر مکہ کا وسیع ترین گھر تھا۔صبح شام آپؓ کے در پر ضرورت مند بلا روک ٹوک آتے جاتے تھے اور اپنی مرادیں پاتے تھے۔آپؓ کے خاندان کے بزرگ یہ کیفیت دیکھ کر اپنی بیٹی کو عزیٰ کا نام لیکر دعائیں دیتے تھے۔

۔حضرت خدیجہؓ کے والد ماجد جناب خویلد، والدہ محترمہ اور اہل خانہ دین حنیف پر تھے اور بت پرستی سے کوسوں دور تھے۔اس وقت تک عرب قوم پر کوئی آسمانی کتاب بھی نازل نہ ہوئی تھی اور قرآن کریم نے اس بات کی تائید کی ہے۔

۔حضرت ابراہیمؑ کے دین حنیف سے تعلق رکھنے کی وجہ سے حضرت خدیجہؓ نے زندگی بھر شرک نہیں کیا اور بت پرستی سے بیزار رہیں۔اس زمانے میں عام عرب

بھی ایک خدا کا تصور رکھتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ بتوں کو خدا کی بیٹیاں اور سفارشی تصور کرتے تھے لیکن حضرت خدیجہؓ کے وسیع وعریض گھر میں مورتی کیلئے کوئی گنجائش نہ تھی اور ان کے گھر میں خدائے واحد کی پرستش ہوتی تھی۔ وہ ہر جمعہ کو خانہ کعبہ جاتیں اور بتوں سے دور مقام ابراہیمؑ پر کئی کئی گھنٹے بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی تخلیق کردہ کائنات پر غور کرتی تھیں۔

۔حضرت خدیجہؓ نے مکہ میں چھ بڑے گودام بنوا رکھے تھے جو ہمیشہ اناج، کھجوروں اور خشک گوشت وغیرہ سے بھرے رہتے تھے۔ اگر کسی سال مکہ میں خشک سالی کی وجہ سے قحط کے آثار ظاہر ہوتے تو سب کی نگاہیں حضرت خدیجہؓ پر پڑتیں تھیں۔ اگر آپ کا وجود بابرکت نہ ہوتا تو قحط کی صورت میں ان گنت بچے، بوڑھے، عورتیں اور مرد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ لیکن وہ خاتون جنہیں رحمت اللعالمینؐ کی شریک حیات بننا تھا وہ مکہ اور اطراف کیلئے ہمیشہ رحمت بن کر رہیں۔ پھر وہ دور بھی آیا کہ آپؓ نے اپنا تمام کاروبار اور دولت و متاع حضورؐ کے قدموں پر نچھاور کر دیا۔

۔فرمان رسول مقبولؐ ہے کہ فاطمہؓ اپنے زمانے کی عورتوں میں افضل ہے۔ آسیہؓ اپنے زمانے کی عورتوں میں افضل تھیں۔ مریمؑ ماضی کی عورتوں کی سیدہ تھیں۔ جبکہ خدیجہؓ میری تمام امت میں افضل و برتر ہیں۔

۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کو حضرت خدیجہؓ سے انتہا درجے کی محبت تھی۔ جب بھی گھر میں کوئی چیز پکتی تو اس میں سے کچھ حضرت خدیجہؓ کی سہیلی کو بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک عورت آئی۔ آپؐ نے اس کے لئے چادر

Marfat.com

بچھادی۔ وہ اس پر بیٹھ گئی اور آپ کافی دیر تک اس سے باتیں کرتے رہے۔ جب وہ چلی گئی اور آپؐ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور فرمایا کہ یہ خدیجہؓ کی سہیلی تھیں۔

۔ایک دفعہ حضرت جبرائیل تشریف لائے اور عرض کیا کہ یارسول اللہؐ حضرت خدیجہؓ آپؐ کے پاس برتن میں کھانے کی کوئی چیز لا رہی ہیں۔ جب وہ آپؐ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کا اور میرا اسلام پہنچا دیجئے۔ یہ ایک ایسی فضیلت ہے جو حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے سوا کسی دوسری عورت کو حاصل نہیں ہوئی (بخاری ومسلم)۔

جہاں تک حضرت ابو طالب کا تعلق ہے وہ ایک عظیم انسان تھے۔ ان کا مکہ کے معززین میں ایک خاص مقام تھا۔ انہوں نے حضور اکرمؐ کی بڑی محبت سے پرورش کی اور آپؐ کی حتی المقدور دنیاوی ضروریات کا خیال رکھا۔ حضورؐ خود ان کا بہت احترام کرتے تھے اور ہر دنیاوی کام کیلئے ان سے مشورہ ضرور کرتے تھے۔ ان کی موجودگی میں مشرکین مکہ کو حضور اکرمؐ کو کسی قسم کی گزند یا تکلیف پہنچانے کی جرات نہ ہوئی۔ سرور دو عالمؐ کی بڑی خواہش تھی کہ ان کے چچا حضرت ابو طالب کلمہ پڑھ لیں اور آپؐ کو اللہ کا رسول تسلیم کر لیں لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ اس میں شاید اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت پوشیدہ تھی۔

خاندان والوں کو دوسری دعوت کے موقع پر رسول خداؐ نے جب ان سب کو اسلام قبول کرنے اور انہیں اللہ تعالیٰ کا رسول تسلیم کرنے کیلئے فرمایا تو حضرت ابو طالب

Marfat.com

نے کہا ہمیں آپ ؐ کی دعوت کے برحق ہونے پر یقین ہے۔ میں آپ ؐ کو تعاون کا یقین دلاتا ہوں، میں آپ ؐ کی حمایت اور حفاظت بھی کرونگا لیکن اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دینا میرے لئے ممکن نہیں۔ ابولہب پھر آگ بگولا ہو گیا اور اپنے آپ کو قابو نہ رکھ سکا۔ اس نے کہا محمد ؐ کو ابھی روک لو ورنہ وہ وقت آئیگا کہ تم اس کو بچانے کی کوشش کرو گے تو خود عربوں کے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔ حضرت ابوطالب کے یہ الفاظ بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے کہا "اللہ کی قسم جب تک ہماری جان میں جان ہے، ہم محمد ؐ کی حفاظت کریں گے"

مکہ کی ان دو ہستیوں کی وفات کے بعد کفار مکہ نے آپ ؐ کی مشکلات میں اس قدر اضافہ کر دیا کہ آپ ؐ کیلئے گلیوں اور بازاروں میں چلنا پھرنا دشوار ہو گیا۔ آپ ؐ کے راستے میں گڑھے کھودے گئے، کانٹے بچھائے گئے، کوڑا کرکٹ پھینکا گیا۔ سرکارِ دو عالم تبلیغ کیلئے طائف کی بستی گئے تو غنڈوں اور شرپسندوں کو پیچھے لگا دیا گیا۔ پتھر مارے گئے۔ سرتاج انبیاء ؐ زخموں سے نڈھال کر دیے گئے۔ اس دوران باقی مسلمانوں پر بھی مظالم کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر مصیبتوں اور پریشانیوں کے اسی دور میں خالق و مالک کائنات نے اپنے پیارے نبی آخر الزماں ؐ کو معراج پاک کا تحفہ عنایت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آپ ؐ کو مکہ مکرمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمان کی بلندیوں کی سیر کرائی اور اپنے قرب خاص میں حاضری کا شرف عطا فرمایا۔

اس کے کچھ عرصے بعد یثرب (مدینہ منورہ) سے آنے والے بارہ افراد نے

حضورؐ کی دعوت پر اسلام قبول کیا اور نبی پاکؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اہل یثرب کے واپس جانے کے وقت آپؐ نے اپنے ایک صحابی حضرت مصعب بن عمیرؓ کو تبلیغ کیلئے ساتھ روانہ کر دیا جن کی کوششوں سے بہت سے لوگ وہاں دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ اگلے سال یثرب (مدینہ منورہ) سے 80 لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ میں جناب رسالت مآبؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ انہوں نے نبی پاکؐ کو یثرب تشریف لے چلنے کی درخواست کی۔ اس موقع پر حضور نبی پاکؐ کے چچا حضرت عباس (جنہوں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا) نے اہل یثرب سے سوال کیا کہ آپ لوگ محمد عربیؐ سے دوستی کا مطلب جانتے ہیں یعنی سارے عرب سے دشمنی مول لینا۔ انہوں نے کہا کہ ہم پیچھے ہٹنے والے نہیں۔ انہوں نے پوری وفا داری کا یقین دلایا۔ چنانچہ رحمت دو عالمؐ نے انکی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد تمام جہانوں اور تمام زمانوں کے رب کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد آپؐ مکہ سے ہجرت کر کے یثرب تشریف لے گئے۔ آپکی تشریف آوری سے یثرب کی قسمت کا ستارہ چمکا اور یثرب کی بجائے مدینہ منورہ کا خوبصورت نام ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اس کی پہچان بن گیا۔

مکہ کی زندگی کے برعکس مدینہ منورہ میں اسلام ایک جماعت اور قوم کا دین بن کر سامنے آ رہا تھا۔ اب ایک ایسی قوم کی ابتداء تھی جس میں ہدایت ربّانی کی روشنی میں آگے اور مزید آگے بڑھنے کی بے پناہ صلاحیت موجود تھی۔ یہ وہ عالمگیر تحریک تھی جس نے زندگی کے تمام شعبوں کے ساتھ ساتھ جنگ اور جنگی قیدیوں کے بارے

Marfat.com

میں بھی دنیا کو ایک انقلابی سوچ سے ہمکنار کر دیا۔ اس دور میں فاتح قوم تمام جنگی قیدیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتی تھی مگر رحمت اللعالمینؐ نے جنگ بدر کے تمام قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کی انوکھی مثال قائم کی۔ سرمایہ دار قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا۔ جو پڑھے لکھے قیدی تھے ان کیلئے یہ شرط عائد کی گئی کہ جو دس مسلمان بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دے وہ کسی فدیہ کے بغیر رہا کر دیا جائے گا۔ مدینہ منورہ میں ہادی اعظم رسول مقبولؐ، خالق و مالک کائنات کی طرف سے نازل ہونے والی ہدایات کو ساتھ ساتھ نافذ کرتے چلے گئے۔ صدیوں سے جہالت اور گمراہی میں ڈوبی ہوئی سرزمین عرب کو محض چند برسوں میں ذلت کی گہرائیوں سے نکال کر اخلاقی اور روحانی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ شراب، جواء، بت پرستی، خواتین کی بے حرمتی، کمزوروں پر ظلم اور لوٹ مار جیسی برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ اخوت، محبت اور باہمی بھائی چارے کا ایک مثالی معاشرہ تشکیل پا گیا۔ سود کے نظام کو ختم کر کے زکوٰۃ، صدقات، عشر اور خمس کے نظام کو قائم کیا اور کاروبار میں شرکت اور تعاون کو فروغ دیا۔

مدینہ منورہ کی دس سالہ نبوی زندگی میں وہ مرحلہ بھی آ گیا کہ آپؐ نے نہ صرف سرزمین عرب کے حاکموں کو بلکہ اس دور کی تمام بڑی طاقتوں کے سربراہوں کو بھی اسلام کی صداقت تسلیم کرنے کی دعوت دی۔ کیونکہ آپؐ کو یہ رب کائنات کا حکم تھا کہ اسلام کے نور ہدایت کو سب تک پہنچاؤ۔ چنانچہ آپؐ نے روم، ایران، حبشہ، مصر اور شام کے حاکموں تک اسلام کا آفاقی پیغام پہنچا دیا۔ اگرچہ فوجی قوت اور

Marfat.com

اقتصادی طاقت کے حوالے سے مدینہ منورہ کی ننھی سی انتظامیہ ان بڑی طاقتوں کے مقابلے میں کوئی قابل ذکر حیثیت نہ رکھتی تھی لیکن یہ اسلام کے نظریے کی صداقت کی طاقت تھی جو ہر صاحب شعور سے اپنے آپ کو خود منوا رہی تھی۔ اس میں بندوق یا تلوار کی طاقت، سیاسی جبر یا دھمکی کا ہرگز ہرگز کوئی دخل نہ تھا۔ صلح حدیبیہ کا معاہدہ طے پانے کے بعد آپؐ نے حدیبیہ سے واپسی پر مختلف ممالک کے سربراہوں کو خطوط لکھ کر پیغام بھیج دیا کہ اسلام کی شکل میں پیغام آ گیا ہے کہ آپ اسلام قبول کرلیں اور ہمارے بھائی بن جائیں۔ سلامت رہو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دہرا ثواب دے گا۔ اگر تم نے روگردانی کی تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تجھ پر ہوگا اور تم قہرالٰہی سے نہ بچ سکو گے۔ ایران کا شہنشاہ خسرو پرویز یہ خط پڑھ کر غصے سے آگ بگولا ہوگیا اور اس نے نبی پاکؐ کا نامہ مبارک پھاڑ دیا اور اپنے زیر نگیں یمن کے حاکم باذان کو حکم بھجوایا کہ وہ عرب میں نئے دین اسلام کے پیغمبر کو حراست میں لے کر اس کے دربار میں پیش کرے۔ چنانچہ باذان کا بھیجا ہوا دستہ جب حضور اکرمؐ کے پاس پہنچا تو آپؐ نے ان سے کہا کہ جاؤ باذان سے جا کر کہہ دو کہ اس کے بادشاہ خسرو کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا ہے۔ اس بات کی صداقت معلوم ہونے پر یمن کے حاکم باذان نے اللہ کے رسولؐ کی دعوت قبول کر لی اور مسلمان ہوگیا۔ اسی طرح حبشہ کے حکمران نجاشی نے آپ کا نامہ مبارک ملنے پر اسلام قبول کرلیا۔ یہ وہ انداز تھا دعوت حق پہنچا دینے کا جو کسی جبر، سیاسی یا جنگی قوت کے بغیر نظریہ اسلام کی صداقت اور آفاقیت دل و دماغ کو مسخر کرتی چلی گئی۔ لوگ دائرہ

اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

چشم فلک نے وہ حیران کن منظر بھی دیکھا جب محسن انسانیتؐ اپنے دس ہزار صحابہ کرامؓ کے لشکر کے ہمراہ اسی مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے جہاں سے آپؐ اور صحابہ کرام کو دس سال قبل ظلم وتشدد کر کے نکالا گیا تھا۔ یہ کیسا فاتح اور کیسا انقلاب تھا کہ نہ تو قتل عام کیا گیا اور نہ ہی فتح کا جشن منایا گیا۔ اس دن انتقام فتح کا نشہ اور تکبر وغرور نام کی کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ عہد نبوی کی جنگیں اور غزوات تاریخ انسانی میں غیر معمولی طور پر ممتاز تھیں۔ اکثر دگنی، تگنی اور بعض اوقات دس گنا قوت سے مقابلہ ہوا اور قریب قریب ہمیشہ ہی فتح حاصل ہوئی۔ دوسری طرف چند محلوں پر مشتمل شہری مملکت سے جو آغاز ہوا وہ روزانہ 274 سے بھی زیادہ مربع میل کی اوسط سے وسعت اختیار کرتی گئی۔ دس سال میں جب رسول خداؐ نے رحلت فرمائی تو دس لاکھ سے بھی زیادہ مربع میل کا رقبہ آپؐ کے زیر اقتدار آچکا تھا۔ محسن انسانیت سرکار دو عالمؐ پر اتنے برس گزر جانے کے بعد بھی لکھنے کیلئے الفاظ کم پڑ جاتے ہیں۔ دنیا کا ہر بڑا انسان اور ہر مذہب کا پیشوا انسانی مساوات کا ہی درس دیتا ہے مگر رسول اللہؐ وہ سب سے بڑے انسان ہیں جنہوں نے اپنے عمل سے فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ پیغمبر اسلام کی شخصیت، محبت، شفقت، عجز وانکساری کا نمونہ تھی جو لوگوں کے دلوں میں محبت اور یگانگت کا جذبہ پیدا کرتی تھی۔ یہ امر قابل غور ہے کہ اس کائنات میں ایسا کوئی فرد نہیں ہے جس کی زندگی کے بارے

Marfat.com

میں اسقدر لکھا گیا ہو جتنا رسول عربی حضرت محمدؐ کی حیات طیبہ کے بارے لکھا گیا ہے۔آپؐ کی محبت وشفقت، دلداری ودلنوازی، آپؐ کی دعائیں اور خدا سے عرض حال، بنی نوع انسان کے مستقبل کے لئے آپؐ کی بے قراری، آپؐ کی فصاحت وبلاغت، علم وحکمت اور کمال وجامعیت کی ان روشن نشانیوں اور لافانی معجزوں کا مفصل اور مکمل بیان قریب قریب ناممکن ہے۔سیرت کی تمام تر تالیفات اپنی تمام تر خوبیوں کے باوجود جمال سیرت اور کمال نبوت کا صرف ہلکا سا عکس پیش کرسکتی ہیں۔

آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ زمین سے آسمان تک آپؐ پر درود وسلام بھیجے جارہے ہیں۔رسول اکرمؐ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو عام کرکے اپنے معبود حقیقی سے جاملے لیکن آپؐ نے اپنے پیچھے ایک ایسی صالح ومقدس جماعت چھوڑی جس نے آپؐ کے ابدی مشن کو پروان چڑھایا اور دنیا میں ایسی خلافت ربانی قائم کی جس کی نظیر چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھی۔سرور کائنات، فخرِ موجودات، رحمت اللعالمین حضرت محمدؐ کا سب سے بڑا معجزہ یہ تھا کہ آپؐ نے عرب کے پسماندہ معاشرے کو جو ہر قسم کی برائیوں میں غرق تھا، دنیا کی سب سے زیادہ متمدن، فعال اور صالح قوم بنادیا جس نے ایسی ایسی بلند کردار شخصیات کو متاثر کیا جن کی مثال آج تک نہیں ملتی۔اس کے بعد ایسا صالح معاشرہ قائم ہوا جس میں مادی اور روحانی اقدار کا ایسا حسین امتزاج ہے کہ اس نے تیس برس تک اس کرہ ارض پر خلافت راشدہ کی شکل میں حقیقی جمہوریت کا بے نظیر نمونہ پیش کیا جس کی بنیاد مساوات، اخوت اور انصاف پر رکھی گئی تھی اور جس میں خلیفہ اور عوام الناس میں کوئی فرق نہیں تھا۔

نبی اکرمؐ کی ایک خاص صفت جو قرآن پاک نے بار بار اور مختلف پیرایوں میں بیان

Marfat.com

کی ہے وہ ہے آپؐ کی صفت رحمت۔ آپؐ میں رحم اور شفقت کا جذبہ اس قدر تھا کہ آپؐ نے اپنی ذات کیلئے کسی سے کبھی انتقام نہ لیا بلکہ وہ شقی القلب جنہوں نے آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے جب نادم ہو کر آپؐ کے سامنے حاضر ہوئے تو آپؐ نے انہیں معاف کر دیا۔

نبی برحقؐ دن بھر خلق خدا کی ہدایت و تعلیم میں مصروف رہتے اور رات بھر اپنی امت کی نجات کیلئے دعائیں مانگتے تھے۔ غرض آپؐ کی حیات طیبہ کا کوئی لمحہ، کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں آپؐ کی ذات انسانیت کیلئے رحمت مجسم کے طور پر جلوہ گر نہ ہو۔ تاجدار انبیاءؐ کو اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کیلئے رہبر بنا کر بھیجا اور آپؐ نے اپنی سیرت و کردار اور عمل سے یہ ثابت کیا کہ آپؐ صرف اہل ایمان کیلئے نہیں بلکہ غیر مذاہب کے لوگوں کیلئے بھی ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔

خود خالق کائنات نے بنی نوع انسان کو اس کامل و اکمل ذات گرامی کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسولؐ میں بہترین نمونہ زندگی موجود ہے۔

سرکار دو عالمؐ کی سیرت طیبہ کے جتنے بھی پہلوؤں پر نظر ڈالیں وہ اتنے پاکیزہ، جامع اور ارفع و اعلیٰ نظر آتے ہیں کہ تحریر کے ذریعے اسکا صحیح ادراک ناممکن ہے۔ آپؐ کی حیات طیبہ قرآن پاک کی عملی تفسیر نظر آتی ہے۔ قرآن حکیم کے احکام و منشاء اور حضورؐ کے عمل میں ذرہ بھر بھی فرق نظر نہیں آتا۔ آپؐ نے کرہ ارض پر جو اسلامی انقلاب برپا کیا وہ یکسر قرآنی انقلاب تھا جس کا مقصد ذہنوں اور نظریوں

Marfat.com

کی تطہیر تھا اور اس تطہیر کا دائرہ کسی خاص خطہ زمین تک محدود نہ تھا بلکہ یہ آفاقی تھا اور روئے زمین کے تمام لوگوں پر محیط تھا۔ انسانی زندگی کے ہر پہلو میں حضورؐ کا پیغام اور ان کی قائدانہ صلاحیتیں اس مقام پر تھیں کہ انسانیت اپنی تکمیل کیلئے ہر وقت انہیں درجہ کمال پر دیکھے گی۔

ایک عظیم شخصیت

غیر مسلموں کی نظر میں حضور اکرم ﷺ کا تصور

1۔ عظیم آئرش شاعر جارج برنارڈ شا نے کہا کہ وہ اسلام کی روح کو سمجھتا ہے اور بنیادی اسلامی قدر و مساوات کی صدا کا کھوج لگا سکتا ہے۔ دکھائی یہ دیتا ہے کہ بیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں دانشوروں کے لئے کشش کا بنیادی نقطہ یہ صدا تھی۔ برنارڈ شا نے حضورؐ کی شخصیت کے حوالے سے تعریف و توصیف کا اظہار اس طرح کیا "میرا یقین ہے کہ اگر آپؐ جیسی شخصیت جدید دنیا کی پوری حکمرانی کی ذمہ داری لے لے تو وہ مسائل حل کرنے میں کامیاب ہو جائے اور از حد مطلوب امن اور خوشی کا باعث بنے۔ یورپ محمدؐ کے دین کو پسند کرنے لگا ہے۔ ممکن ہے اگلی صدی میں یورپ اپنے مسائل کے حل میں اس دین کی افادیت کو تسلیم کرنے میں مزید آگے جائے"۔ اپنے ڈرامے "انسان اور اسلحہ" میں اس نے تسلیم کیا کہ مستقبل کا مذہب اسلام ہے۔ اپنے ایک اور ڈرامے "مقدر کا سکندر" میں اس نے نپولین کی ہوس اقتدار اور اس رواداری کے مابین موازنہ کیا جس کا

Marfat.com

مظاہرہ مسلمانوں نے دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ کیا۔ جارج برنارڈ شاہ نے یہ بھی کہا کہ میں ہمیشہ سے محمدؐ کے دین کا انکی تعجب خیز قوت حیات کے سبب بہت بڑا امداح رہا ہوں۔ میری دانست میں وہ ایسا واحد دین ہے جو زمانے کے بدلتے ہوئے حالات کے باوجود ہر دور میں نہایت مقبول رہا ہے۔ میں نے اس حیرت انگیز دین کے بانی شخص کے متعلق بہت غور وفکر سے کام لیا ہے اور میری دانست میں اس حیرت انگیز انسان کو بجائے عیسیٰؑ کے حریف کے، انسانیت کا نجات دھندہ کہنا چاہیئے ۔ جارج برنارڈ شا نے آخر میں کہا کہ اگلے سو سال کے اندر اگر انگلینڈ بلکہ یورپ پر کسی حکومت کا امکان ہے، تو وہ اسلام ہے۔

2۔ جرمن شاعر گوئٹے نے اپنی نظموں کے مجموعے "مغربی شاعر کا مشرقی انتخاب" کی تشہیر کے حوالے سے یہ لکھ کر دنیا کو حیران کر دیا کہ اسے مسلمان کہلائے جانے پر کوئی اعتراض نہیں۔ 23 سال کی عمر میں اس نے ایک شاندار نظم میں حضورؐ کی بہت تعریف کی۔ 70 برس کی عمر میں اس نے اعلان کیا کہ وہ اس رات کو منائے گا جس میں حضرت محمدؐ پر قرآن کریم نازل ہوا۔ قرآن پاک اس عظیم شاعر کی دلچسپی کا بنیادی مرکز تھا۔ اس نے کہا قرآن کریم کا انداز حیران کن ہے اور بہت سے مقامات پر یہ انتہائی عروج پر پہنچ جاتا ہے۔ گوئٹے نے "نعتِ محمدؐ" کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس میں اس نے حضور اکرمؐ کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کیا۔ یہ نظم حضورؐ کی تصویر کشی ایک دریا کے طور پر کرتی ہے جو پیاسے دلوں کو سیراب کر رہا ہے۔ یہ حضورِ اکرمؐ کی عظیم روحانی طاقت کی تصویر کشی بھی کرتی ہے۔ گوئٹے

اسلام کی گہری سوجھ بوجھ کے حوالے سے ہمیشہ رواداری کی روح کی نمائندگی کرتا رہا۔ اس نے حضورؐ اور مشرق کے روحانی نظام کی تعریف وتوصیف کی۔ گوئٹے کے مطابق اگر اسلام کا مطلب اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے تو ہم سب بطور مسلمان جیتے مرتے ہیں۔ جرمنی کے شاعر اعظم گوئٹے نے قرآن پاک کے متعلق بات کرتے ہوئے یہ رائے دی کہ یہ کتاب ہر زمانے میں انتہائی شدت کے ساتھ اپنا اثر ڈالتی رہے گی۔

3۔ حضور سرورِ کونینؐ کی جھلک عظیم ناول نگار کینزن ٹیک کے ہاں یونانی ادب میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ اس نے حضرت محمدؐ کے عنوان سے اپنی ایک نظم میں حضورِ اکرمؐ کو دنیا کی عظیم ترین شخصیات میں سے ایک شمار کیا۔ وہ اس بات پر فخر محسوس کرتا ہے کہ کچھ نہ کچھ عربی خون اس کی رگوں میں گردش کر رہا ہے۔ چند بین الاقوامی شخصیات کے بارے میں لکھی گئی اپنی ایک کتاب میں وہ حضور پرنورؐ کو ایک عظیم شخص کے طور پر زبردست انداز میں خوش آمدید کہتا ہے۔

4۔ کولرج اسلام سے بہت زیادہ متاثر تھا۔ اس کے عثمانی سلطنت کیساتھ براہ راست رابطے تھے۔ اس نے خود کو قریبی طور پر اسلام کیساتھ وابستہ کیا اور ترکوں کے خلاف جنگ میں حصہ دار ہونے کے سبب اسلام دشمنی کے الزامات کے برعکس اسلام کی تعریف کی۔

5۔ بائرن بھی اسلام سے بہت متاثر تھا۔ اس نے ترکوں اور مسلمانوں کے حوالے سے گہرے احترام کے جذبات برقرار رکھے اور کئی دفعہ اسلام قبول کرنے کا سوچا۔

Marfat.com

اسلام کے حوالے سے اپنے خیالات کے بارے میں اس نے لکھا کہ سب سے شاندار تصور اس مسلمان کا ہے جو مؤذن کے نماز کی طرف بلانے پر خود کو زندگی کے تمام مسائل اور فوری ضروریات سے الگ کر لیتا ہے اور اپنے خالق کے سامنے اس عاجزی سے کھڑا ہوتا ہے جیسا کہ وہ اپنے گرد موجود دنیا کے حوالے سے ہر چیز کو بھول گیا ہے۔ اس نے ایک نظم لکھی جس میں وہ بیان کرتا ہے کہ ہیرو، مسلمان لڑکی لیلٰی سے اسلامی عقیدے کے بارے میں معلوم کرتا ہے۔ ہیرو حیران ہوتا ہے کہ اتنے خوبصورت عقیدے کے ہوتے ہوئے عربوں نے سپین کیسے چھوڑا۔ بائرن نے انسانوں کو بتوں کی پوجا سے نجات دلانے اور غلاموں کو آزاد کرنے کے حوالے سے حضور سرورِ کونین ؐ کے خیالات کو سراہا۔

6۔ پشکن ابتدائی روسی شاعروں میں سے تھا۔ وہ اپنی نظموں میں حضور پاک ؐ کی سوانح عمری سے متاثر ہوا۔ خاص کر "حیات پیغمبر کی جھلکیاں" کے عنوان سے لکھی گئی نظم میں اس نے رسالت کے ابتدائی مرحلے، حضور پاک ؐ کے دنیا پر اثرات اور حقیقتِ وجود کے بارے میں گفتگو کی۔ اس کی نظم "قرآن کی جھلکیاں" سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے اسے کیسے متاثر کیا۔ وہ قرآن کریم کی چند ایک آیات کا حوالہ دیتے ہوئے اپنی نظم شروع کرتا ہے۔

7۔ ٹالسٹائے کو بھی ان روایات میں دلچسپی تھی جو پشکن کے خیالات سے ملتی جلتی تھیں۔ اپنی بہن کی ایک کتاب کے تعارف میں اس نے حضور پاک ؐ کے ارشادات پر مشتمل معانی سے محبت کا اظہار کیا۔ بعد میں اس نے "پیغمبر اکرم ؐ کے منتخب

Marfat.com

فرمودات" کے عنوان سے ایک کتابچہ لکھا جس میں اس نے وہ روایات اکٹھی کیں جو لوگوں کو کام کرنے اور روزی کمانے پر اُبھارتی ہیں۔

8۔ انیسویں صدی کے وسط میں اور اس کے بعد اصلاح کی ایک تحریک شروع ہوئی۔ رامن، پائیڈل، کوڈیئر اور جولین جیسے چند مستشرقین، سپین میں عرب تہذیب کے روشن چہرے کو دریافت کرنے لگے۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ سپین اسلام اور عیسائیت کے مابین رابطے کا مرکز تھا۔ انہوں نے ایوروز کو اس عظیم کردار کے باعث سراہا جو اس نے مغرب کو یونانی تہذیب دینے میں ادا کیا۔ میگوئل پیلس نے بعض پرانی تحریروں کے برے اثرات اور غلط الزامات کو رد کیا۔ حتیٰ کہ جون جیوٹ سولو نے اپنے پرانے نظریات سے توبہ کرلی۔ اس کا ناول "قبرستان" سپین کے لئے اس کے خوابوں کا اظہار ہے کہ وہ اپنا روشن اسلامی چہرہ دوبارہ بحال کرے۔ اس نے مسلمانوں کے حوالے سے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ وہ سپین لوٹ آئیں۔ ناول حضورؐ کی تعریف اور محبت کی مثالوں سے بھرپور ہے۔

9۔ انیسویں صدی میں صنعتی مغرب سے روحانی مشرق کی طرف بھاگنے کی کوشش میں، یورپ میں اسلام کو سمجھنے کی نئی سنجیدہ کوششیں ظاہر ہونا شروع ہوئیں۔ لیمورٹین، چیٹو بیرین اور فلوبر، ان شاعروں میں سے تھے جنہوں نے اسلام کے بارے میں لکھا۔ مشرق کی طرف اپنے سفر کے حوالے سے فلوبر نے بیان کیا کہ مسلمانوں کا مذہب اتنا منفی نہیں جتنا کہ ہم سمجھتے ہیں۔

10۔ اپنی کتاب "زوال سلطنت" میں ایڈورڈ گبن نے اسلام میں برتر توحید کی

سچائی کے بارے میں بھی کھلے انداز میں گفتگو کی۔ اس نے اس بات کو تسلیم کیا کہ اگر مغرب اسلامی تہذیب کی حقیقت جان لیتا تو رومی سلطنت کبھی زوال کا شکار نہ ہوتی۔

11۔ قرآن کریم کا پہلا انگریزی ترجمہ 1834ء میں جارج سیل نے کیا۔ یہ اشاعت بہت سے قارئین اور مصنفین کی بغیر تحقیق آراء میں ازحد تبدیلی کا باعث بنی۔ نیز مشرق کے حوالے سے بالعموم اور اسلام کے حوالے سے بالخصوص اس کے نظریات کو نئی جہت دینے میں مددگار ثابت ہوئی۔ مزید برآں لیڈی میری ورٹلی موٹیگ نے اپنے گھر کے چند افراد کے نام اپنے خطوط کے ذریعے مثبت استشراق کی تحریک کو متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا جو عربوں اور مسلمانوں کے حوالے سے غلط تصورات کی اصلاح کرتی دکھائی دیتی ہے۔

12۔ جارج برناڈ شا نے قبرص کے مجمعی ثاقب کے نام ایک خط میں اعتراف کیا کہ عورتوں کے حقوق، بچوں کیساتھ شفقت اور جانوروں کے ساتھ رحم دلی سے متعلق حضرت محمد سرکارِ دو عالمؐ کی تعلیمات مغربی عیسائیوں کے افکار بلکہ زمانہ جدید کے افکار سے بہت زیادہ بہتر اور آگے ہے۔

13۔ جان ایڈورڈ کے مطابق رحمت دو عالمؐ شاہانہ شان وشوکت سے متنفر تھے۔ خدا کے یہ پیغمبر خانہ داری کے تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ وہ گھر میں آگ روشن کرتے، جھاڑو دیتے، بکریوں کا دودھ دوہتے، اپنے ہاتھ سے اپنے جوتے جوڑتے اور اپنے کپڑے سیتے، ان کی روزمرہ زندگی میں کئی کئی ہفتے انکے چولہے

Marfat.com

میں آگ نہیں جلتی تھی۔ یہ انسانی صفات قابل ستائش ہیں۔

14۔ڈیوڈ ڈی سٹیلان نے "وراثت اسلام" میں لکھا کہ پیغمبرؐ اسلام نے اپنے ہمسایوں کے متعلق چند دلکش باتیں فرمائی ہیں یعنی اپنے ہمسایوں سے مہربانی سے پیش آؤ، ان کی برائیوں کی پردہ پوشی کرو، ان کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤ اور ہمیشہ ان سے اچھا سلوک رکھو، اگر وہ کوئی برائی کریں تو معاف کردو، اچھا کام کریں تو اعلانیہ ان کا شکریہ ادا کرو۔ان باتوں سے انحراف ناممکن ہے۔

15۔جان ولیم ڈریپر نے اپنی تصنیف "یورپ کی فکری ترقی" میں اعتراف کیا ہے کہ جسٹینین کی وفات کے چار برس بعد 570ء میں عرب کے شہر مکہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے دنیا کے جملہ افراد کے مقابلے میں نسل انسانی کو سب سے زیادہ متاثر کیا۔

16۔اسٹینلے لین پول نے اپنی تصنیف "اسپین میں مسلمان" میں لکھا ہے کہ اپنے جانی دشمنوں پر حضرت محمدؐ کی عظیم ترین فتح کا دن اپنے تزکیہ نفس کا اہم ترین دن تھا۔ انہوں نے کفار قریش کو جنہوں نے سالہا سال تک ان پر مظالم ڈھائے اور انہیں ہر طرح کی اذیتیں پہنچائیں تھیں، یکسر معاف کردیا اور مکہ کی ساری آبادی کو آزادی اور معافی عطا فرمادی۔ان کی فوج نے بھی ان کی پیروی کی اور شہر میں بہت خاموشی اور پرامن طور پر داخل ہوئی۔کسی گھر کو تاراج نہیں کیا گیا۔کسی عورت کی بے عزتی نہیں کی گئی۔اس طور سے حضرت محمدؐ اپنے شہر میں داخل ہوئے جہاں وہ پیدا ہوئے تھے اور بڑی بے دردی سے نکال دیے گئے تھے۔عسکری فتوحات کی پوری تاریخ

Marfat.com

میں کوئی فاتح اس قدر پرامن طریقے سے اپنے مفتوحہ ملک میں داخل نہیں ہوا۔

17۔ایچ جی ویلز اپنی تصنیف " آوٹ لائن آف ہسٹری" میں لکھتا ہے کہ اپنے انتقال سے ایک برس قبل 10 ویں ہجری کے آخری ایام میں محمدؐ حجتہ الوداع ادا کرنے مدینہ سے مکہ گئے۔انہوں نے مسلمانوں کے اجتماع میں ایک عظیم خطبہ دیا۔جس کے پہلے حصے میں انہوں نے اسلام کے ماننے والوں پر ہر قسم کی لوٹ مار اور خاندانی تنازعات کو ختم کر دیا۔انہوں نے ایک حبشی کو خلیفہ کا ہم پلہ قرار دیا۔ انہوں نے دنیا میں معاشرتی انصاف کی ایک عظیم روایت قائم کی جس میں انسانیت اور رواداری کی روح کارفرما نظر آتی ہے۔اس طرح مسلمانوں نے ایک ایسا معاشرہ جنم دیا جو ہر قسم کے ظلم وستم اور معاشرتی استحصال سے پاک تھا جس کی نظیر دنیا میں پہلے نہیں ملتی۔

18۔واشنگٹن ارونگ نے لکھا ہے کہ حضرت محمدؐ کی فتوحات نے ان میں کسی قسم کا غرور یا تکبر پیدا نہیں کیا کیونکہ یہ کسی ذاتی غرض سے وابستہ نہیں تھیں۔اپنی عظیم ترین کامیابیوں کے زمانے میں انہوں نے سادگی اور انکساری کا وہ مظاہرہ کیا جس کا مظاہرہ وہ مصائب کے وقت کرتے تھے۔انہوں نے شاہانہ شان وشوکت سے ہمیشہ گریز کیا۔اگر کوئی ان کے کمرے میں داخل ہو کر ان کی بے جا تعظیم کرتا تو وہ انہیں ناگوار گزرتا تھا۔یہ انسانی اقدار کی بہترین مثال ہے۔

19۔تھامس کارلائل اپنی مشہور تصنیف "ہیرو آف ہیروز" میں اعتراف کرتا ہے کہ حضور پاکؐ کی خانگی زندگی نہایت سادہ تھی۔ان کی عام غذا جو کی روٹی اور پانی

Marfat.com

تھی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ مہینوں ان کے چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی۔ ان کے پیروکار بڑے فخر سے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ محمدؐ اپنے ہاتھوں سے اپنے جوتے گانٹھتے اور اپنے لباس میں پیوند لگاتے تھے۔ تھامس کارلائل اقرار کرتا ہے کہ 23 برس کی تلاش اور جدو جہد کے بعد اس نے آخرکار اپنے مطلوبہ ہیرو کو پالیا۔

20۔ نامور فرانسیسی مورخ اور ادیب لمرٹائن نے لکھا ہے کہ کبھی کسی شخص نے اتنے عظیم مقصد کے حصول کے لئے کوشش نہیں کی جو انسانی طاقت سے باہر تھا۔ کبھی کسی شخص نے اتنے کم ذرائع سے اتنے عظیم کام کا بیڑہ نہیں اُٹھایا جو مافوق الفطرت تھا کیونکہ محمدؐ کے پاس ان کی ذات اور چند ساتھیوں کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ کسی عالمی نقشے پر اتنے عظیم اور دیرپا انقلاب کا پرتو کبھی نمودار نہیں ہوا جس کے تحت دو صدیوں میں اسلام سارے عالم میں پھیل گیا۔

21۔ بوسورتھ اسمتھ اپنی تصنیف "محمدؐ اور محمدؐ کا مذہب" میں لکھتا ہے کہ محمدؐ میں قیصریٰ اور پوپ کی شخصیتیں اکٹھی ہوگئی تھیں لیکن انہیں پوپ کی ظاہرداری اور قیصریٰ کی مسلح افواج سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ ان کے پاس نہ کوئی فوج تھی، نہ کوئی محافظ، نہ کوئی محل اور نہ کوئی معقول ذریعہ آمدنی تھا۔ اس طرح اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ دلوں پر حکمرانی کرتا ہے تو وہ محمدؐ ہیں جو ہر قسم کے مادی سازوسامان سے بے پرواتھے۔

22۔ ڈاکٹر ہارٹ نے "تاریخ کی سو عظیم شخصیات" میں حضور اکرمؐ کو سرفہرست

Marfat.com

رکھا ہے اور وہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں صرف وہی ایک ایسے انسان تھے جو دینی اور دنیاوی دونوں اعتبار سے غیر معمولی طور پر کامیاب وکامران اور سرفراز ٹھہرے۔

23۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق محمدؐ تمام پیغمبروں اور مذہبی شخصیتوں سے زیادہ کامیاب رہے۔ لیکن یہ کامیابی محض اتفاقی نہ تھی۔ یہ غیر متوقع نفع نہ تھا۔ یہ اس حقیقت کا اعتراف تھا کہ آپ ؐ کے ہم عصروں نے آپ ؐ کو قول وفعل میں سچا پایا۔ یہ آپ ؐ کی قابل تعریف اور زبردست شخصیت کا اعجاز تھا۔

24۔ چارلس ایڈورڈ آرچی بالڈ ہملٹن کے الفاظ میں اسلام انسان کی فطری معصومیت کا داعی ہے اور یہ تعلیم دیتا ہے کہ مرد اور عورت ایک ہی طرح کے جوہر سے تخلیق کیے گئے ہیں۔ ان میں ایک ہی روح ڈالی گئی ہے اور عقلی، روحانی اور اخلاقی لحاظ سے وہ برابر کی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ مغرب بھی اب اس مساوات کا قائل ہے۔

25۔ پروفیسر میسیگنان کے مطابق اسلام انتہائی تضاد کے درمیان توازن قائم کرتا ہے اور اس کا مطمع نظر ہمیشہ ایسا کردار تعمیر کرنا رہا ہے جو مہذب دنیا کی بنیاد ہو۔ اسلام نے یہ مقصد قانون وراثت اور زکوٰۃ (جیسے خیرات کے باقاعدہ نظام جس میں ذاتی اختیار کی گنجائش نہیں) کے ذریعے اور معاشی میدان میں اجارہ داری، سود، مقرر منافع، ذخیرہ اندوزی، روزمرہ ضروریات کی اشیاء کی مصنوعی قلت پیدا کر کے قیمتوں کو بڑھانا جیسی سرگرمیوں کو غیر قانونی قرار دیکر حاصل کیا۔

26۔ پروفیسر ہرگرونجی کے الفاظ میں پیغمبرؐ اسلام نے جس لیگ آف نیشنز کو قائم کیا، اس نے بین الاقوامی اتحاد اور انسانی اخوت کے اصولوں کو ایسی آفاقی بنیاد فراہم کی کہ یہ دوسری اقوام کیلئے مینارہ نور بن گئی۔ وہ مزید کہتا ہے کہ اسلام نے لیگ آف نیشنز کے تصور کو حقیقی رنگ دینے کیلئے جو کچھ کیا ہے اس میں دنیا کی کوئی قوم اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتی۔

27۔ مہاتما گاندھی اپنے مخصوص انداز میں گویا ہوتے ہیں کہ کسی نے کہا کہ اقوام یورپ جنوبی افریقہ میں اسلام کی آمد سے خوف زدہ ہیں صحیح نہیں ہے۔ اسلام جس نے سپین کو متمدن بنایا، اسلام جو روشنی کی مشعل مراکش تک لے گیا اور دنیا کو اخوت کے عقیدے کا درس دیا ایسا نہیں ہوسکتا۔ حقیقتاً جنوبی افریقہ کے یورپی، اسلام سے اس لئے خوف زدہ ہیں کہ وہ صرف سفید فام قوموں کے ساتھ برابری کے روادار ہیں۔ ان کو اس سے ضرور خوف کھانا چاہیئے اگر بھائی چارہ گناہ ہے۔ اگر یہ صرف رنگدار قوموں کے ساتھ برابری کا تصور ہے، جس سے وہ ڈرتے ہیں، تو ان کا خوف بالکل بجا ہے۔

28۔ بھارتی دانشور اور شاعرہ سروجنی نائیڈو اسلام کے اس روشن رخ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ یہ پہلا مذہب ہے جس نے جمہوریت کا پرچار کیا اور اس کا عملی مظاہرہ کیا۔ جب مسجد میں اذان ہوتی ہے تو نمازی جمع ہوتے ہیں اور اسلامی جمہوریت دن میں پانچ بار اس طور پر مجسم ہو کے سامنے آتی ہے کہ بادشاہ اور کسان پہلو بہ پہلو اکٹھے جھکتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ اللہ بڑا ہے۔ ہندوستان کی عظیم

Marfat.com

شاعرہ مزید اظہار خیال کرتی ہیں کہ میرے ذہن پر پھر اسلام کا وہ ناقابل تقسیم اتحاد چھا جاتا ہے جو آدمی کو جبلی طور پر بھائی بھائی بنا دیتا ہے۔ جب لندن میں آپ کسی مصری، الجزائیری، ہندوستانی یا ترک سے ملتے ہیں تو اس بات کی کوئی اہمیت نہیں رہتی کہ ایک کا مادر وطن مصر ہے اور دوسرے کا ہندوستان بلکہ سب بھائی بھائی ہیں۔ اس نے اسلام کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ انصاف کا شعور اسلام کے کمالات میں سے ہے اور انہوں نے قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ جانا ہے کہ اس کی ہدایات روزانہ کی عملی زندگی کیلئے پوری دنیا کیلئے موزوں ترین ہیں۔

29۔ عالمی شہرت کا حامل مورّخ گبن لکھتا ہے کہ محمدؐ سے ایک انتہائی فاسد عقیدہ منسوب کیا گیا ہے کہ ان کا فرض ہے کہ باقی تمام مذاہب کو تلوار کے زور پر صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ الزام جو جہالت اور منافقت کا مظہر ہے اس کی تردید قرآن، مسلمان فاتحین، کلیساء اور عیسائیوں کے مذہبی معاملات میں ان کی عملی رواداری سے ہوتی ہے۔ محمدؐ کی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی تلوار کی ایک ضرب کے بغیر صرف اخلاقی قوت کے بل بوتے پر ہوئی۔

30۔ تھامس کارلائل کہتا ہے کہ جھوٹ کا وہ انبار جو بہت جوش و خروش سے اس آدمی (محمدؐ) کے خلاف تراشا گیا تھا ہمارے لئے ہی ذلت کا باعث بنا۔

31۔ پروفیسر بی ون اپنی کیمبرج قرون وسطیٰ کی تاریخ میں رقمطراز ہے کہ انیسویں صدی کے آغاز سے محمدؐ اور اسلام کے بارے میں جو مواد یورپ میں شائع ہوا تھا اسے ادبی تجسس کا درجہ ہی دیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

32۔سر ولیم میور جیسا متعصب نقاد بھی مقدس قرآن کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ دنیا میں شاید کوئی اور کتاب ایسی نہیں جو اتنی صدیاں گزرنے کے باوجود اپنی اصل شکل میں موجود ہو۔

33۔پروفیسر راما کرشنا راؤ آف مہارانی اپنی تصنیف "محمدؐ پیغمبر اسلام" میں لکھتے ہیں کہ:۔

۔میری نظر میں محمدؐ سب آبنائے عرب سے عالی دماغ شخصیت تھے۔سرخ ریت کے ناقابل گزر صحرا میں اپنے سے پیشتر اور بعد میں پیدا ہونے والے تمام شاعروں اور بادشاہوں سے وہ منفرد اور عظیم الشان تھے۔

۔جب محمدؐ کا ظہور ہوا ملک عرب ایک صحرا کے سوا کچھ نہ تھا۔محمدؐ کی عظیم شخصیت نے اس بے حقیقت صحرا میں ایک نئی دنیا کی بنیاد ڈالی جو ایک حیات نو، اچھوتی ثقافت، نرالی تہذیب وتمدن اور ایسی یکتا سلطنت کی عکاس تھی جسکی سرحدیں مراکش سے ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھیں اور جس نے تین براعظموں ایشیاء، افریقہ اور یورپ کے طرز اور طرز زندگی پر اپنا گہرا اثر ڈالا۔

۔یہ ایک انتہائی پیچیدہ امر ہے کہ میری تحریر کا نفس مضمون ایک ایسے مذہب کے متعلق کچھ کہنا ہے جو ایک تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔اس کا پیغمبر بھی ایک تاریخی شخصیت ہے۔

۔اسلام اور تلوار کی کہانی اب دنیا کے کسی بھی قابل ذکر حصے میں سنائی نہیں دیتی۔ اب اسلام کا یہ اصول کہ مذہب کے معاملے میں کوئی جبر نہیں، شہرہ آفاق ہو گیا ہے۔

Marfat.com

۔عرب اس قدر تند خو قوم تھے کہ ایک دفعہ ایسی معمولی رنجش کی بنا پر چالیس سال تک آپس میں لڑتے رہے۔ ایک قبیلے کے مہمان کا اونٹ راستہ بھٹک کر دوسرے قبیلے کی چراگاہ میں چلا گیا۔ یہ لڑائی اس وقت تک جاری رہی جب تک دونوں طرف سے ستر ہزار جانیں ضائع نہ ہوگئیں اور دونوں قبیلوں کے مٹ جانے کا خطرہ پیدا نہ ہوگیا۔ پیغمبر اسلامؐ نے ایسے لوگوں کو ضبط و تحمل اور ڈسپلن کا اس حد تک خوگر بنا دیا کہ میدان کارزار میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پابندی سے نماز کیلئے حاضر ہونے لگے۔

۔جب مصالحت کی ہر کوشش بالکل ناکام ہوگئی تو ایسے حالات پیدا ہو گئے جنکی وجہ سے آپ کو محض ذاتی دفاع کیلئے میدان جنگ میں آنا پڑا۔ پیغمبر اسلامؐ نے میدان جنگ کی تمام حکمت عملی بدل ڈالی۔ آپ کی زندگی میں لڑی جانے والی تمام جنگوں میں جنکے نتیجہ میں تمام جزیرہ نما عرب ان کے جھنڈے تلے آ گیا، مرنیوالوں کی کل تعداد چند سو سے زائد نہ تھی۔

۔اس وحشیانہ دور میں پیغمبر اسلامؐ نے رزم گاہ میں انسانی اقدار کا احترام کرنیکا درس دیا۔ سخت احکامات جاری کئے گئے کہ کوئی لوٹ مار و خیانت نہیں کرے گا، دھوکہ نہیں دیگا، وعدہ خلافی نہیں کریگا، انسانی اعضا کاٹ کر جسم کو مسخ نہیں کریگا، بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہیں کریگا۔ یہ ہدایات بھی جاری کی گئیں کہ کھجور کے درخت نہ کاٹے جائیں اور نہ ہی جلائے جائیں، پھلدار درختوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے، راہبوں اور عبادت میں مصروف لوگوں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ اپنے بدترین

Marfat.com

دشمن کے ساتھ انکا حسنِ سلوک انکے پیروکاروں کے لئے بہترین نمونہ تھا۔

۔دفاعی جنگ کی اجازت جن بڑے مقاصد کیلیے دی گئی تھی ان میں سے ایک تھا "بنی نوع انسان کا تحاد" جب یہ مقصد پورا ہوگیا تو بدترین دشمنوں کو بھی معاف کر دیا گیا حتیٰ کہ وہ بھی جنہوں نے حضور رحمت دو عالمؐ کے پیارے چچا حضرت حمزہؓ کو شہید کیا، ان کی نعش کو مسخ کیا، اسے چاک کیا اور انکا جگر چبایا، ان کو بھی معافی دے دی گئی۔

۔انسانیت کی سربلندی حضرت محمدؐ کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ تمام مذاہب نے بھی اگرچہ انہی اصولوں کی تعلیم دی لیکن پیغمبر اسلام نے صحیح معانی میں اس نظریہ کو عملی شکل دی۔

۔اسلام نے صدیوں پہلے عورت کو صاحب جائیداد ہونے کا حق عطا کیا۔ انگلینڈ جو جمہوریت کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے وہاں کم از کم بارہ صدیوں بعد اسلام کا یہ ضابطہ اپنایا گیا اور ایک ایکٹ نافذ ہوا جو "شادی شدہ خواتین کا ایکٹ" کہلاتا ہے جبکہ صدیوں پہلے پیغمبر اسلام یہ اعلان کر چکے تھے کہ "عورتیں آدمیوں کا جڑواں نصف ہیں" اور خواتین کے حقوق مقدس ہیں۔ عورتوں کی دیکھ بھال ان حقوق کے مطابق کی جائے جو ان کو عطا کیے گئے ہیں۔

۔محمدؐ کی شخصیت کے ہر پہلو اور گوشے کا احاطہ کرنا انسانی بس سے باہر ہے۔ میں اس کی ایک جھلک ہی دیکھ سکتا ہوں۔ یکے بعد دیگرے کیسی دلکش تصویریں ابھرتی ہیں۔ آپ پیغمبرؐ ہیں، بادشاہ ہیں، جرنیل ہیں، جنگ آزمودہ سپاہی ہیں، تاجر ہیں،

Marfat.com

معلم ہیں، فلسفی ہیں، مدبرّ ہیں، خطیب ہیں، یتیموں کی پناہ گاہ ہیں، غلاموں کے محافظ ہیں، عورتوں کے نجات دھندہ ہیں، مصنف ہیں اور خدا رسیدہ بزرگ ہیں۔ ان شاندار کرداروں میں انسانی کاروبار حیات کے ان تمام پہلوؤں میں وہ ایک ہیرو کی طرح ہیں۔ انسانی عظمت کو ماپنے کا کوئی بھی پیمانہ لے آئیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی آدمی آپؐ سے بڑا ہے؟

۔حالات تبدیل ہوئے لیکن پیغمبر خداؐ بالکل نہ بدلے، فتح و شکست، اقتدار و افتاد، تونگری و افلاس میں وہ ایک ہی جیسے رہے۔ ایک ہی کردار کا مظاہرہ کیا۔ اللہ کے تمام دستوروں اور قوانین کی طرح اس کے پیغمبر بھی ناقابل تغیر ہوتے ہیں۔

34۔ سائمن اوکلے اپنی تصنیف "عربوں کی سلطنت کی تاریخ" میں لکھتے ہیں کہ اللہ ایک ہے۔ محمدؐ اس کے پیغمبر ہیں۔ اسلام کا سادہ اور ناقابل تغیر عقیدہ ہے کہ کسی ظاہری مورتی نے کبھی بھی الوہیت کے شعوری عکس کی قدر و منزلت کم نہیں کی۔ تعظیم پیغمبر نے کبھی بھی وقار آدمیت کی حدود نہیں پھلانگیں اور اس کے زندہ و جاوید ارشادات نے محمدؐ کے نام لیواؤں کے جذبہ تشکر کو معقولیت اور مذہب کے دائرے تک محدود رکھا۔

35۔ ایچ۔ اے۔ آر۔ گب کی کتاب "فلسفہ محمدؐ" میں درج ہے کہ تمام دنیا نے تسلیم کیا ہے کہ اس (محمدؐ) کی اصلاحات نے عورت کا عمومی مرتبہ بلند کیا۔ پھر اگر قرآن اس (محمدؐ) کی اپنی تصنیف ہے تو اور لوگ اس کا مقابلہ کیوں نہیں کر سکتے۔ وہ اس طرح کی دس آیات بنا لائیں۔ اگر نہ بنا سکیں تو پھر وہ قرآن کو ایک زبردست

معجزے کے طور پر قبول کرلیں۔

36۔ چارلس فرانس پاٹر اپنی کتاب "انسانوں کے عقائد" میں لکھتے ہیں کہ یہ (قرآن) دنیا کی کسی اور کتاب کے مقابلے میں زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ عیسائیوں کی بائبل دنیا کی سب سے زیادہ بکنے والی کتاب ہو لیکن پیغمبر محمدؐ کے تقریباً 25 کروڑ مقلد (حالیہ اندازے کے مطابق یہ تعداد اربوں میں ہے) ہر روز جس دن سے وہ بولنا سیکھ جاتے ہیں، دن میں پانچ بار قرآن کی لمبی لمبی سورتوں کی تلاوت کرتے ہیں۔

37۔ جے شلیڈ ڈی۔ ڈی کی کتاب "علیےؑ قرآن کی نظر میں" میں درج ہے کہ قرآن مسلمانوں کی بائبل ہے۔ کسی اور مقدس کتاب کی نسبت اس کی زیادہ تعظیم و تکریم کی جاتی ہے۔ یہودیوں کی تورات اور عیسائیوں کی انجیل سے بھی زیادہ۔

38۔ بستا کومربوس نے اپنی تصنیف "محمدؐ کا فلسفہ" میں لکھا ہے کہ قرآن میں کسی جعل سازی یا مصلحت آمیز فریب کا کوئی احتمال نہیں۔ یہ خصوصیت اسے تقریباً تمام قدیم اہم مذہبی کتب سے ممتاز کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ انتہائی مضحکہ خیز قیاس ہے کہ اس اُمی شخص نے اپنی زبان کی سب سے بہترین کتاب تصنیف کی ہوگی۔

39۔ اے ایس ٹریٹون نے اپنی کتاب "اسلام" میں تحریر کیا ہے کہ مسلمان سپاہی کی یہ تصویر کہ وہ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن لے کر چڑھائی کر رہا ہے، بالکل جھوٹ ہے۔

Marfat.com

40۔ڈی۔لیسی۔او۔لیٹری نے اپنی کتاب "اسلام چوراہے پر" میں لکھا ہے کہ تاریخ یہ واضح کرتی ہے کہ وہ روائتی داستان جس میں جنونی مسلمانوں کو دنیا کو روندتے ہوئے اور مفتوح قوموں کو بنوک شمشیر اسلام کا پیرو بناتے ہوئے دکھایا گیا ہے دنیا کی سب سے زیادہ بے سروپا اور نامعقول فرضی داستانوں میں سے ایک ہے جن کی مورخوں نے رٹ لگائی ہوئی ہے۔

41۔تھامس کارلائل اسلام کے فلسفہ حیات سے متاثر ہو کر لکھتا ہے کہ:۔ اور پھر اسلام بھی کہتا ہے کہ ہمیں ضرور اللہ کا تابع ہونا چاہیئے۔ ہماری تمام طاقت اس (اللہ) کو مکمل خود سپردگی میں مضمر ہے۔ وہ جیسا بھی سلوک ہمارے ساتھ کرتا ہے۔ جو کچھ بھی ہمیں دیتا ہے اگر چہ یہ موت یا اس سے بھی اندوہناک چیز ہو یہ اچھی ہوگی، بہترین ہوگی۔ ہم اس کے ساتھ راضی برضا ہوتے ہیں۔ کارلائل گوئٹے کے اس سوال (اگر یہ اسلام ہے تو ہم کیا سب اسلام میں داخل نہیں ہیں) کا جواب دیتا ہے کہ ہاں ہم میں سے وہ سب جن کے پاس کوئی اخلاقی قدر ہے اسلام میں داخل ہیں۔ یہ (اسلام) سب سے بڑی حکمت ہے جو خدا نے ہماری زمین کو بخشی ہے۔ تھامس کارلائل مزید کہتا ہے کہ ایسے آدمی (محمدؐ) کا کلمہ بلاواسطہ قدرت کے دل سے نکلی ہوئی آواز ہے۔ انسانوں پر لازم ہے کہ اُس پر غور کریں کیونکہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں، مقابلے میں سب ہیچ ہیں۔

42۔قرآن مجید کے متعلق نپولین بوناپارٹ کے قول سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ اس نے کہا تھا کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب میں تمام دنیا کے

Marfat.com

ممالک کے دانشوروں اور علماء سے رابطہ قائم کرونگا۔ میری دانست میں صرف قرآن ہی حق ہے اور وہی انسان کی خوشحالی کا ضامن ہے۔

یہ تو چند لوگوں کی رائے اور تصانیف کے اقتباسات ہیں مگر وہ بھی غیر مسلمانوں کے ویسے یہ فہرست بہت طویل ہے۔

معجزات کا مفہوم

معجزات کا تعلق رسولوں اور نبیوں سے ہوتا ہے اور ان کی وساطت سے ہی ظہور پذیر ہوتے ہیں تاہم یہ کسی نبی یا رسول کی ذاتی صلاحیت یا قابلیت کا نتیجہ نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص تحفہ یا انعام ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے بغیر واقع نہیں ہو سکتے۔ معجزہ ایک انہونی چیز ہے جو عام حالات میں ظہور پذیر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی خاص نبی یا رسول کے مرتبہ یا مقام کو عوام الناس میں بلند کرنا چاہتا ہے تو اس کو ایسے انہونی امور کی انجام دہی کی اجازت وقوت عطا کر دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں، ابراروں اور عارفوں سے بھی اسی قسم کے انہونی کام کرواتا ہے لیکن ان کو معجزہ نہیں بلکہ کرامت کہتے ہیں کیونکہ معجزہ کا لفظ صرف اور صرف نبیوں اور رسولوں کیلئے مختص ہوتا ہے۔

معجزے کی دو اقسام ہیں۔ باطنی و روحانی اور ظاہری و مادی یا ارضی و سماوی۔

1۔ باطنی و روحانی معجزات مثلاً نبیوں اور رسولوں کی صداقت، تعلیم و ہدایت وغیرہ اس کی بہترین مثال اللہ تبارک تعالیٰ کا کلام یعنی قرآن پاک ہے جو ایک ابدی،

Marfat.com

آفاقی اور زندہ معجزہ ہے جو اپنے اثر ونفوذ سے بنی نوع انسان کی معجزانہ رہنمائی اور ہدایت کا فریضہ انجام دیتا رہے گا۔ اس سے پہلے دوسری الہامی کتب یعنی تورات، زبور، انجیل اور تقریباً 100 صحیفوں نے یہ فرائض انجام دئے تھے۔ نازول وحی، واقعہ معراج شریف، حضرت موسےٰؑ کا اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے جیسے اہم معجزات بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔

2۔ ظاہری و مادی یا ارضی وسماوی معجزات۔ ایسے معجزات کی فہرست بہت طویل ہے۔ لیکن یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے ہی واقع ہوتے ہیں۔ چند ایک یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

۔ حضرت آدمؑ کو ماں باپ کی بجائے مٹی کے ڈھانچے سے انسانی وجود میں لانا اور پھر ان کی پسلی سے اماں حوّاؑ کو نکالنا۔

۔ حضرت آدمؑ اور اماں حوّاؑ کو جنت سے نکال کر اس فانی دنیا میں علیحدہ علیحدہ جگہوں پر پہنچانا اور پھر کئی سالوں بعد ان کو آپس میں ملانا اور اولاد جیسی نعمت سے نوازنا۔

۔ حضرت عزیزؑ کو سو سال تک موت کی آغوش میں رکھنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دینا اور اس عرصے میں ان کے سامان خورد و نوش کو صحیح سلامت رکھنا۔

۔ حضرت نوحؑ اور ان کے ماننے والوں کو ایک معمولی کشتی کے ذریعے محفوظ رکھنا اور مشرکین کو طوفان میں غرق کر دینا۔

۔ قوم عاد اور قوم ثمود کو مع ان کے مال وسامان کے تختہ ہستی سے مٹا دینا۔

۔ حضرت ابراہیمؑ کیلئے آتش نمرود کو گلزار بنا دینا۔ چار پرندوں کو حضرت ابراہیمؑ

Marfat.com

کیلئے گوشت پوست سے زندہ کر دینا۔

۔حضرت اسمٰعیلؑ کیلئے ویران اور بیابان جگہ پر آب زم زم کا انتظام کر دینا اور ان کی جگہ جنت کے ایک مینڈھے کو ذبح کر دینا۔

۔حضرت لوطؑ کی نافرمان قوم کو آندھی اور بارش سے تباہ و برباد کر دینا۔

۔حضرت صالحؑ کیلئے ایک اونٹنی کو ایک پتھر سے نکالنا۔

۔حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے زندہ و سلامت نکال لینا۔

۔حضرت موسیٰؑ کے عصا کو اژدہا بنا دینا۔ ان کیلئے دریا میں راستہ بنا دینا اور فرعون کو مع اس کے لشکر کے دریا برد کر دینا۔

۔حضرت داؤدؑ کیلئے پہاڑوں اور پرندوں کو انکے تابع کر دینا۔

۔حضرت سلیمانؑ کیلئے ہوا، جنات اور جانوروں کو مسخر کر دینا اور ملکہ سبا کے تخت کو آن واحد میں ان کے دربار میں پہنچا دینا۔

۔حضرت مریمؑ کو غیر موسمی پھلوں سے نوازنا۔

۔حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ پیدا کرنا۔ ان کو مادر زاد اندھوں اور کوڑھوں کو بینا اور تندرست کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت دینا۔

۔حضرت یوسفؑ کو کنویں سے زندہ سلامت نکال لینا ان کو مصر کی حکومت میں ایک اہم عہدہ پر فائز کر دینا اور پھر کئی سالوں بعد ان کو اپنے بھائیوں اور باپ سے ملا دینا۔

۔ابرہہ اور اس کے لشکر کو ابابیلوں کے ذریعے نیست و نابود کر دینا۔

Marfat.com

وحی اور الہام، کشف یا القاء

وحی:۔

اللہ تبارک وتعالیٰ انسانیت کی فلاح اور ہدایت کیلئے بلا واسطہ پیغامات بھیجنے پر بھی قادر ہے لیکن اس نے اپنے خاص لطف وکرم سے انبیاء ورسل کے لئے ایک خاص نظام وضع کیا جس کو وحی کہا جاتا ہے۔اس نظام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات انبیاء ورسل کی طرف نازل فرمائے۔لفظ وحی کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے مثلاً نازل ہونا، اترنا، اشارے سے کچھ بتا دینا، اور فطرتاً کسی حکم پر مامور کرنا وغیرہ۔شریعت کی اصطلاح میں وحی ایک ایسا ذریعہ غیبی ہے جس کے واسطے سے کسی نبی یارسول کو اشارے سے، پردے کے پیچھے سے یا فرشتہ کے توسط سے تعلیمی پیغام یا کوئی ہدایت دی جاتی ہے۔وحی نبیوں اور رسولوں کیلئے خاص ہوتی ہے تاہم وحی کسی نبی یارسول کی ذاتی صلاحیت یا قابلیت کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک خاص تحفہ ہوتی ہے۔اس کا مبداء اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور نبی ورسول اس سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں۔وحی نہ صرف عقائد، احکام، قوانین اور ہدایت پر مشتمل ہوتی ہے بلکہ اس میں انسانیت کی بھلائی اور رہنمائی بھی پائی جاتی ہے۔وحی صرف نبی یارسول کو ہی ہوسکتی ہے۔غیر نبی کا اس سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے محبوب رسول ؐ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یقیناً ہم نے تمہاری طرف اسی طرح کی وحی کی ہے جیسے کہ نوح ؑ اور ان کے بعد آنے والے

نبیوں کی طرف کی تھی اور ہم نے وحی کی ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولادوں پر اور عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ اور سلیمانؑ کی طرف۔ ہم نے داؤدؑ کو زبور عطا کی (سورت النساء آیت 163)

وحی ایک ایسی لطیف اور خفیہ ذریعہ تعلیم ہے جسے نبی کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اس کی حقیقت کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ پوشیدہ اور تیز ہوتی ہے۔ اس کے معانی بڑے وسیع ہوتے ہیں اور اس کی شکلیں اور نوعیتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ اس کا نزول مختلف ادوار میں مختلف طریقوں سے ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور اسی طرح ہم نے (اے محمدؐ) آپؐ کے پاس بھی وحی میں اپنا حکم بھیجا ہے۔ آپؐ تو نہ قرآن کو جانتے تھے اور نہ ایمان کو۔ لیکن ہم نے اس وحی (قرآن) کو ایک نور بنایا جس کے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں ہدایت کرتے ہیں اور بے شک اے محمدؐ تم سیدھا راستہ دکھاتے ہو۔ "(سورت شوریٰ آیت 52)

امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا فرمان ہے کہ سردیوں میں بھی اگر وحی کا نزول ہوتا تو رسول اللہؐ کی پیشانی مبارک پر پسینہ نمودار ہو جاتا۔ اس دوران اگر آپؐ کسی سواری پر ہوتے تو وہ بوجھ کے مارے زمین سے لگ جاتی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ نزول وحی کے وقت آپؐ کے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہو جاتا۔ آپؐ شدت محسوس کرتے اور سر جھکا لیا کرتے تھے۔ اگر صحابہ کرامؓ موجود ہوتے تو وہ بھی اپنے سروں کو جھکا لیا کرتے تھے۔

وحی کی دو اقسام ہیں۔ وحی متلو یعنی تلاوت کی جانے والی وحی۔ یہ وحی مع الفاظ آتی

Marfat.com

تھی جو آج تک قرآن مجید کی صورت میں موجود ہے اور حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہے۔ دوسری قسم وحی غیر متلو یعنی غیر لفظی وحی ہے جس میں الفاظ کی بجائے صرف مدعا القاء ہوتا تھا جو آج احادیث کی شکل میں ہمارے لئے سرچشمہ ہدایت وفلاح ہے۔

پہلی وحی "اقراء باسم ربک الذی خلق" غار حرا میں نازل ہوئی۔ پھر دوسری آیات کا نزول ہوا۔ اس طرح پورا قرآن پاک مکمل ہوا۔

الہام یا کشف یا القاء

یہ ایسا وجدان ہے جو ہر نیک شخص کو ہوسکتا ہے۔ الہام یا القاء نبی اور غیر نبی دونوں کو ہوسکتا ہے لیکن وحی صرف اور صرف نبی یا رسول کو ہی ہوسکتی ہے غیر نبی کو نہیں ہوسکتی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالی کا فرمان ہے "اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو القاء کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ۔ پھر جب تم کو ان کی نسبت (جاسوسوں) کے مطلع ہونے کا اندیشہ ہو تو (بے خوف وخطر) ان کو دریائے (نیل) میں ڈال دینا اور نہ تو (غرق ہونیکا) اندیشہ کرنا اور نہ (مفارقت پر) غم کرنا۔ ہم اس کو تمہارے پاس واپس پہنچا دیں گے اور پھر اس کو پیغمبر بنا دینگے (سورت القصص آیت 7)

Marfat.com

معجزات سرکار دو عالم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ سرکار دو عالم رحمت اللعالمینؐ کا سب سے بڑا معجزہ نزول قرآن پاک ہے جس کا کسی کے پاس کوئی توڑ نہ تھا اور نہ ہے۔ تنہا یہ قرآن پاک ہی کافروں کی ساری یلغاروں پر بھاری تھا۔ اس کا مقابلہ کسی کے بس میں نہ تھا۔ یہ بے پناہ توانائی کا حامل ہتھیار تھا جو آپؐ کے پاس تھا۔ اس کی کوئی بات ایسی نہ تھی جس پر گرفت کی جا سکے۔ جس کی تردید ہو سکے اور جس سے پہلوتہی کی جا سکے۔ یہ زبانوں کو گنگ کر دینے والا، دلوں کو مرجھا دینے والا، عقلوں کو دنگ کر دینے والا، چہروں کو فق کر دینے والا کلام ہے۔ یہ بار بار اپنے مخالفین اور منکرین کو چیلنج کرتا تھا اور اس چیلنج کا کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ حضورؐ تنہا ہونے کے باوجود اس کے ذریعے عظیم لشکروں والے تھے۔ بے بسی کے باوجود اس کی وجہ سے بہت زور آور تھے۔ بے سہارا ہونے کے باوجود اس کے ذریعے زبردست تائید اور حمایت کے حامل تھے۔ اس کی حمایت نے آپؐ کو ایک ایسی جماعت فراہم کر دی تھی جس کے بعد کسی اور کی ضرورت نہ تھی۔

آج تک دنیا میں کسی نے اتنا بڑا دعویٰ نہیں کیا جتنا حضورؐ کا تھا کہ آپؐ رحمت العالمین ہیں، خاتم النبیین ہیں اور ساری دنیا کی طرف ہادی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اپنے اس عظیم اور بے نظیر دعوے کے ثبوت کے طور پر آپؐ نے ایک کتاب پیش کر دی جس نے ساری دنیا کو چیلنج کر دیا کہ اس کے سامنے کسی کو بولنے کی جرات نہ

ہوئی۔ یہ وہ کتاب ہے جس نے روئے زمین کے ہر حصے تک اپنے قوانین پہنچائے اوران کا واحد قابل عمل ہونا ثابت کیا ہے۔اس نے رنگ وقومیت اور ملک وملت کے امتیازات سے بالاتر ہوکر ساری دنیا کواپنا فیض پہنچایا ہے۔ یہ تمام مذاہب کی پاکیزہ حمایت کی تائید کرتا ہے اوران کو بہتر صورت میں پیش کرتا ہے۔قرآن کریم نے کس طرح لوگوں کے دلوں پر اثر کیااس کی چند ایک جھلکیاں نیچے درج کی جاتی ہیں۔

۔ہجرت حبشہ کے موقع پر نجاشی حکمران حبشہ کے دربار میں حضرت جعفر بن ابی طالب نے مہاجرین کی نمائندگی کرتے ہوئے قرآن پاک کے حوالے سے بھرپور اور برجستہ تقریر کی جس میں اپنے دور جاہلیت کی خرابیاں اور اسلام کی تعلیمات کا مقدمہ بیان کیا۔ پھرانہوں نے قریش کے مظالم کا ذکر کیا اوراپنے حبشہ میں ہجرت کرکے آنے کی وجہ بیان کی کہ وہ ظلم سے بچ سکیں۔ جونہی آپ نے سورت مریم کی تلاوت ختم کی نجاشی نے کہا کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اوراس کی طرف سے ایک روح اورایک کلمہ ہے جسے اللہ نے کنواری مریم پر القا کیا۔ پھراس نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ خدا کی قسم جو کچھ تم نے کہا ہے عیسےؑ (اس تنکے کے برابر بھی) اس سے زیادہ نہیں تھے۔اسی قرآن پاک کی تلاوت کی وجہ سے بعد میں نجاشی نے اسلام قبول کیا۔

۔ایک دفعہ عتبہ بن ربیعہ جوابوسفیان کے خسر تھے سرداران قریش سے کہنے لگے کہ اگر تم پسند کروتو میں محمدؐ سے بات چیت کروں اورانہیں سمجھاؤں۔سب نے کہا کہ

Marfat.com

ہاں! ہمیں تم پر پورا اطمینان ہے۔ چنانچہ وہ آپؐ کے پاس جا کر کہنے لگا" بھتیجے تم ہمارے درمیان بڑے عزت والے ہو، نسب میں شریف ترین گھرانے کے فرد ہو، آخر یہ اپنی قوم پر کیا مصیبت لے آئے ہو۔ اگر تم بڑائی چاہتے ہو تو ہم سب مل کر تمہیں اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ تم ہم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ گے۔ اگر سرداری چاہتے ہو تو ہم سب مل کر تمہیں اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ اگر بادشاہی چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ عتبہ یہ باتیں کرتا رہا اور آپؐ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب وہ بول چکا تو آپؐ نے سورت حم سجدہ کی تلاوت شروع کر دی۔ عتبہ دونوں ہاتھ زمین پر رکھے غور سے سنتا رہا۔ اڑتیسویں آیت پر پہنچ کر آپؐ نے سجدہ کیا اور پھر سر اٹھا کر عتبہ کی طرف دیکھا۔ عتبہ کا چہرہ بدلا ہوا تھا۔ یہ وہ صورت نہیں تھی جسے وہ لیکر آیا تھا۔ اس نے واپس جا کر سرداران قریش سے کہا کہ خدا کی قسم آج میں نے ایسا کلام سنا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ واللہ یہ شعر نہیں ہے۔ سحر بھی نہیں ہے۔ یہ کہانی بھی نہیں ہے۔ اے گروہ قریش! میری بات مانو تو اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ میں نے جو اس کی باتیں سنی ہیں وہ رنگ لا کر رہیں گی۔ اگر عرب اس پر غالب آ گئے تو اپنے بھائی کا خون تمہاری گردن پر نہ ہو گا دوسروں پر ہو گا۔ اگر یہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کی حکومت تمہاری حکومت ہو گی اور اس کی عزت تمہاری عزت ہو گی۔ یہ تھی قرآن پاک کی اثر پزیری اور رسول اکرمؐ کی زبان مبارک کی تاثیر۔

۔حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ مشہور شاعر تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں مکہ مکرمہ گیا تو

Marfat.com

لوگوں نے میرے خوب کان بھرے اور کہا کہ محمدؐ سے بچ کر رہنا۔ چنانچہ میں نے طے کرلیا کہ ان سے دور رہونگا۔ ایک دن میں حرم میں گیا تو وہاں آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ میرے کان میں بھی ان کے چند جملے پڑ گئے۔ میں نے اچھا کلام محسوس کیا اور دل میں کہا کہ میں شاعر ہوں، جواں مرد ہوں، عقل رکھتا ہوں، بچہ تو نہیں ہوں کہ غلط اور صحیح میں تمیز نہ کرسکوں۔ ان سے ملنا چاہیئے اور ان کی بات سننا چاہئے۔ چنانچہ میں آپؐ کے پیچھے پیچھے آپؐ کے مکان پر پہنچ گیا اور اپنی ساری کیفیت بیان کی اور عرض کیا کہ ذرا تفصیل سے بتلائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے جواب میں مجھے قرآن پاک کا کچھ حصہ سنایا۔ میں اتنا متاثر ہوا کہ اسی وقت ایمان لے آیا اور کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوگیا۔ واپس جا کر اپنے باپ اور بیوی کو بھی مسلمان کیا اور اپنے قبیلے میں مسلسل تبلیغ کرتا رہا۔

۔حضرت عمر فاروقؓ نے مسلمان ہونے کے بعد اپنے قرآن پاک سننے کا ایک دفعہ واقعہ بیان فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک روز رسول اللہؐ کو ستانے کے لئے گھر سے نکلا۔ آپؐ مسجد حرام میں داخل ہو چکے تھے۔ میں پہنچا تو آپؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں پیچھے کھڑا ہو گیا اور قرآن پاک سننے لگا۔ میں قرآن پاک کی شان کلام اور انداز بیان ہی پر حیران ہو رہا تھا کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ یہ ضرور شاعر ہے۔ فوراً ہی آپؐ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے "یہ ایک رسول کریمؐ کا قول ہے کسی شاعر کا نہیں"۔ میں نے دل میں کہا شاعر نہیں تو پھر کاہن ہے۔ اسی وقت زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے "اور نہ کسی کاہن کا قول ہے تم

Marfat.com

لوگ ہی غور نہیں کرتے۔ یہ تو رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے"۔ یہ سن کر اسلام میرے دل پر گہرا اثر کر گیا۔ پھر اپنی بہن کے گھر اس سے کلام پاک سن کر میں اتنا متاثر ہوا کہ فوری رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔

۔حضرت ام طلحہ انصاریؓ نے جب قرآن پاک کی یہ آیت سنی "تم نیکی کا اصل درجہ نہیں پا سکتے جب تک اپنی محبوب چیز ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہ دے دو" (ال عمران آیت 92) تو فوراً گھر پہنچ کر اپنا قیمتی اور بہت عمدہ باغ جوان کو بہت پسند تھا اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا۔

۔وادی نخلہ میں نبی کریمؐ صحابہ کرامؓ کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ کچھ جنوں کا وہاں سے گزر ہوا۔انہوں نے قرآن پاک سرور کونینؐ کی زبان مبارک سے سنا اور ایمان لے آئے۔قرآن پاک میں یہ واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے۔"اے محمدؐ آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن کریم) سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب کلام سنا ہے جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے ہم اس پر ایمان لا چکے۔اب ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے (سورت جن آیت 1 اور 2)

۔جب حضرت عوفؓ بن مالک دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے اور بہت مشکلات میں تھے تو رسول خداؐ نے ان کو پیغام بھیجا کہ کثرت کے ساتھ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔۔۔۔۔۔۔ پڑھا کر۔ایسا کرنے سے نہ صرف ان کی زنجیریں خود بخود ٹوٹ کر گر گئیں بلکہ وہ دشمن کی قید سے باہر بھی نکل آئے۔راستے میں دشمنوں کے بہت

Marfat.com

سے جانوروں نے بھی ان کا پیچھا کیا اور ان کیساتھ گھر پہنچ گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی وجہ سے نہ صرف ان کو دشمن کی قید سے رہائی نصیب ہوئی بلکہ دنیاوی مال بھی بکثرت مل گیا۔

۔مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت کے دوران جب بنو مدلج کا رئیس ساحل بحر کے نزدیک رسول خداؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بالکل نزدیک پہنچ گیا تو سرورِ کونینؐ کی تلاوت کی آواز اس کے کانوں میں پہنچنے لگی۔ ابھی وہ حضورؐ پر وار کرنے ہی والا تھا کہ یک لخت اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ اس کے معافی مانگنے اور رسول خداؐ کی دعا کی بدولت اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکل آئے اور وہ واپس چلا گیا۔ چنانچہ کلام پاک کی بدولت اور رحمت دو عالمؐ کی زبان کی تاثیر کی وجہ سے وہ بعد میں مسلمان ہو گیا۔ یہ رئیس حضرت سراقہؓ تھے۔

۔فتح مکہ کے موقع پر جب رحمت عالمؐ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں 360 بت بڑے قرینے سے رکھے ہوئے تھے۔ حضورؐ تلاوت قرآن پاک فرما رہے تھے اور بتوں کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے۔ آپؐ اپنی چھڑی کا اشارہ جس بت کی طرف کرتے وہ منہ کے بل نیچے آ گرتا۔ اس طرح تقریباً تمام بت نیچے آ گرے سوائے چند ایک کے جن کو حضرت علیؓ نے سرکار دو عالمؐ کے حکم پر آپؐ کے کندھوں مبارک پر چڑھ کر نیچے پھینک دیا۔ اس طرح خانہ خدا کو بتوں سے پاک کر دیا گیا۔ اس وقت سرورِ کونینؐ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے "حق آ گیا اور باطل مٹ گیا" یہ

Marfat.com

تھی کلام اللہ اور رسول اللہ کی نعمت اور معجزہ۔

۔مہاجرین حبشہ نے جب مدینہ طیبہ واپس جانے کا عزم کیا تو حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے ان کے ساتھ اپنے ہم مذہب نصاریٰ کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ کا ایک وفد حضورؐ کی خدمت میں بھیجا جو ستر افراد پر مشتمل تھا جن میں باسٹھ حبشہ کے اور آٹھ شام کے تھے۔ یہ وفد ایک درویشانہ اور راہبانہ لباس میں دربار رسالت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے ان علماء اور مشائخ کو سورۃ یٰسین پڑھ کر سنائی وہ زبان نبوت سے کلام الٰہی سنتے جاتے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ سب نے کہا کہ یہ کلام اس کلام سے کتنا مشابہت رکھتا ہے جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوا تھا۔ پھر سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ قرآن پاک نے اس کی تصدیق ان الفاظ میں کی ہے "جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول اللہؐ کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپؐ ان کی آنکھوں سے اشک رواں دیکھتے ہیں کیونکہ انہوں نے حق کو پہچان لیا اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان ہو گئے ہیں اسلئے ہمیں بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لیجیئے"۔

۔حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو نماز مغرب میں سورۃ طور کی تلاوت کرتے سنا۔ جب آپؐ اس آیت پر پہنچے تو مجھے محسوس ہوا کہ میرا دل ابھی پرواز کر جائیگا" کیا وہ بغیر کسی خالق کے پیدا کیے گئے ہیں یا وہ خود اپنے خالق ہیں۔ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے۔ کیا ان کے پاس آپؐ کے رب کے خزانے ہیں یا وہ ان کے داروغہ ہیں"۔ بے شک

Marfat.com

قرآن پاک کی اثر انگیزی بڑی زبردست ہے۔ اگر وہ پہاڑوں پر نازل کر دیا جاتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتے۔

۔حضرت فضل بن عیاضؒ جو اپنے وقت کے ولی کامل گزرے ہیں ابتدائی زندگی میں ڈاکہ زنی کرتے تھے اور ڈاکو بھی اس درجے کے تھے کہ پہلے سے اعلان کر کے ڈاکہ ڈالا کرتے تھے۔ ایک رات وہ اسی نیت سے مکانوں کی چھتوں پر سے گزر رہے تھے کہ ایک گھر سے انہیں کچھ آواز سنائی دی۔ انہوں نے رک کر کان لگا دیئے۔ کوئی شخص قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ حضرت فضل بن عیاضؒ نے یہ سنا" کیا ابھی تک ایمان لانے والوں کیلئے وہ گھڑی نہیں آئی کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کیلئے گداز ہو کر جھک جائیں" ان مبارک کلمات نے عجیب اثر کیا کہ تیر کی طرح ان کے دل میں اتر گئے۔ ایک دم نعرہ مارا۔ ہائے میرے رب۔ پھر اسی لمحے چوری چکاری اور ڈاکہ زنی سے توبہ کر لی اور اپنی ایسی اصلاح کی اور روحانی منازل طے کیں کہ آج تک ان کا شمار اعلیٰ پائے کے مشائخ کرام میں ہوتا ہے۔

مسلمانوں کا عظیم ہتھیار قرآن پاک تھا جو حضورؐ کے پاس موجود تھا۔ یہ قرآن کریم بادشاہوں کو ان کے بھرے دربار میں بھی اعتراف حقیقت پر مجبور کر دیتا۔ خود قریش جو بڑے ہیکڑی باز اور ضدی تھے اس قرآن کریم کا سامنا کرنے سے گھبراتے تھے اور قرآن پاک سے منہ چھپانے کیلئے کبھی آپ کو شاعر، کبھی کاہن اور کبھی جادوگر کہتے تھے۔ یہ سارے حربے قرآن کریم کا مقابلہ کرنے کیلئے میدان میں لائے جاتے تھے۔ کبھی بے بس ہو کر وہ مصالحت کے انداز میں درخواستیں کرنے پر بھی

Marfat.com

اتر آتے تھے۔لیکن وہ اپنے ان تمام حربوں اور انداز وفکر میں کامیاب نہ ہوسکے۔

2۔معراج نبویؐ ایک ایسا معجزہ ہے جس نے رحمت العالمین، حبیب کبریا، امام الانبیاء نبی کریمؐ کی عظمتوں کو چار چاند لگا دیے۔معراج شریف کا واقعہ ستائیسویں رجب نبوت کے گیارویں سال رونما ہوا۔اس وقت اہل مکہ کی طرف سے اسلام کی مخالفت انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ابوجہل اور ابولہب وغیرہ جو پہلے دن سے ہی اسلام کے دشمن تھے، کی سازشوں میں بہت اضافہ ہو گیا تھا۔کچھ عرصہ قبل انہوں نے بنی ہاشم کے ساتھ سوشل بائیکاٹ بھی کیا تھا جو تین سال تک جاری رہا۔حضور نبی کریمؐ نے اہل مکہ کے ناروا سلوک کی بنا پر طائف کا رخ کیا۔وہاں بھی ایک غلام کے سوا کسی نے آپؐ کی آواز پر لبیک نہ کہا۔واپس تشریف لائے تو مخالفین مزید سخت ہو چکے تھے۔آپؐ کے چچا حضرت ابوطالب اور رفیقہ حیات محترمہ سیدہ خدیجہؓ پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔یہی وہ صورتحال تھی جس میں حضور نبی کریمؐ کو عظمت معراج عطا ہوئی۔یعنی جب دنیا نے اس عظیم ہستی کو ٹھکرایا اور ان کی قدر نہ کی تو رب العالمین نے انہیں اپنے پاس بلایا کیوں کہ وہی محبوب کو شان عطا فرمانے والا ہے اور وہی اس شان کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ایسی جگہ بلایا جہاں کسی کا وہم وگمان بھی نہیں پہنچ سکتا اور بے حجاب دیدار بخشا۔

دوسرے انبیائے کرامؑ کو بھی اپنی اپنی شان اور درجہ کے مطابق معراج ہوئی مگر سب سے بڑی معراج سے ہمارے آقا و مولا مشرف ہوئے۔باقی انبیائے کرام کو معراج فرش ہی کے کسی مقام پر ہوئی مگر حضورؐ کو بالائے عرش بلکہ عرش سے بھی ستر ہزار

Marfat.com

حجابات آگے بلکہ بہت آگے ہوئی جہاں نہ سمت ہے نہ وقت بلکہ مکان وزماں کی تمام حدیں، موت وحیات کی تمام تفادتیں اور نبوت ورسالت کی مقدس عظمتیں نیچے رہیں اور رب تعالیٰ کے محبوبؐ آگے بلکہ بہت ہی آگے نکل گئے۔ قرآن کریم نے اس قرب کو قاب قوسین ؔ سے تعبیر کیا ہے۔ پھر یہ سفررات کے تھوڑے سے حصے میں ہوا۔ سابقہ انبیائے کرامؑ اور نبی کریمؐ کی معراج میں ایک اور نمایاں فرق یہ بھی ہے کہ وہ حضرات اپنی مرضی اور جذبے سے منزل معراج کی طرف گئے جبکہ حضور نبی کریمؐ کو فرشتوں کی جماعت بھیج کر دعوت دی گئی اور وہ بھی ان الفاظ کے ساتھ "اے محمدؐ بیشک تیرا رب تیری ملاقات کا مشتاق ہے" اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کو وہ کچھ عطا کیا جو ایک انسان کے عقل وفہم سے ماورا ہے۔ اس سفر میں پہلے آپؐ کو بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر عرش معلیٰ پر۔ وہاں آپؐ نے نہ صرف اپنے مولا وآقا سے گفتگو کی بلکہ ان کا دیدار بھی کیا۔ قرآن پاک میں اس واقعہ کا ذکر اس طرح ہے۔ "وہ ذات پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (خانہ کعبہ) سے مسجد الاقصیٰ (بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد اس نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تا کہ اسے اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائے۔ بیشک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے (سورت بنی اسرائیل آیت نمبر 1)

عرش معلیٰ پر حضور نبی کریمؐ کی تشریف آوری کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح آیا ہے "وہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس تھے۔ اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ جبکہ سدرہ کو چھپائے ہوئی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی۔ ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی

Marfat.com

اور نہ حد سے آگے بڑھی۔ یقیناً انہوں نے اپنے پروردگار کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں (سورت النجم آیات 14 تا 18) سدرہ ایک بیری کا درخت ہے جو آخری حد ہے اور اس سے آگے بشمول فرشتوں کے کوئی نہیں جا سکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اسی مقام پر حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے پیارے رسول سرور کونین اس سے بھی آگے تشریف لے گئے تھے۔ معراج کی رات جب آنحضور نے سدرہ کو دیکھا تو سونے کے پروانے اس کے گرد منڈلا رہے تھے۔ فرشتوں کا عکس اس پر پڑ رہا تھا اور رب العالمین کی تجلیات کا مظہر بھی وہی تھا۔

عرش پہ اس نے تجھ کو بلایا　　دیدار اپنا تجھ کو کرایا

علم کون و مکاں تجھ کو سکھایا　　تو نے جو پوچھا وہ بتلایا

کھولے تجھ پر غیب کے دفتر　　نہ کچھ دبایا نہ کچھ چھپایا

3۔ معراج شریف رسول اللہ کا بہت بڑا معجزہ ہے جس کا ذکر آپ نے سب سے پہلے اپنی چچا زاد بہن ام ہانی سے کیا اور فرمایا کہ اے ام ہانی میں نے عشاء کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی تھی۔ پھر رات کو میں بیت المقدس اور آسمانوں پر گیا اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ اب پھر میں نے صبح کی نماز تمہارے ساتھ یہاں ادا کی ہے جیسا کہ تم نے خود دیکھا ہے۔ ام ہانی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ یہ بات لوگوں کو نہ بتلائیں۔ وہ فوراً اس کا انکار کر دیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں یہ واقعہ لوگوں کو ضرور بتاؤں گا چاہے کوئی تصدیق کرے یا نہ کرے۔ چنانچہ رسول اکرم لوگوں کے پاس گئے اور یہ واقعہ بیان فرمایا۔ لوگوں نے سن کر سخت

Marfat.com

حیرت کا اظہار کیا۔ ابو جہل نے سنا تو بھاگا بھاگا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے ابو بکرؓ! کیا کوئی شخص رات کے کچھ حصے میں مکہ سے بیت المقدس اور پھر وہاں سے آسمانوں پر جا کر واپس آ سکتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جواب دیا۔ نہیں۔ اس پر ابو جہل نے خوش ہوتے ہوئے کہا کہ محمدؐ کہتے ہیں کہ وہ رات کے کچھ حصے میں بیت المقدس اور آسمانوں سے ہو کر آئے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ اگر محمدؐ ایسا کہتے ہیں تو وہ واقعی بیت المقدس اور آسمانوں پر ہو کر آئے ہیں۔ تمہیں اس بات پر تعجب کیوں ہے۔ میں تو ان کی بابت اس سے بھی بڑی بات تسلیم کرتا ہوں۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ رات یا دن کی کسی گھڑی میں آسمان سے وحی ان کے پاس آتی ہے اور میں حضورؐ کی تصدیق کرتا ہوں۔ جس بات پر تم حیران ہو، وحی کا معاملہ تو اس سے بھی زیادہ عجیب ہے مگر میں اسے بھی مانتا ہوں۔ جب رسول اللہؐ کو ابو جہل اور حضرت ابو بکر کی اس گفتگو کا پتہ چلا تو آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا۔

4۔ جب سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰؐ نے معراج کا واقعہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بتلایا تو انہوں نے فوری اس کی تصدیق کر دی۔ ابو جہل کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اس کو بہت افسوس ہوا اور اس کو غلط ثابت کرنے کیلئے بھاگ دوڑ شروع کر دی۔ اس نے بہت سے لوگوں کو جمع کیا اور رسول اللہؐ کے پاس لا کھڑا کیا۔ ان لوگوں کی خواہش پر جب حضورؐ نے واقعہ معراج دوبارہ بیان فرمایا تو لوگوں نے کہا کہ آسمان کی باتیں ہم نہیں جانتے۔ ہم نے بیت المقدس دیکھا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں

Marfat.com

کہ آپ ؐ آج تک بیت المقدس نہیں گئے۔ یہ بتایئے کہ اس کے دروازوں اور ستونوں کی تعداد کتنی ہے۔ بیت المقدس کے متعلق یہ معلومات اس نوعیت کی تھیں کہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے والا بھی عموماً یاد نہیں رکھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بیت المقدس کو رسول اللہ ؐ کی نگاہوں کے سامنے کر دیا اور آپ ؐ نے بیت المقدس کے دروازوں اور ستونوں کی صحیح تعداد بتا دی۔ کافر کہنے لگے کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ بیت المقدس نہیں گئے مگر دروازوں اور ستونوں کی تعداد کسی نے آپ کو بتلا دی ہو گی جو آپ ؐ نے بیان کر دی۔ ہمیں کوئی اور ثبوت دیں۔ ایک کافر نے کہا کہ ہمارے تجارتی قافلے آنے والے ہیں۔ آپ ؐ یہ بتلایئے کہ راستے میں آپ ؐ نے انہیں کہیں دیکھا ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ ہاں میں نے دیکھا ہے۔

۔ پہلا قافلہ میں نے مقام روحا میں دیکھا ہے۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ سخت پریشانی کی حالت میں اسے اِدھر اُدھر تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ میں نے انہیں آواز دی کہ تمہارا اونٹ فلاں جگہ پر موجود ہے۔ یہ قافلہ چہارشنبہ (بدھ) کے روز سورج غروب ہونے تک پہنچ جائے گا۔

۔ دوسرا قافلہ مقام ذی مرہ پر میں نے دیکھا ہے۔ اس قافلے میں دو آدمی ایک اونٹ پر سوار تھے۔ میرا براق جب تیزی کے ساتھ ان کے پاس سے گزرا تو اونٹ ڈر گیا اور دونوں سوار نیچے گر گئے۔ یہ قافلہ چہارشنبہ (بدھ) کے روز دوپہر تک پہنچ جائے گا۔

۔ تیسرا قافلہ مقام انعیم پر دیکھا ہے۔ لوگ سوئے ہوئے تھے۔ پانی کا برتن پڑا تھا

Marfat.com

جس کا منہ کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا۔ میں نے برتن کا منہ کھولا۔ پانی پیا اور اسے پہلے کی طرح ڈھانپ دیا اب یہ قافلہ بیضا کی گھاٹی سے نیچے اتر رہا ہے اور جلد ہی پہنچنے والا ہے۔ قافلے کے آگے مٹیالے رنگ کا اونٹ ہے جس پر دو بورے لدے ہوئے ہیں۔ ایک بورہ سیاہ اور دوسرا سفید رنگ کا ہے۔

پہلے قافلہ کو جسے بدھ کے روز سورج غروب ہونے تک پہنچنا تھا راستے میں ناگہانی وجہ سے دیر ہوگئی۔ قریش مکہ انتظار کر رہے تھے۔ حضور بھی منتظر تھے یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کے قریب تھا مگر قافلہ آتا کہیں دکھائی نہ دیتا تھا۔ رسول اللہؐ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے سورج کو وہیں ٹھہرائے رکھا یہاں تک کہ وہ قافلہ پہنچ گیا۔ قافلہ آتا دکھائی دیا تو ایک طرف سے آواز آئی لو وہ قافلہ آرہا ہے اور دوسری طرف سے آواز آئی دیکھو وہ سورج بھی جارہا ہے۔ پھر قافلہ والوں نے ان باتوں کی بھی تصدیق کر دی جو حضورؐ نے اونٹ کے گم ہونے، اس کو تلاش کرنے اور کسی شخص کے اس جگہ کی نشان دہی کرنے جہاں اونٹ موجود تھا فرمائی تھیں۔

۔دوسرا قافلہ حضورؐ کے ارشاد کے مطابق بدھ کی دوپہر کو مکہ پہنچ گیا۔ قافلہ والوں نے تصدیق کی کہ ایک سواری تیزی کے ساتھ ان کے اونٹ کے پاس سے گزری تھی جس سے وہ بدک گیا اور اس پر بیٹھے ہوئے دونوں آدمی نیچے گر گئے تھے۔

حضورؐ کے ارشاد کے مطابق چونکہ تیسرا قافلہ بالکل نزدیک پہنچ گیا تھا اسلئے لوگ فوری وہاں پہنچ گئے۔ قافلے والوں نے ان تمام باتوں کی تصدیق کر دی جو آپؐ نے لوگوں کے سوئے ہوئے ہونے، ایک اونٹ پر دو بورے سیاہ اور سفید رنگ کے

لادے ہوئے ہونے اور پانی کے برتن کو ڈھانپنے کے متعلق تھیں۔اس طرح تینوں قافلوں اوران کی آمد کے بارے میں وہ تمام نشانیاں درست ثابت ہوئیں جو رسول اللہؐ نے ارشاد فرمائی تھیں۔

5۔کعبتہ اللہ دنیائے اسلام کا قبلہ ہے جس کی طرف منہ کر کے تمام مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصے، خطے یا ملک میں رہتے ہوں اپنی نماز ادا کرتے ہیں۔ یہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا وہ واحد گھر ہے جس کے دیدار کے لئے دنیائے اسلام کے تمام مسلمانوں کے دل ایک ساتھ دھڑکتے اور تڑپتے ہیں۔کعبتہ اللہ کا طواف اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا انعام ہے جس پر مسلمان فخر کرتے ہیں اور غیر مسلموں کے لئے اس کا تواتر کے ساتھ ہونے والا طواف ایک حیران کن امر ہے۔ پھر غیر مسلموں کا داخلہ بھی خانہ کعبہ میں ممنوع ہے۔فرمان الٰہی اس طرح ہے "مومنو! مشرک تو پلید ہیں تو اس برس کے بعد وہ خانہ کعبہ میں نہ جائیں۔اگر تم کو مفلسی کا ڈر ہو تو خدا چاہے گا کہ تم کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا"۔(سورت توبہ آیت 28)۔جب سے یہ گھر یعنی بیت اللہ شریف تعمیر ہوا ہے دنیا کے لوگ مسلسل اس کا طواف کر رہے ہیں۔سوائے پانچ وقت فرض نمازوں کے اوقات کے یہ طواف خواہ گرمی ہو، سردی ہو، بارش ہو، طوفان ہو، رات ہو یا دن جاری رہتا ہے۔لوگ بدلتے رہتے ہیں لیکن طواف کی رونق ہزاروں سال سے جوں کی توں برقرار ہے۔

جو لوگ حج یا عمرہ کے لئے آتے ہیں ان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ طواف کی سعادت حاصل کرلیں کیونکہ یہی وہ واحد عبادت ہے جو صرف کعبتہ

Marfat.com

اللہ میں ہی ممکن ہے اور جس کا موقع زندگی میں کبھی کبھار ہی ملتا ہے اور وہ بھی صرف خوش قسمت لوگوں کو۔ یہ چونکہ مالک حقیقی کا گھر ہے اس لئے ہر لمحہ، ہر ثانیہ اور ہر پل یونہی آباد رہتا ہے۔ عقیدتوں سے نہال، محبتوں سے مالا مال، کعبۃ اللہ کے گرد دن رات اور دھوپ چھاؤں کی تمیز کے بغیر خلق خدا کا دائرہ پیہم حرکت میں رہتا ہے۔ رکن یمانی کی طرف لپکتے ہاتھ کبھی ساکت نہیں ہوتے۔ حجر اسود کے رخساروں پر عشق کی تمازت سے دہکتے بوسوں کی برسات کبھی نہیں تھمتی۔ ملتزم سے لپٹے سینہ چاکان حرم کی وارفتگی میں کبھی فرق نہیں آتا۔ مقام ابراہیم سے قریب تر ہوکر سجدہ ریز ہونے کے آرزومند آج بھی ٹوٹے پڑتے ہیں۔ تشنگان عشق آب زم زم سے سیراب ہونے کے لئے مچلتے رہتے ہیں۔ میزاب رحمت کے عین نیچے حطیم کے نیم دائرے میں نوافل ادا کرنے والوں کی بے کلی کا چودہ سو سال سے یہی عالم ہے۔ صفا مروہ کی عفت مآب پہاڑیوں کے درمیان قافلہ شوق صدیوں سے رواں دواں ہے۔

کعبۃ اللہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان اس طرح ہے۔

(الف) پہلا گھر جو لوگوں کے عبادت کرنے کیلئے مقرر کیا گیا تھا وہ وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ یہ بابرکت اور جہان والوں کے لئے موجب ہدایت ہے (سورت آل عمران آیت 96)

(ب) ہم نے خانہ کعبہ لوگوں کے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ جس مقام پر ابراہیمؑ کھڑے ہوئے تھے اس کو نماز کی جگہ (مصلےٰ) بنالو۔

Marfat.com

ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو حکم دیا کہ طواف کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے ہمارے گھر کو پاک صاف رکھو (سورت البقرہ آیت 125)

ت۔ "جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کررہے تھے تو دعا کئے جاتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے یہ خدمت قبول فرما (سورت البقرہ آیت 127)

ث۔ جس قبلے پر تم پہلے تھے اسے ہم نے صرف اسلئے مقرر کیا تھا کہ معلوم کریں کہ رسولؐ کا سچا تابعدار کون ہے اور کون ہے جو الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔ گو یہ مشکل ہے مگر جنہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دے" (سورت البقرہ آیت 143)۔

کعبتہ اللہ کے اس قدر تقدس، جلال و جمال اور عزت و احترام کے باوجود مسلمان نماز پڑھتے وقت خواہ وہ بیت اللہ شریف کا صحن ہی کیوں نہ ہو اپنا منہ بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کی طرف کرتے تھے۔ ہمارے پیارے رسول مقبولؐ بھی نماز پڑھتے یا پڑھاتے وقت تمام صحابہ کرامؓ کے ساتھ اپنا رخ مسجد اقصیٰ کی طرف کیا کرتے تھے کیونکہ ابھی تک تحویل قبلہ کا حکم نہیں آیا تھا۔ البتہ آپؐ کی یہ دلی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ کی مسجد الحرام (کعبتہ اللہ) کو مسلمانوں کا قبلہ بنا دیں۔ آپؐ اپنی اس خواہش کا اظہار متعدد بار دعا کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کر چکے تھے۔ آپؐ بار بار اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھتے اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ اے رب کائنات تو مسجد الحرام (کعبتہ اللہ) کو مسلمانوں کا قبلہ

Marfat.com

بنادے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبرؐ کی دلی خواہش کو زیادہ دیر التوا میں نہ رکھ سکے۔ ہجرت کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد ایک دن جب حضور اکرمؐ ظہر کی نماز کی امامت کر رہے تھے اور دو رکعت نماز مکمل کر چکے تھے، حضرت جبرائیلؑ اللہ تعالیٰ کا تحویل قبلہ کے متعلق یہ فرمان لیکر حاضر ہو گئے۔ "اے محمدؐ ہم تمہارا آسمان کی طرف بار بار منہ کرنا دیکھ رہے ہیں۔ سو ہم تم کو اسی قبلے کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو منہ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ تم اپنا منہ مسجد حرام (خانہ کعبہ) کیطرف پھیر لو۔ تم لوگ جہاں ہوا کرو نماز پڑھتے وقت اسی مسجد کی طرف منہ کر لیا کرو۔ جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ نیا قبلہ ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے" حضور اکرمؐ نے فوری حق تعالیٰ کے فرمان کی تعمیل میں اپنا رخ انور مسجد اقصیٰ (جو مدینہ منورہ کے شمال میں ہے) سے مسجد الحرام مکہ مکرمہ (جو مدینہ مورہ کے جنوب میں ہے) کی طرف پھیر لیا اور تمام صحابہ کرامؓ نے بھی اتباع رسول اللہؐ کرتے ہوئے اپنے رخ تبدیل کر لئے۔ اس طرح باقی دو رکعت نماز نئے قبلہ یعنی خانہ کعبہ کی طرف ادا کی۔ ایک روایت کے مطابق رسول خداؐ صفوں کو چیرتے ہوئے مخالف جانب تشریف لے آئے اور تمام مقتدیوں نے بھی اپنی صفوں میں کھڑے کھڑے اپنے چہروں کو پھیر لیا۔ اسطرح پہلی صف آخری اور آخری صف پہلی ہو گی۔ تاریخ اسلام کا یہ روح پرور واقعہ جس مقام پر پیش آیا وہاں ایک مسجد قبلتین یعنی دو محرابوں والی مسجد تعمیر کی گئی۔ مسجد اقصیٰ کی طرف کی محراب چند سال قبل سعودی حکومت

Marfat.com

نے بند کردی تھی مگر اس کا نشان موجود ہے۔

بیت اللہ شریف وہ واحد مقام ہے جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود لیا ہوا ہے۔ اس کی حفاظت کے ایک مشہور و معروف واقعہ کا تذکرہ قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰؐ کے ظہور سے کچھ عرصہ قبل ایک سربراہ مملکت ابرہہ نے خانہ کعبہ کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا۔ وہ اپنی بدمست دیوہیکل ہاتھی اور طاقتور اسلحہ سے لیس فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ جب وہ وادی محسر میں " مکہ مکرمہ سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر " تھا تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر ان پر ابابیلوں (چھوٹے چھوٹے پرندوں) نے جو اپنی چونچوں میں کنکریاں اٹھائے ہوئے تھے حملہ کردیا اور دشمن پر ایک عذاب نازل کردیا۔ ہاتھی بھس بن گئے۔ تمام فوج نیست و نابود ہوگئی اور یہ وادی قیامت تک کیلئے عبرت گاہ بن گئی۔ قرآن پاک میں اس واقعہ کا ذکر اس طرح ہوا ہے " کیا تو نے نہ دیکھا (اے محمدؐ) کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ کیا ان کے مکر کو بے کار نہیں کردیا اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ نہیں بھیج دیئے جو انہیں مٹی اور پتھر کی کنکریاں مارتے تھے۔ پس انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کردیا۔ (سورت فیل)۔ تحویل قبلہ مسلمانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا انعام ہے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی اور اس کے وارث صرف اور صرف مسلمان ہیں۔ اس عنایت کیلئے وہ رب العزت اور اس کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰؐ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

6۔ غزوہ بدر کا تاریخ اسلام میں بہت اہم مقام ہے۔ یہ مسلمانوں اور کفار کے

Marfat.com

درمیان پہلی جنگ تھی۔ مسلمانوں کی تعداد صرف 313 تھی جبکہ کفار کا لشکر ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ مسلمان نہایت بے سروسامانی کی حالت میں تھے جبکہ کفار بہت زیادہ تیاری اور اسلحہ کی فراوانی کے ساتھ آئے تھے۔ یہ جنگ 2 ہجری 17 رمضان المبارک بروز جمعہ لڑی گئی اس میں صرف 14 مسلمان شہید ہوئے جبکہ 70 کافر مارے گئے اور 70 گرفتار ہوئے۔ صحیح بخاری میں ابن اسحاقؒ کی روایت ہے کہ جب محبوب خداؐ میدان بدر میں پہنچے اور مشرکین کی کثرت کو دیکھا تو قبلہ رخ ہو کر اپنے ہاتھ اُٹھا دیے اور رب العزت سے دعا کرنے لگے۔ "الٰہی! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما۔ یارب العالمین اگر یہ مٹھی بھر جماعت آج ہلاک ہوگئی تو زمین پر تیری عبادت کرنیوالا کوئی نہیں ہوگا" سرکار دو عالمؐ دیر تک اس دعا میں مصروف رہے حتیٰ کہ آپؐ کے کندھوں سے چادر گر گئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؐ کے کندھوں پر چادر ڈالی اور عرض کی "یارسول اللہؐ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپ کی رب کریم ورحیم سے بہت دعا ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے کیا ہوا وعدہ جلد ہی پورا کر دے گا"۔ اتنے میں سرور کائنات کو اونگھ آ گئی۔ پھر آپؐ تھوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا "اے ابوبکرؓ! خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی مدد آ گئی ہے۔ جبرائیلؑ گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے آ رہے ہیں"۔ پھر آپؐ یہ پڑھتے ہوئے باہر آئے "۔ یہ بھیڑ جلد ہی شکست کھا جائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گی"۔ جنگ شروع ہوئی اور رب کائنات نے مسلمانوں کو شاندار فتح سے ہمکنار کیا جس کی مثال رہتی دنیا تک نہیں

Marfat.com

مل سکتی۔ دعا کی قبولیت اور مسلمانوں کی امداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

الف۔ قریش مکہ چونکہ بدر کے مقام پر پہلے پہنچ گئے تھے اسلئے انہوں نے مناسب جگہوں پر قبضہ کر لیا۔ جبکہ مسلمانوں کی طرف نہ کوئی چشمہ تھا اور نہ کنواں۔ زمین ایسی ریتلی تھی کہ اونٹوں کے پاؤں اس میں دھنس رہے تھے۔ رحمت دو عالمؐ کی دعا کی بدولت اللہ تعالیٰ نے بارش برسا دی۔ اسلئے مسلمانوں کیلیئے چلنا پھرنا آسان ہو گیا اور کفار کی زمین پر کیچڑ ہو گئی جس سے ان کو چلنے پھرنے میں دشواری ہو گئی۔ مسلمانوں نے بارش کا پانی روک کر جا بجا حوض بنا لئے تا کہ یہ پانی غسل اور وضو کے کام آ سکے۔ اسی احسان کو خداوند عالم نے قرآن پاک میں اس طرح بیان فرمایا ہے "اور خدا نے آسمان سے پانی برسا دیا تا کہ وہ تم لوگوں کو پاک کرے (سورت انفال آیت 11)

ب۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی جو کہ بے سروسامان تھے اور تعداد میں بہت کم تھے۔ ان کی مدد کیلیئے فرشتے اتار دیئے۔ ارشاد ربانی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد کی جبکہ تم بے سروسامان تھے۔ اللہ سے ڈرو تا کہ تم شکر گزار بنو۔ جب اے محبوبؐ تم مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہیں کافی نہیں کہ رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر (سورت عمران آیت 124,123)

ت۔ دوران جنگ ایک آواز تسلسل سے سنی جا رہی تھی کہ خیزوم آگے بڑھو، خیزوم آگے بڑھو۔ صحابہ کرامؓ حیران تھے کہ یہ آواز کیسی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ نے فرمایا

Marfat.com

کہ خیزوم جبرائیل امین کے گھوڑے کا نام ہے اور وہ اپنے گھوڑے سے کہہ رہے تھے کہ آگے بڑھو۔ تین ہزار فرشتوں میں جبرائیل امین بھی تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کیلئے بھیجا تھا۔ رسول خدا ان فرشتوں کو دیکھ رہے تھے جبکہ وہ صحابہ کرامؓ کی نظروں سے اوجھل تھے۔

ث۔ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ کئی بار ایسا ہوتا تھا کہ ہم کسی کافر کو قتل کرنے کیلئے تلوار اٹھاتے تھے۔ ہماری تلوار اس کی گردن تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر دھڑ سے جدا ہو جاتا تھا۔ ہم سمجھ لیتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی امداد کی وجہ سے ہے۔ قرآن پاک میں یہ ذکر اس طرح ہے۔ "سو تم لوگوں نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا۔ آپؐ نے کنکریاں نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی تھیں تا کہ مسلمانوں کو اپنے احسانوں سے اچھی طرح آزمالے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ (سورت انفال آیت 17)

ج۔ اللہ تعالیٰ نے جنگ سے پہلے وحی کے ذریعے اپنے محبوب پیغمبرؐ کو وہ مقامات دکھلا دیئے تھے جہاں قریش کے بڑے بڑے سرداروں کا قتل ہونا تھا۔ رسول اللہؐ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو میں سے ایک طائفہ اور جماعت کا وعدہ دیا ہے اور بخدا میں قوم قریش کے قتل کے مقامات کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔

ح۔ جنگ کے دوران رسول اکرمؐ نے کافروں پر کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر پھینکی تھی جنکو اللہ تعالیٰ نے کافروں کے چہروں اور آنکھوں تک پہنچا دیا۔ اس سے ایک تو انکی

Marfat.com

آنکھیں چندھیا گئیں اوران کو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا اور دوسرے ان کو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں کا لشکر ہزاروں افراد پر مشتمل ہے۔ اسلئے وہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

خ۔ چونکہ رسول اللہؐ نے ایک دن پہلے بتلا دیا تھا کہ فلاں کافر فلاں جگہ پر قتل ہوگا اسلئے دومجاہد بچوں حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ کو ابوجہل کو تلاش کرنے اور اس کو قتل کرنے میں زیادہ مشکل پیش نہ آئی۔ حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان ہے کہ جنگ کے بعد میں نے میدان جنگ کا معائنہ کیا تو پتہ چلا کہ رسول خداؐ کا فرمان برحق تھا۔ ہر کافر کی لاش اسی جگہ پڑی تھی جس کی سرورکونینؐ نے ایک دن پہلے نشان دہی کی تھی۔

د۔ صحابہ کرامؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ جب ہم دشمن پر تیر برساتے تو بعض اوقات ایسا ہوتا کہ تیر بغیر صحیح نشانہ لیئے ہی چلا دیا جاتا لیکن وہ ٹھیک نشانے پر لگتا۔ ہم اسی وقت سمجھ لیتے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہو رہا ہے۔ قرآن پاک نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تین ہزار فرشتے بھیج کر مدد فرمائی تھی۔

ذ۔ جنگ کے بعد رسول خداؐ کے حکم پر کفار کی لاشوں کو ایک کنویں میں پھینک دیا گیا ۔ پھر آپؐ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر آپ لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمان کو مان لیتے تو اس حالت کو نہ پہنچتے ۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ یہ لوگ تو مر چکے ہیں۔ کیا یہ آپ کی آواز سنتے ہیں۔ رحمت دوعالمؐ نے

فرمایا کہ اے عمرؓ یہ آپ سے زیادہ سنتے ہیں۔ حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبرؐ کوایسی صلاحیت عطا کی ہوئی تھی جس سے نہ صرف مردے بلکہ تمام بے جان اشیاء بھی آپ کی آواز سنتی تھیں۔

7۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد عربیؐ کی دعا پر بہت سے غزوات میں فرشتوں کو بھیجا جنہوں نے مسلمانوں کی مدد کی اور وہ فتح سے ہمکنار ہوئے جن کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:۔

۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا فرمان ہے کہ میں نے جنگ احد کے دن نبی کریمؐ کے دائیں بائیں نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے دو اشخاص کو دیکھا جو کافروں سے خوب لڑ رہے تھے۔ ان اشخاص کو اس سے پہلے میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ یہ جبرائیلؑ اور میکائیلؑ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کی مدد کیلئے بھیجا تھا۔

۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن ایک انصاری مسلمان ایک مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ اچانک اس انصاری نے کوڑے مارنے کی آواز سنی اور اس کے ساتھ یہ آواز بھی آئی کہ بڑھ کر چل اے خیزوم۔ انصاری نے سامنے جو دیکھا تو وہ مشرک چت پڑا ہوا تھا۔ اس کی ناک اور منہ پھٹ گیا تھا اور کوڑے کے اثر سے وہاں کی تمام جگہ ہری اور سبز ہوگئی تھی۔ انصاری نے نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر واقعہ بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر یہ فرشتہ ہماری مدد کو آیا تھا اور اس کے گھوڑے کا نام خیزوم تھا۔

حضرت سہل بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ بدر کے دن ہم تلوار کا اشارہ ہی کرتے

Marfat.com

تھے کہ تلوار مشرکوں کے سر تک پہنچنے سے پہلے ہی ان کا سر کٹ کر زمین پر گر پڑتا تھا۔ یہ فرشتوں کی مدد تھی جو مسلمانوں کی طرف سے کفار کو قتل کرنے کیلئے بھیجے گئے تھے۔

۔حضرت ابن اسحاقؒ سے روایت ہے کہ میں بدر کی لڑائی میں ایک مشرک کو مارنے کیلئے جھپٹا۔ میری تلوار اس پر پڑنے سے پہلے ہی اس کا سر کٹ کر زمین پر گر پڑا۔

۔حضرت ابو بردہ بن نیازؓ کی روایت ہے کہ نبی کریمؐ کی خدمت میں تین کٹے ہوئے سر لا کر میں نے عرض کیا کہ ان میں سے دو کو تو میں نے مارا ہے۔ تیسرے کا حال معلوم نہیں کہ کس نے مارا ہے۔ بس اتنا میں نے دیکھا کہ ایک گورا اور لمبا آدمی اس کو قتل کر گیا اور میں نے اس کا سر اُٹھا لیا۔ آپؐ نے فرمایا اس کو فرشتے نے قتل کیا ہے۔

۔حضرت سائبؓ بن ابی جیش جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور جنگ بدر میں کافروں کی طرف سے لڑنے آئے تھے کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! جب قریش شکست کھا کر بھاگے تو میں بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ مجھے کسی نے قید نہیں کیا تھا۔ اچانک ایک گورا اور لمبا آدمی جو آسمان اور زمین کے درمیان گھوڑے پر سوار نظر آ رہا تھا میری طرف لپکا اور مجھے باندھ کر زمین پر ڈال دیا۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ آئے اور پوچھا اس کو کس نے باندھا ہے۔ کسی نے مجھے باندھنے کا اقرار نہ کیا۔ پھر مجھے اسی طرح باندھے ہوئے رسول خداؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو فرشتے نے باندھا ہے۔

۔حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں ابو الیسرؓ نے

Marfat.com

حضرت عباسؓ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے کو گرفتار کیا تھا حالانکہ حضرت ابوالیسرؓ بہت کمزور اور حضرت عباسؓ بہت طاقتور تھے۔ نبی کریمؐ کے پوچھنے پر حضرت ابوالیسرؓ نے بتلایا کہ حضرت عباسؓ کو قید کرنے میں میری مدد ایک ایسے شخص نے کی تھی جس کو میں نے پہلے کبھی دیکھا تھا نہ بعد میں۔ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا کے ایک معزز فرشتے نے تمہاری مدد کی تھی۔

۔قرآن پاک کے مطابق جنگ بدر میں تین ہزار فرشتوں نے مسلمانوں کی مدد کی تھی ۔اسی طرح جنگ حنین، خندق اور احد میں بھی مسلمانوں کی فرشتوں نے مدد کی۔

8۔کفار کی دشمنی جب انتہا کو پہنچ گئی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ آپؐ سے کوئی عظیم معجزہ طلب کیا جائے۔ان کے مطابق افلاک میں تصرف دشوار ہے۔اس لئے انہوں نے معجزہ شق القمر (یعنی چاند کو دو حصوں میں تقسیم کرنا) طلب کیا۔تب آپؐ کی دعا سے چاند دو حصوں میں بٹ گیا۔ایک حصہ پہاڑ کے ادھر ہو گیا اور دوسرا دوسری طرف۔رسول خداؐ نے فرمایا دیکھ لو اور تسلی کر لو۔کفار بہت پریشان ہوئے اور خیال کیا کہ چاند زمین سے بہت قریب ہے اس لئے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ان کی تسلی نہ ہوئی اور کہا کہ کسی دوسرے سیارے کو شق کریں تو آپؐ نے اقمار زحل میں سے ایک قمر کو اشارہ کیا تو وہ چار ٹکڑے ہو گیا۔اب تک وہ چاروں ٹکڑے بدستور موجود ہیں۔ پھر آپؐ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے کفار کو وہ نظر بھی عطا کر دی جس سے وہ بغیر دوربین کے ان چاروں ٹکڑوں کو دیکھ سکے کیونکہ اس وقت تک دوربین ایجاد نہیں ہوئی تھی۔سبحان اللہ وہ کیسی بابرکت ذات تھی جسکا معجزہ اب تک قائم اور

Marfat.com

موجود ہے۔ جس کا جی چاہے دوربین کی مدد سے دیکھ لے۔

9۔ صوبہ مالوہ میں دریائے چنبل کے پاس ایک شہر دہار ہے وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ چاند کے دوٹکڑے ہو گئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد دونوں ٹکڑے پھر جڑ گئے اور چاند اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔ اس نے اپنے یہاں کے پنڈتوں سے دریافت کیا تو انہوں نے بتلایا کہ ہمارے مذہب کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ عرب میں ایک نبیؐ پیدا ہوں گے۔ ان کے ہاتھ سے چاند کے دوٹکڑے ہونے کا معجزہ ظاہر ہوگا۔ یہ معلوم کر کے اس راجہ نے اپنا قاصد رسول اللہؐ کی خدمت میں بھیجا اور آپؐ پر ایمان لے آیا۔ اس راجہ کا نام آنحضورؐ نے عبداللہ رکھا۔ اس راجہ کی قبر شہر دہار کے باہر اب بھی موجود ہے اور لوگ اس کی زیارت کیلئے جاتے ہیں۔ قرآن پاک نے اس واقعہ کی تصدیق درج ذیل الفاظ میں کی ہے۔ "قیامت قریب آ گئی اور چاند شق ہو گیا۔ کافر اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ ایک ہمیشہ کا جادو ہے" (سورۃ القمر آیت 1 اور 2)

10۔ جب سرکار دو عالمؐ اس دنیا میں تشریف لائے تو سارے بت منہ کے بل گر پڑے۔ لات وعزیٰ اپنے مقام کو چھوڑ کر کہہ رہے تھے۔ تعجب ہے قریش پر، ان کی قسمت پر، ان کے ہاں امین آ چکے۔ ان میں صادق تشریف لا چکے۔ قریش نہیں جانتے کہ کتنی عظیم سعادت ان کے حصے میں آئی ہے۔ لوگوں نے کئی روز تک خانہ کعبہ کے اندر سے یہ آواز سنی "اب میرا نور لوٹ آئے گا۔ اب زائرین میرے پاس

Marfat.com

آئیں گے۔اب میں جاہلیت کی آلائشوں سے پاک ہو جاؤں گا۔اے عزیٰ تو تباہ و برباد ہو" بیت اللہ شریف میں تین دن اور تین راتیں مسلسل زلزلے کی کیفیت رہی۔ یہ پہلی نشانی یا معجزہ تھا جو قریش نے حضور نبی پاکؐ کی ولادت کے وقت دیکھا۔

11۔ایک روایت کے مطابق رحمت عالم، فخر آدمؐ کی ولادت باسعادت اصحاب فیل کے واقعہ کے 40 روز بعد ہوئی۔جس سال آپؐ کی ولادت ہوئی بہت سے معجزات ظہور پزیر ہوئے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ ابرہہ کا لشکر تباہ و برباد ہوا اور اہل مکہ کو اس کے شر سے نجات ملی۔ دوسری بات یہ کہ زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔ درخت پھلوں سے لد گئے اور قریش خوشحال ہو گئے۔تیسری بات یہ کہ شہنشاہ فارس کسریٰ کے محل میں اچانک زلزلہ آیا اور محل کے کنگرے ٹوٹ کر گر گئے۔ چوتھی بات یہ کہ فارس کا آتش کدہ جو صدیوں سے روشن تھا اچانک بجھ گیا۔اس قسم کے اور بہت سے معجزات و واقعات بھی رونما ہوئے۔حقیقت میں آپؐ کی ولادت باسعادت ہی تاریخ عالم کا ایک عظیم معجزہ تھا۔

12۔حضرت عمرو بن قبیہؓ کے والد جو کہ علم و حکمت کے مخزن تھے سے روایت ہے کہ جب سیدہ حضرت آمنہؓ کے ہاں نبی کریمؐ کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آسمانوں اور جنت کے دروازوں کو کھول دو اور در اقدس پر حاضری دو۔فرشتے ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہوئے زمین پر اترنے لگے۔فرط شوق سے دنیا کے پہاڑ اونچے ہو گئے۔آفتاب رسالتؐ کے

استقبال کیلئے سمندروں کی موجیں اٹھ اٹھ جاتیں۔ بحر و بر کے باسی ایک دوسرے کو پیغامات تہنیت دینے لگے۔ ہر فرشتے نے حاضری کی سعادت حاصل کی۔ شیطان کو گرفتار کر کے ستر زنجیروں میں جکڑ کر سمندر کے گہرے منجدھار میں منہ کے بل پھینک دیا گیا۔ ہر قسم کے شیطانوں اور سرکش مخلوق کو پابند سلاسل کر دیا گیا۔ اس روز سورج کو نور عظیم کا لبادہ اوڑھا دیا گیا۔ سورج کے اوپر فضا میں ستر ہزار حوریں ولادت محمدیؐ کے روح پرور لمحے کی خاطر چشم براہ تھیں۔ حضور احمد مجتبیٰؐ کی عزت و تکریم کی خاطر اس سال اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصی حکم دیا کہ دنیا کی تمام صاحب اولاد بننے والی عورتوں کو نرینہ اولاد عطا کی جائے۔ ہر درخت ضرور ثمر بار ہو۔ ہر قسم کا خوف و ہراس امن و عافیت میں بدل دیا جائے۔ جب ولادت نبویؐ کی ساعت جانفزا آ پہنچی تو ساری دنیا نور سے معمور ہو گئی۔ فرشتوں نے خوشخبریاں سنائیں۔ ہر آسمان پر زبرجد اور یاقوت کے ستون گاڑے گئے جس سے آسمان نور و ضیاء سے جگمگا اُٹھے۔ یہ ستون آسمانوں میں مشہور و معروف ہیں۔ شب معراج کو حضور نبی پاکؐ نے ان ستونوں کو دیکھا تو آپ کو بتلایا گیا کہ یہ ستون آپکی ولادت کی خوشی میں بنائے گئے تھے۔ شب میلاد کو اللہ تعالیٰ نے حوض کوثر کے کنارے مشک عنبریں کے ستر ہزار درخت لگانے کا حکم دیا جن کے پھلوں میں جنتیوں کیلئے خوشبو بسا دی۔ اس روز سعید میں تمام آسمان والے سلامتی کی دعائیں کر رہے تھے۔

13۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم مکہ میں رہتا تھا وہ سابقہ کتب کے مطالعہ پر بہت عبور رکھتا تھا اور یہودیوں میں مذہبی لحاظ سے ایک اعلیٰ

Marfat.com

مقام پر فائز تھا۔ سرور کونین رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیؐ کی ولادت باسعادت کی رات اپنی عبادت گاہ سے باہر نکلا قریش مکہ کے ہاں آ کر رک گیا اور پوچھا کیا آج کی رات تمہارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو بولا میری بات غور سے سنو! آج کی رات نبی آخر الزماںؐ اس دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ اے قبائل قریش وہ تم ہی میں سے ہیں۔ ان کے کندھے پر مہر نبوت ہے۔ سابقہ کتب میں ان کی یہی نشانی بیان کی گئی ہے۔ تم سب لوگ فوراً اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ اور تحقیق کرو۔ کچھ معلومات ملنے پر مجھے اطلاع کرو۔ پھر اسے جلد ہی پتہ چل گیا کہ حضرت عبدالمطلب کو اللہ تعالیٰ نے ایک پوتا عطا کیا ہے جس کی پیدائش پر بڑے بڑے خوارق اور معجزات ظاہر ہوئے ہیں۔ یہودی عالم کہنے لگا کہ مجھے ان کے گھر لے چلو۔ میں اس نومولود کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہودی عالم سرور کونین ؐ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے پاس آیا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت والی نشانی دکھانے کیلئے کہا۔ جب یہودی عالم نے مہر نبوت کی نشانی دیکھی تو بے ہوش ہو گیا اور بدحواس بھی۔ پھر اس کی زبان سے بے ساختہ یہ کلمات نکلے۔ خدا کی قسم! بنی اسرائیل کے گھرانے سے نبوت رخصت ہو گئی! اے قریش تمہیں مبارک ہو۔ اس بچے کے ذریعے تم ایسا غلبہ اور اقتدار حاصل کرو گے کہ مشرق و مغرب میں اس کا شہرہ ہو جائے گا۔ جس سال آپؐ کی ولادت باسعادت ہوئی اس سال کا نام ہی فتح و مسرت کا سال پڑ گیا کیونکہ اس سے پہلے بنو قریش شدید قسم کے قحط اور تنگی کا شکار تھے۔ پھر زمین سرسبز ہو گئی۔ درخت

Marfat.com

برگ و بار سے لد گئے اور ہر طرف آسودگی اور خوشی کی نوید آنے لگی اور چارسو اک پرکیف آواز گونجنے لگی۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند　　　اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

14۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت چٹان ظاہر ہوئی جو صحابہ کرام سے ٹوٹ نہ سکی۔ ہم سب نے حضور اکرمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ خندق میں چٹان ظاہر ہوئی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں خود دیکھتا ہوں۔ پھر آپ کھڑے ہوئے تو آپکے پیٹ مبارک پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھے ہوئے تھے کیونکہ تین دن سے ہم لوگوں نے کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ آپؐ نے کدال لیکر اس زور سے چٹان پر ماری کہ وہ ریت کے ڈھیر کی طرح ریزہ ریزہ ہوگئی۔ پھر حضورؐ سے اجازت لیکر میں گھر پہنچا اور بیوی سے کہا کہ میں نے حضورؐ کو شدید بھوک کی حالت میں دیکھا ہے۔ اسلئے ان کے کھانے کا کوئی انتظام کرو۔ ہم نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور جو کی روٹیاں تیار کیں۔ جب گوشت اور روٹیاں پکانے کیلئے تیار ہوگئیں تو میں نے حضورؐ کی خدمت اقدس میں جا کر عرض کیا کہ میں نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے۔ یارسول اللہؐ تشریف لے چلیں اور ایک دو اور آدمی بھی ساتھ لے لیں۔ آپؐ نے پوچھا کھانا کتنا ہے۔ میں نے اس کے متعلق عرض کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا عمدہ کھانا ہے اور بہت زیادہ ہے۔ اپنی بیوی سے کہدو کہ جب تک میں نہ آجاؤں نہ وہ ہانڈی چولہے سے اتارے اور نہ روٹی تندور سے نکالے۔ پھر آپؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا اٹھو کھانے کیلئے چلو۔ چنانچہ

Marfat.com

تمام مہاجرین اور انصار حضورؐ کیساتھ چل پڑے۔ میں گھر پہنچا اور بیوی سے کہا تیرا بھلا ہو۔ حضورؐ اپنے ساتھ مہاجرین اور انصار کے علاوہ دوسرے حضرات کو بھی لیکر تشریف لا رہے ہیں۔ میری بیوی نے کہا کیا تم نے حضورؐ کو کھانیکی مقدار کے متعلق بتلا دیا تھا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا پھر بھی حضورؐ سب کو لا رہے ہیں تو وہ خود ہی سب کیلئے کھانے کا انتظام کرینگے۔ جب حضورؐ گھر پہنچ گئے تو آپ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا اندر آ جاؤ اور بھیڑ نہ کرو۔ پھر آپؐ نے روٹی کے ٹکڑے کر کے اس پر گوشت رکھ کر صحابہ کرامؓ کو دینا شروع کر دیا۔ حضورؐ جب ہانڈی سے گوشت اور تندور سے روٹی لیتے تو انہیں ڈھانپ دیتے۔ اس طرح آپؐ صحابہ کرام کو ہانڈی سے گوشت نکال کر اور روٹی توڑ توڑ کر دیتے رہے یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور کھانا پھر بھی بچ گیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اب تم بھی کھا لو اور دوسروں کے گھروں میں بھی بھیج دو۔ میری بیوی اور میں نے بھی خوب پیٹ بھر کر کھایا اور سارا دن دوسروں کے گھروں میں بھی بھیجتے رہے لیکن کھانا جوں کا توں پڑا تھا اور اس میں سے ایک روٹی یا گوشت کا ایک ٹکڑا بھی کم نہ ہوا تھا۔

15۔ آٹھ ہجری کو جب رسول خداؐ کو یہ خبر ملی کہ شاہ روم ہرقل کے گورنر شرجیل نے دربار رسالت کے سفیر حارث بن عمیرؓ کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیا ہے تو آپؐ نے زید بن حارثہؓ کی قیادت میں تین ہزار مجاہدین کا لشکر تیار کیا اور فرمایا کہ تمہیں اس مقام پر پہنچنا ہے جہاں ہمارے سفیر کو شہید کیا گیا ہے۔ مزید فرمایا کہ اگر زید بن حارثہؓ شہید ہو جائیں تو جعفر بن طیارؓ کو امیر لشکر بنا لینا۔ اگر وہ بھی شہید

Marfat.com

ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ ؓ کو امیر لشکر مقرر کر لینا۔ ان کی شہادت کے بعد مجاہدین اپنی متفقہ رائے سے جس کو چاہیں اپنا امیر منتخب کر لیں۔ یہ لشکر شام کے سرحدی علاقے بلقاء میں پہنچا اور موتہ کے مقام پر خیمہ زن ہو گیا۔ شاہ روم ہرقل ایک لاکھ افراد پر مشتمل رومی فوج لیکر میدان میں اترا ہوا تھا اور مزید ایک لاکھ افراد حلیف قبائل سے ان کی مدد کیلئے جمع ہو گئے تھے۔ اس طرح تین ہزار مجاہدین کا مقابلہ دو لاکھ مشرکین سے تھا۔ جنگ شروع ہوئی اور تینوں صحابہ کرامؓ یعنی حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق جام شہادت نوش فرمایا۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولید امیر لشکر بنے اور مجاہدین کی فوج کو بحفاظت جنگ سے نکال کر لے گئے۔

جب جنگ شروع ہوئی تو رسول اکرم ﷺ صحابہ کرامؓ کے ساتھ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے۔ جب زیدؓ شہید ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ زیدؓ بن حارثہ شہید ہو گئے ہیں اور علم جعفرؓ بن طیار نے سنبھال لیا ہے۔ جب وہ شہید ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جعفرؓ شہید ہو گئے ہیں اور علم اب عبداللہؓ بن رواحہ کے ہاتھ میں ہے۔ پھر فرمایا کہ عبداللہؓ بھی شہید ہو گئے اور علم خالدؓ بن ولید کے پاس ہے۔ جن لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو غائب کا علم نہیں تھا ان کیلئے یہی کافی ہے۔

حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد سرور کونین ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی بیوی کو فرمایا کہ جعفر اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گیا ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک اعلیٰ مقام عطا کیا ہے۔ حضرت جعفرؓ کی بیوی کا بیان ہے کہ اس

Marfat.com

نے رات خواب میں حضرت جعفرؓ کو دیکھا وہ فرشتوں کے جھرمٹ میں تھے۔ ان کے جسم میں دائیں بائیں دو پر تھے۔ ان پروں کے ذریعے وہ فرشتوں کے ہمراہ جنت میں جہاں چاہتے پرواز کر کے چلے جاتے۔ اس لئے رسول خداؐ نے ان کو شہادت کے بعد الطیار کے لقب سے نوازا۔ اس طرح سرکار دو عالمؐ کی دونوں پیشین گوئیاں یعنی شہادت کا رتبہ اور عالم بقا میں اعلیٰ مقام سچ ثابت ہوئیں۔

حضرت جعفر طیارؓ، حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی تھے اور رسول خداؐ کے سیرت وصورت میں مشابہ تھے۔ رحمت دو عالمؐ کا فرمان اس طرح ہے۔ "اے جعفر تو سیرت و صورت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اور میرے خاندان کا ایک فرد ہے" یہ رتبہ اللہ تعالیٰ نے شاید صرف حضرت جعفر طیارؓ کو ہی نصیب فرمایا۔

16۔ حضرت عثمان غنیؓ کی شادی پہلے رسول اکرمؐ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ سے ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپؐ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثومؓ کی شادی حضرت عثمان غنیؓ سے کر دی۔ اس سلسلے میں بہت سی احادیث مبارکہ موجود ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:۔

۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ میں اپنی صاحبزادی کی شادی عثمانؓ سے کروں۔

۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ حضرت عثمان غنیؓ کو مسجد کے دروازے کے نزدیک ملے اور فرمایا کہ اے عثمانؓ یہ جبرائیل امینؑ ہیں جو مجھے

Marfat.com

یہ بتانے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شادی ام کلثومؓ کے ساتھ اس کی بہن رُقیہؓ کے حق مہر کے برابر، حق مہر سے کر دی ہے۔

۔رسول خداؐ کا اس سے بڑا معجزہ کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ خود ان کی بیٹی کی شادی کا حکم فرماتے ہیں۔

17۔حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کی پشین گوئی آپؐ نے کر دی تھی جس کے متعلق بہت سی احادیث مبارکہ ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۔حضرت بدر بن خالدؓ سے روایت ہے کہ یوم الدّار (حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرے کا دن) کو حضرت زین بن ثابتؓ ہمارے ساتھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم اس شخص سے حیا نہیں کرتے جس سے ملائکہ بھی حیاء کرتے ہیں۔ہم نے کہا کہ وہ کون ہے۔انہوں نے کہا میں نے حضور نبی اکرمؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ میرے پاس تھا جب عثمان غنیؓ میرے پاس سے گزرے تو اس فرشتے نے کہا یہ شخص شہید ہے۔اس کی قوم اسے قتل کرے گی اور ہم ملائکہ بھی اس سے حیاء کرتے ہیں۔

۔حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کے حکم پر حضرت عثمان غنیؓ کو بلایا۔جب وہ حاضر اقدسؐ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ عائشہ ذرا پیچھے ہو کر بیٹھ جاؤ۔پھر آپؐ ان سے سرگوشی فرمانے لگے۔حضرت عثمانؓ کا رنگ تبدیل ہونے لگا۔پھر یوم الدّار آیا اور حضرت عثمانؓ محصور ہو گئے۔ہم نے کہا اے امیر المومنینؓ کیا آپ باغیوں کو قتل کرنے کا حکم نہیں فرمائیں گے۔حضرت عثمان

Marfat.com

غنیؓ نے فرمایا نہیں۔ بے شک رسول خداؐ نے مجھے اس دن کی وصیت فرمائی تھی اور میں اِس وصیت پر صبر کرنے والا ہوں۔

۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فتنہ کا ذکر فرمایا اور عثمان غنیؓ کے متعلق فرمایا کہ اس میں یہ مظلوم شہید ہوگا۔

۔حضرت کعب بن عجرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ نے فتنہ کا ذکر فرمایا اور اس کے قریب اور شدید ہونیکا بیان کیا۔ پھر وہاں سے ایک آدمی گزرا جس نے چادر میں اپنا سر اور چہرہ ڈھانپا ہوا تھا۔ اس کو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا کہ اس دن یہ شخص حق پر ہوگا۔ میں نے جلدی سے اس کو کلائی سے پکڑ لیا۔ میرے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا کہ ہاں وہ شخص یہی ہوگا۔ وہ حضرت عثمان غنیؓ تھے۔

۔حضرت عبداللہؓ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں رسول خداؐ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ حضرت عثمانؓ حاضر ہوئے۔ جب وہ آپؐ کے قریب ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عثمانؓ تمہیں شہید کیا جائے گا اس وقت تم سورت بقرہ کی تلاوت کر رہے ہو گے اور تمہارا خون اس آیت مبارکہ پر گرے گا۔ "پس اب اللہ آپ کو ان کے شر سے بچانے کیلئے کافی ہوگا اور وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے" (سورت بقرہ آیت 137)

۔حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جس دن عثمان غنیؓ کی شہادت ہوگی اس دن آسمان کے فرشتے ان پر درود بھیجیں گے۔

۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ اے عثمانؓ اللہ تعالیٰ تمہیں

Marfat.com

ایک قمیض (قمیض خلافت) پہنائے گا۔ سو اگر لوگ اس کو اتارنا چاہیں تو تم ان کی خاطر اسے مت اتارنا۔

18۔ جنگِ تبوک کے موقع پر حضورؐ نے صحابہ کرام کو اس جنگ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب فرمائی۔ اس موقع پر خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے گھر کا تمام سامان اور مال و اسباب اور خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروقؓ نے نصف مال لا کر حضورؐ کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔ اس وقت خلیفہ سوئم حضرت عثمان غنیؓ نے عرض کیا کہ میں ایک سو اونٹ سامان سے لدے ہوئے دیتا ہوں۔ حضورؐ نے دوبارہ ترغیب دی تو حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں مزید دو سو اونٹ پیش خدمت کرتا ہوں۔ آپؐ کے دوبارہ فرمان پر حضرت عثمان غنیؓ نے کہا کہ میں تین سو اونٹ مزید دیتا ہوں۔ آپؐ کی مزید ترغیب پر انہوں نے کہا کہ میں مزید دو سو اونٹ اور ایک ہزار اشرفیاں دیتا ہوں۔ اس طرح حضرت عثمانؓ نے آٹھ سو اونٹ سامان سے لدے ہوئے اور ایک ہزار اشرفیاں خدمت اقدس میں پیش کیں۔ اس کے بعد حضورؐ منبر مبارک سے نیچے تشریف لائے اور فرمایا آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی کام اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اے عثمانؓ اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام گناہ معاف کر دیے ہیں جو تجھ سے ہو چکے یا قیامت تک ہونگے۔

19۔ ایک دفعہ سخت قحط پڑا اور تمام لوگ بے حد پریشان ہو گئے۔ اسی دوران حضرت عثمان غنیؓ ایک ہزار اونٹ غلے سے لدے لیکر آ گئے۔ مدینہ منورہ کے تمام تاجر جمع ہو گئے۔ تاجروں نے کئی گنا زیادہ قیمت پر اس غلے کو خریدنے کی کوشش کی

Marfat.com

لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ نفع ملتا ہے۔تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے یہ سب غلہ اللہ تعالیٰ کی راہ" فقرا مدینہ " کو دے دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک روز خواب میں حضور اکرام ؐ کو دیکھا۔ آپؐ ایک سفید رنگ کے ترکی گھوڑے پر سوار ہیں اور نور کا لباس زیب تن ہے اور کہیں جانے میں جلدی فرما رہے ہیں۔ میرے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا کہ اس وقت مجھے جانے میں جلدی ہے کیونکہ عثمانؓ نے ایک ہزار اونٹ غلہ کے خیرات کیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمالیا ہے اسی سلسلہ میں جنت کی ایک حور سے ان کا نکاح ہو رہا ہے۔ مجھے ان کی محفل عروسی میں شریک ہونا ہے۔

20۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے باغ کے دروازے کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ ایک آدمی نے آکر اندر آنے کی اجازت طلب کی تو حضورؐ نے فرمایا اسے اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی دے دو۔ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے۔ پھر دوسرا شخص آیا اور اندر جانے کی اجازت طلب کی ۔ آپؐ نے فرمایا اس کو بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ وہ حضرت عمر فاروقؓ تھے۔ پھر ایک اور آدمی آیا اور اندر جانیکی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا اسے بھی اجازت دے دو اور جنت کی بشارت دے دو ان مصائب اور مشکلات کے ساتھ جو اسے پہنچیں گی۔ وہ حضرت عثمان غنیؓ تھے۔

21۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؓ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے

Marfat.com

مکان کے اوپر سے لوگوں کو دیکھا جس دن باغیوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور فرمایا کہ میں اس شخص سے سوال کرتا ہوں جس نے جبل احد کے دن کا کلام سنا ہو جو حضورؐ نے پہاڑ کے ہلنے کے وقت فرمایا تھا کہ اے پہاڑ ٹھہر جاؤ کیونکہ تیرے اوپر اس وقت سوائے نبیؐ، صدیق اور دو شہیدوں کے اور کوئی نہیں۔ میں اس وقت حضور اکرمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ لوگوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ پہاڑ اسی وقت ہلنے سے رک گیا۔ شہیدوں میں حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ تھے۔

22۔ حضرت سیدنا کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ سیدنا جابر بن عبداللہؓ حضور پرنور نبی اکرمؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ کچھ پریشان ہیں۔ وہ اسی وقت اپنے گھر واپس آئے اور اپنی زوجہ محترمہ سے کہا کہ میں نے رسول اکرمؐ کا چہرہ مبارک بدلا ہوا دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ بھوک کے سبب ایسا ہے۔ کیا تیرے پاس کچھ کھانے کیلئے موجود ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم اس بکری اور تھوڑے سے بچے کھچے آٹے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپؓ نے اسی وقت بکری کو ذبح کیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ جلدی جلدی گوشت اور روٹیاں تیار کرو۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو آپؓ ایک بڑے پیالے میں رکھ کر سرکار دو عالمؐ کے دربار میں حاضر ہوئے اور کھانا پیش کیا۔ حضورؐ نے فرمایا اے جابر اپنی قوم کو جمع کر لو اور میرے پاس لے آؤ۔ میں تمام لوگوں کو لیکر حاضر خدمت ہو گیا۔ پھر حضور پرنورؐ نے فرمایا ان کی جدا جدا ٹولیاں بنا کر میرے پاس بھیجتے رہو۔ اس طرح سب لوگ ٹولیوں میں کھانا کھانے لگے اور

Marfat.com

سب نے سیر ہو کر کھایا۔ مگر برتن میں جتنا کھانا پہلے تھا اتنا ہی موجود تھا۔ سرکار دو عالمؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کھاؤ مگر ہڈی کو نہ توڑو۔ جب سب کھانا کھا چکے تو آپؐ نے ایک برتن کے بیچ تمام ہڈیاں جمع کیں اوران پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور کچھ کلام پاک پڑھا۔ جس بکری کا گوشت کھایا تھا وہ یکایک کان جھاڑتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی بکری لے جاؤ۔ میں وہ بکری اپنے گھر لے آیا۔

23۔ حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے اپنے حقیقی بچوں کے سامنے بکری ذبح کی تھی۔ جب فارغ ہوکر وہ چلے گئے تو وہ دونوں بچے چھری لے کر چھت پر جا پہنچے۔ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا آؤ ہم بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی کریں جیسا کہ ہمارے والد صاحب نے اس بکری کے ساتھ کیا تھا۔ چنانچہ بڑے بھائی نے چھوٹے کو باندھا اور اس کے حلق پر چھری چلا دی اور سر جدا کر کے ہاتھوں میں اٹھالیا۔ جونہی ان کی ماں نے یہ منظر دیکھا تو وہ اس کے پیچھے دوڑی۔ وہ ڈر کر بھاگا، چھت سے نیچے گرا اور فوت ہو گیا۔ اس صابرہ خاتون نے چیخ و پکار اور کسی قسم کا واویلا نہیں کیا۔ اس نے نہایت صبر واستقلال سے دونوں بچوں کی لاشوں کو اندر لا کر ان پر کپڑا اُڑھا دیا اور کسی کو خبر تک نہ ہونے دی یہاں تک کہ حضرت جابرؓ کو بھی نہ بتلایا۔ جب تمام لوگ کھانا کھا چکے تو سرکار دوعالمؐ نے کھانا کھانے سے پہلے حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ اپنے دونوں بچوں کو بھی بلالاؤ تا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھائیں۔ حضرت جابرؓ نے جب بیوی سے

بچوں کو بلانے کیلئے کہا تو اس نے کہا کہ بچے موجود نہیں ہیں۔ سرکار دو عالمؐ کے اصرار پر حضرت جابرؓ کی بیوی نے تمام ماجرہ ان کے گوش گزار کر دیا۔ چنانچہ حضرت جابرؓ دونوں بچوں کی لاشوں کو اٹھا کر لائے اور حضور اکرمؐ کے قدموں میں رکھ دیں۔ اس وقت گھر سے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل آمین کو بھیجا اور فرمایا اے پیارے حبیب تم دعا کرو ہم انکو زندہ کر دیں گے۔ حضورؐ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قبولیت بخشی۔ اس طرح وہ دونوں بچے زندہ ہو گئے۔

24۔ حضرت سیدنا عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں ایک رات سرکار دو عالمؐ نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ حضرت بلالؓ نے عرض کی رب ذوالجلال کی قسم ہم تو اپنے توشہ دان خالی کئے بیٹھے ہیں۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اچھی طرح دیکھو اور اپنے توشہ دان جھاڑو شاید کچھ نکل آئے۔ اس وقت ہم تین تھے۔ اپنا اپنا توشہ دان جھاڑا تو کل سات کھجوریں برآمد ہوئیں۔ آپؐ نے ان کو ایک جگہ پر رکھا اور اس کے اوپر اپنا دست مبارک رکھ دیا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ ہم تینوں نے حضور اکرمؐ کے دست انور کے نیچے سے کھجوریں اٹھا کر خوب کھائیں حتیٰ کہ سیر ہو گئے۔ حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تقریباً 54 کھجوریں کھائیں۔ اسی طرح باقی دونوں صحابہ کرامؓ نے بھی جی بھر کر کھجوریں کھائیں۔ جب ہم نے کھانے سے ہاتھ روک لیا تو اللہ کے رسولؐ نے اپنا دست مبارک اُٹھا لیا۔ ہم نے دیکھا کہ وہ سات کھجوریں ویسی کی ویسی ہی پڑی

Marfat.com

تھیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے بلالؓ ان کو سنبھال کر رکھو اور ان میں سے کوئی نہ کھائے پھر کام آئیں گی۔ اگلے روز رسول اللہؐ نے پھر وہی سات کھجوریں لانے کا حکم دیا۔ آپؐ نے پھر اسی طرح اپنا دست مبارک ان پر رکھا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ اب ہم دس آدمی تھے اور سب نے خوب جی بھر کر کھایا۔ جب رسول خداؐ نے اپنا دست مبارک اُٹھایا تو وہ سات کی سات کھجوریں موجود تھیں۔ آپؐ نے فرمایا اے بلالؓ اگر مجھے حق تعالیٰ سے حیاء نہ آتی تو واپس مدینہ منورہ پہنچنے تک ہم انہی سات کھجوروں سے کھاتے۔ پھر آپؐ نے وہ سات کھجوریں ایک لڑکے کو دے دیں اور وہ انہیں کھا کر جاتا رہا۔

25۔ حضرت سیدنا صہیبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدار مدینہؐ کے لئے تھوڑا سا کھانا پکایا اور دعوت عرض کرنے کیلئے حاضر خدمت ہوا۔ آپؐ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ مارے شرم کے کچھ عرض نہ کر سکا اور خاموش کھڑا رہا۔ سرکار مدینہؐ نے میری طرف دیکھا۔ میں نے اشارے سے کھانے کیلئے چلنے کی التجا کی تو آپؐ نے فرمایا اور یہ لوگ۔ میں نے عرض کی نہیں۔ سرکار دو عالمؐ خاموش ہو گئے اور میں اسی مقام پر کھڑا رہا۔ حضور اکرمؐ نے پھر میری طرف نگاہ کی اور پوچھا یہ لوگ۔ میں نے اشارۃً عرض کی نہیں۔ تیسری مرتبہ کے جواب میں، میں نے عرض کی بہت اچھا۔ ان کو بھی ساتھ لے چلیئے اور ساتھ ہی عرض کی کہ کھانا بہت تھوڑا ہے۔ حضور اکرمؐ ان سب صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہوئے اور سب نے خوب سیر ہو کر کھایا مگر کھانا پھر بھی بچ گیا۔

Marfat.com

26۔عہد رسالت میں ایک مرتبہ حضرت عوفؓ بن مالک دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ان کے والد مالکؓ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ! میرے بیٹے عوف کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا ہے اور ان کو بہت اذیتوں میں رکھا ہوا ہے"۔ رسول خداؐ نے فرمایا کہ کسی آدمی کے ذریعے ان کو کہلوا دو کہ رسول اللہؐ کا حکم ہے کہ کثرت کے ساتھ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا کر۔حضرت عوفؓ بن مالک کے والد ماجدؓ نے آپؐ کا یہ حکم کسی آدمی کے ذریعے اپنے بیٹے تک پہنچا دیا۔اس نے تعمیل ارشاد کی تو جس چیز سے اسے باندھ رکھا تھا وہ ٹوٹ کر گر گئی۔قید خانے کے تمام تالے ٹوٹ گئے اور وہ باہر نکل آئے۔ان کی نظر دشمنوں کی ایک اونٹنی پر پڑی جو قریب ہی چر رہی تھی۔ وہ اس پر سوار ہو کر گھر کی طرف روانہ ہوئے۔راستے میں دشمنوں کی چراگاہ تھی جس میں ان کے جانور چر رہے تھے۔اس نے ان جانوروں کو ایک خاص انداز میں پکارا تو وہ سب کے سب اس کی سواری کے پیچھے چل پڑے۔حضرت عوفؓ اپنے گھر پہنچے تو ان کے ماں باپ بہت خوش ہوئے۔ جب باہر دیکھا تو سارے میدان کو اونٹوں سے بھرا ہوا پایا۔حضرت عوفؓ نے اپنے باپ کو اپنا اور اونٹوں کا سارا قصہ سنایا تو وہ بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور حضورؐ کو تمام ماجرہ سے آگاہ کیا۔حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تمہارا مال ہے ان کے ساتھ جو جی چاہے کرو۔ میں اس معاملے میں دخل نہ دونگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا "جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے مصیبتوں سے نجات کی صورت پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے

Marfat.com

جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کریگا اس کے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے"۔

27۔ایک دن ابوجہل نے سیدہ فاطمہ ؓ کو کسی بات پر تھپڑ مار دیا۔ وہ اس وقت بہت کمسن تھی۔ روتی روتی حضورؐ کے پاس گئیں اور ابوجہل کی شکایت کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ بیٹی جاؤ! ابوسفیان کو اس حرکت سے آگاہ کرو۔ وہ فوراً ابوسفیان کے پاس گئیں اور سارا واقعہ سنایا۔ ابوسفیان نے ننھی فاطمہؓ کی انگلی پکڑی اور وہاں پہنچے جہاں ابوجہل بیٹھا تھا۔ انہوں نے ننھی فاطمہ ؓ سے کہا کہ بیٹی جس طرح اس نے تمہارے منہ پر تھپڑ مارا تھا تم بھی اس کے منہ پر تھپڑ مارو اور اگر یہ کچھ بولے گا تو میں اس سے نبٹ لوں گا۔ چنانچہ انہوں نے ابوجہل کو تھپڑ مارا اور پھر گھر جا کر حضورؐ کو بتایا۔ اللہ کے رسولؐ نے اسی وقت دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی "الٰہی ابوسفیان کے اس نیک سلوک کو نہ بھولنا" حضورؐ کی اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ چند سال بعد یعنی فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان نعمت اسلام سے بہرہ ور ہوئے اور حضورؐ کے جان نثاروں میں شامل ہوگئے۔

28۔حضرت خبابؓ ایک غلام تھے اور اسلحہ سازی کا کام بڑی مہارت سے کرتے تھے۔ ان کی مالکن امِّ انمار اور اس کے بھائی سباح نے جب سنا کہ حضرت خبابؓ نے اسلام قبول کرلیا ہے تو انہوں نے آپ پر مصیبتوں کے پہاڑ کھڑے کردیے۔ ایک روز امِّ انمار نے رسول اللہؐ کو حضرت خبابؓ کی دوکان پر ان سے باتیں کرتے ہوئے دیکھ لیا۔ اب وہ روزانہ ان کے یہاں آتی اور بھٹی سے دہکتا ہوا لوہا نکالتی اور

Marfat.com

ان کے سر پر رکھ دیتی یہاں تک کہ ان کا سر جلنے لگتا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ ہوش آنے پر وہ امِّ انمار اور اس کے بھائی کے خلاف اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے۔ انہوں نے کئی بار رسول خداؐ سے شکایت بھی کی۔ آپؐ خاموش رہتے اور آسمان کی طرف نگاہ کرتے کیونکہ یہ اسلام کا ابتدائی دور تھا اور حضرت خبابؓ اسلام لانے والوں میں چھٹے نمبر پر تھے۔ آخر کار خدا ذوالجلال نے آپؐ کی دعا قبول فرمائی۔ اُمِّ انمار شدید قسم کے درد سر میں مبتلا ہو گئی۔ ایسے درد میں جس کی تکلیف ناقابل برداشت تھی اور جس کی مثال کبھی سننے میں نہیں آئی تھی۔ وہ شدتِ درد کے مارے کتے کی طرح چیختی تھی۔ اس کے لڑکے مختلف جگہوں پر اس کا علاج کرواتے پھرتے مگر کہیں آفاقے کی کوئی صورت نظر نہ آتی۔ انکو بتایا گیا کہ اس درد سے نجات کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ اس کے سر کو برابر آگ سے داغا جائے۔ اطباء کی ہدایت کے مطابق اس کے سر کو گرم لوہے سے داغا جانے لگا۔ اس سے اس کو اتنی شدید قسم کی تکلیف ہوتی کہ وہ اپنے درد سر کو بھول جاتی۔ اس کے بھائی سباح کو حضرت حمزہؓ نے غزوہ بدر میں اس طرح قتل کیا کہ وہ رہتی دنیا تک عبرت کا نشان بن گیا۔ اس کا خون اور لوتھڑے میدان جنگ میں اِدھر اُدھر بکھرے پڑے تھے اور کوئی اٹھانے والا نہ تھا۔

29۔ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے دوران جب حضرت محمدؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بنو مدلج کے علاقے میں ساحل بحر کے نزدیک سفر کر رہے تھے تو وہاں کے رئیس جو بڑے قد کاٹھ کے آدمی تھے اور شعر و شاعری میں بڑی شہرت رکھتے تھے،

Marfat.com

جس کی شجاعت اور شہسواری کی دور دور تک دھوم مچی ہوئی تھی، اس نے اپنے گھوڑے پر دولت کے لالچ میں ان کا پیچھا کیا۔ جب وہ اپنا گھوڑا دوڑاتے ہوئے حضورؐ کی طرف بڑھ رہا تھا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کو دیکھ لیا اور بیتاب ہو کر حضورؐ کی خدمت اقدسؐ میں عرض کی۔ "یارسول اللہؐ دشمن ہمارے سر پر آ پہنچا ہے"۔ حضورؐ نے فرمایا کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اتنے میں وہ حضورؐ کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت یکا یک اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ نیچے گر پڑا۔ وہ دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور حضورؐ کے اس قدر قریب پہنچ گیا کہ حضورؐ پر وار کرنے ہی والا تھا کہ یک لخت اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں رانوں تک دھنس گئے اور وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ اس نے بہت کوشش کی کہ گھوڑے کے پاؤں زمین سے باہر نکل آئیں لیکن ناکام رہا۔ آخر نا اُمید ہو کر پکارا "یا محمدؐ مجھ پر جو کچھ بیتی ہے اس نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ آپؐ دعا کریں میرا گھوڑا زمین سے نکل آئے۔ مجھ سے آپؐ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا" رحمت عالمؐ کو اس پر رحم آ گیا اور آپؐ نے دعا کیلئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ فوراً گھوڑے کے پاؤں زمین سے باہر نکل آئے وہ نوجوان واپس چلا گیا۔ یہ رئیس حضرت سراقہ تھے جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے لیکن حضورؐ کی دعا کی بدولت بعد میں اسلام کے پروانوں میں شامل ہو گئے تھے۔

30۔ ایک دن دربار رسالتؐ میں حضرت حارث جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے کا ذکر آیا تو حضور پر نورؐ نے فرمایا" حارث سردار ہے کیوں نہ ہو اس کا باپ بھی سردار

Marfat.com

تھا۔ کاش خدا اسے ہدایت کا راستہ دکھاتا"۔ شان الٰہی دیکھئے کہ محبوب الٰہی کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ الفاظ ایک دن یوں پورے ہوئے کہ حضرت حارثؓ بن ہشام ہمیشہ کیلئے ملت اسلامیہ کا سرمایہ افتخار بن گئے۔ حضرت حارثؓ دشمن اسلام ابوجہل کے حقیقی بھائی تھے۔ لیکن نیرنگی زمانہ دیکھئے کہ ایک بھائی (ابوجہل) تو دنیا سے ذلیل و خوار رخصت ہوا اور دوسرے بھائی (حضرت حارثؓ) کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کے صدقے میں نہ صرف اسلام کی نعمت سے بہرہ ور کیا بلکہ رتبہ شہادت پر فائز کر کے جنت کا مستحق بنا دیا۔ یہ بلند رتبہ اس کو ملا جس کو سرور عالمؐ نے چاہا۔

31۔ حضرت ثابت بن قیس انصاریؓ قبیلہ خزرج کے نمایاں سردار اور یثرب کے معدود چند زعماء میں سے تھے۔ وہ نہایت ذہین، حاضر جواب، خوش بیان اور بلند آواز جیسی خوبیوں کے مالک تھے۔ وہ یثرب کے ان افراد میں سے تھے جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ ایک دن وہ بہت پریشان اور غمگین تھے اور خوف و خشیت کے مارے کانپ رہے تھے۔ حضور پرنورؐ بہت دیر تک ان کو تسلی دیتے رہے اور آخر میں ارشاد فرمایا کہ اے ثابتؓ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم ایک قابل تعریف زندگی گزارو، شہادت کا رتبہ پاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ مژدہ جان فزا سن کر حضرت ثابت کا چہرہ خوشی سے جگمگا اُٹھا اور بے ساختہ بول اٹھے۔ "کیوں نہیں اے اللہ کے رسول کیوں نہیں "۔ آپؐ نے فرمایا یہ چیزیں تمہیں حاصل ہوں گی۔ حضورؐ کی دعا کی بدولت انہوں نے بہت ہی قابل تعریف اور پاکیزہ زندگی

Marfat.com

گزاری۔ وہ حضورؐ کی زندگی میں آپؐ کے خطیب کا کام سرانجام دیتے رہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں مسلمانوں اور مسیلمہ کذاب کے درمیان مرتدین کے خلاف جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا، تو حضرت ثابت بن قیسؓ نے شجاعت ومردانگی کی ایک ایسی مثال قائم کر دی جس نے مسلمانوں کے دلوں کو غیرت وحمیت اور دشمن کے سینوں کو خوف ورعب سے بھر دیا۔ وہ برابر لڑتے اور ہر ہتھیار سے مقابلہ کرتے رہے تاآنکہ زخموں سے چور ہو کر میدان جنگ میں گر پڑے اور اس شہادت سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں جس کی بشارت ان کے محبوب رسول خداؐ نے دی تھی اور اس فتح سے ان کا دل خوش ہو گیا جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے ذریعے عطا فرمائی۔ اس طرح وہ جنت کے مستحق بھی ہو گئے۔

32۔ فتح مکہ کے بعد اہل طائف نے حنین کے مفروروں کو اپنے ہاں پناہ دے دی اور وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔ حضورؐ کے حکم پر مسلمانوں نے طائف کا محاصرہ کر لیا جو اٹھارہ یا بیس دن تک جاری رہا۔ اس دوران مسلمان جب بھی قلعہ پر حملہ کرتے مشرکین ان پر قلعے کی برجیوں سے لوہے کی گرم سلاخوں، پتھروں اور تیروں کی بارش کر دیتے۔ آخر حضورؐ نے حکم دیا کہ شہر کے باہر مشرکین کے انگور کے باغ برباد کر دیے جائیں۔ یہ اہل طائف کی دکھتی رگ تھے۔ اسلئے انہوں نے بھانپ لیا کہ مسلمانوں نے اگر ان کے سرسبز باغوں کو برباد کر دیا تو وہ اپنی روزی سے محروم ہو جائیں گے۔ حضورؐ سے خدا اور صلہ رحمی کا واسطہ دے کر درخواست کی کہ فی الحال انہیں انکے حال پر چھوڑ دیں۔ حضورؐ کے سامنے یہ درخواست پیش ہوئی تو آپؐ نے

Marfat.com

محاصرے کو مزید طول دینا مناسب نہ سمجھا اور اس دعا کے ساتھ محاصرہ اُٹھالیا" الٰہی ثقیف کو ہدایت فرما اور توفیق دے کہ میرے پاس حاضر ہو جائیں" دعا قبول ہوئی اور اگلے ہی سال ثقیف کے چند لوگوں نے بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہو کر قبول اسلام کا شرف حاصل کرلیا اور مجاہدین اسلام میں شامل ہو گئے۔

33۔ حضرت عروہ بن مسعود ثقفیؓ فتح مکہ کے بعد حضورؐ پر نور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور قبول اسلام کی سعادت حاصل کی پھر عرض کی یا رسول اللہؐ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے قبیلے کو حق کی دعوت دوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تمہاری سنگدل قوم تم سے لڑے گی اور تم کو قتل کر دے گی۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ ثقیف میرا بہت احترام کرتے ہیں یہاں تک کہ اگر میں سو رہا ہوں تو مجھے بیدار نہیں کرتے کہ مبادا مجھے تکلیف ہو۔ ان کی بات سن کر حضورؐ نے انہیں تبلیغ حق کی اجازت دے دی۔ پھر جب حضرت عروہ بن مسعودؓ طائف پہنچے اور بنو ثقیف ان کو ملنے آئے تو آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اس پر وہ بھڑک اُٹھے اور سخت سست کہہ کر چلے گئے۔ صبح کو حضرت عروہؓ نے اپنے مکان کے بالا خانے میں کھڑے ہو کر فجر کی اذان دی۔ اس کو سن کر بنو ثقیف مشتعل ہو گئے اور حضرت عروہؓ کا رتبہ واحترام بالائے طاق رکھ کر ان پر تیر برسانے شروع کر دیے۔ ایک تیر ان کی رگ اکحل میں پیوست ہو گیا اور جان لیوا ثابت ہوا۔ ان کے اہل خاندان ہتھیار باندھ کر بدلہ لینے کیلئے ان کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے جنگ و جدل نہ کرو۔ میرا قتل تو اللہ تعالیٰ کی نوازش ہے۔ اس کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اپنی

Marfat.com

جان راہ حق میں قربان کرنے کی توفیق دی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں جنہوں نے مجھے اس بات کی خبر دی تھی کہ تمہاری قوم تمہیں قتل کر ڈالے گی۔

34۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو دولتِ اسلام سے بہرہ ور ہونے کے بعد فکر ہوئی کہ بوڑھی ماں کو بھی جو زندہ تھیں اس سعادت میں شریک کریں مگر وہ برابر انکار کرتی رہیں۔ ایک دن حسب معمول ان کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے شان نبوتؐ میں کچھ نامناسب الفاظ کہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روتے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کر کے ماں کے اسلام لانے کیلئے طالب دعا ہوئے۔ رحمت دو عالمؐ نے دعا فرمائی اور ان کو واپس گھر جانے کیلئے فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ گھر پہنچے تو دعا قبول ہو چکی تھی۔ والدہ اسلام لانے کیلئے نہا دھو کر تیار ہو رہی تھیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو اندر بلا کر کلمہ شہادت پڑھا اور حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے اسی ماں کی تنہائی کی خاطر ان کی ساری زندگی میں حج نہیں کیا۔

35۔ آٹھ ہجری میں رحمت عالمؐ غزوہ حنین سے فارغ ہو کر واپس تشریف لا رہے تھے کہ راستے میں ایک مقام پر نماز کا وقت ہو گیا۔ حضورؐ نے اپنے مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ اتفاق سے وہاں مکہ معظّمہ کے چند شوخ نوجوان بھی موجود تھے جو ابھی تک شرف اسلام سے بہرہ ور نہیں ہوئے تھے۔ حضور اکرمؐ کے مؤذن اذان دے چکے تو وہ سب تمسخر کے طور پر اذان کی نقل اتارنے لگے۔ ان میں سے ایک

Marfat.com

نو جوان کی آواز بہت بلند اور دلکش تھی۔ حضورؐ نے ان سب نو جوانوں کو بلایا اور ان سے پوچھا تم میں سے کون ہے جو بلند آواز سے اذان کی نقل اتار رہا تھا۔ سب نے ایک نو جوان کی طرف اشارہ کیا۔ حضورؐ پرنور نے اس نو جوان کو حکم دیا کہ میرے سامنے اذان دو۔ وہ مجبوراً حکم کی تعمیل کیلئے کھڑا ہو گیا لیکن اذان سے پوری واقفیت نہ تھی۔ اسلئے حضورؐ نے اسے خود اذان بتانی شروع کی۔ اس نے زبان رسالت سے جو کلمات سنے وہی دھرا دیئے۔ جوں جوں وہ الفاظ دھراتا جاتا تھا، اس کے سینے سے کفر وشرک کا زنگ دور ہوتا جاتا تھا۔ اذان ختم ہوئی اور ساتھ ہی اس کا قلب پاک ہو گیا۔ اسی وقت سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھنے لگا۔ رحمت دو عالمؐ نے اس کو ایک تھیلی مرحمت فرمائی جس میں کچھ چاندی تھی۔ پھر آپؐ نے اپنا دست مبارک اس نو جوان کے ماتھے، چہرے، سینے اور پیٹ پر ناف کی جگہ تک پھیرا اور تین مرتبہ یہ دعا دی" اللہ تیرے اندر برکت دے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے"۔ یہ خوش بخت نو جوان جس کو حضور اکرمؐ نے تین مرتبہ برکت کی دعا دی حضرت ابو محذورہؓ تھے۔ اس کو حضورؐ نے بعد میں مسجد الحرام کا مؤذن مقرر فرمایا۔

مخدوم محمدؒ ہاشم سندھی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ جس وقت حضرت ابو محذورہؓ اہل مکہ کے مؤذن مقرر ہوئے انکی عمر مبارک سولہ برس تھی۔ وہ ساری عمر یہ خدمت انجام دیتے رہے اور ان کی وفات کے بعد یہ خدمت باسعادت ان کی اولاد میں نسل درنسل منتقل ہوتی رہی۔ جو شخص خود آقائے دو جہاں فخر موجودات رحمت دو عالمؐ کی دعا سے مسلمان ہوا ہو اور آپؐ نے جس کو مسجد الحرام کا مستقل

Marfat.com

مؤذن مقرر فرمایا ہو اس کے مقام ارفع کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

36۔ حضرت عبداللہ ذوالبجادین کو ذکر الٰہی سے شغف تھا۔ پرسوز آواز میں تہلیل و تسبیح اور تلاوت قرآن میں مشغول رہتے تھے۔ سرور عالمؐ ان کے سوز و اخلاص کو دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور فرماتے کہ یہ نوجوان قلب سلیم رکھنے والے لوگوں میں ہوگا۔ نو ہجری میں سرور عالمؐ غزوہ تبوک کیلئے روانہ ہوئے تو بہت سے جان نثار آپؐ کے ہم رکاب تھے جن میں حضرت عبداللہ ذوالبجادین بھی شامل تھے۔ چلنے سے پہلے یا راستے میں وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ "یا رسول اللہ دعا فرمائیے کہ اللہ پاک مجھے رتبہ شہادت پر فائز کرے"۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ کسی درخت کی چھال اتار لاؤ۔ جب وہ چھال اتار کر لائے تو حضورؐ نے وہ چھال ان کے بازو پر باندھ دی اور فرمایا" میں عبداللہؓ کا خون کافروں پر حرام کرتا ہوں" حضرت عبداللہؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ میرا خون کافروں پر حرام کررہے ہیں لیکن میں شہادت پانے کا طلب گار ہوں۔" حضورؐ نے فرمایا جب تم راہ خدا میں جہاد کی نیت سے نکل آؤ، پھر لڑائی سے پہلے تمہیں بخار آجائے اور اس بخار سے تم وفات پا جاؤ، تب بھی تم شہید ہی ہوگے۔ حضرت عبداللہؓ حضور اکرمؐ کا ارشاد سن کر مطمئن ہوگئے۔ خدا کی قدرت لشکر اسلام جب تبوک پہنچا تو حضرت عبداللہؓ کو شدید بخار ہوگیا اور وہ اسی بخار میں لشکرگاہ میں وفات پاگئے۔ تدفین رات کے وقت عمل میں آئی۔ اس وقت چشم فلک نے عجیب منظر دیکھا۔ حضرت بلالؓ کے ہاتھ میں مشعل تھی اور اس کی روشنی میں

سرورکون ومکاںؐ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ مل کر قبر کھود رہے تھے۔ جب قبر کھد چکی تو آپؐ نے اپنے دونوں رفیقوں کی مدد سے حضرت عبداللہ ذوالبجادینؓ کی میت کو لحد میں رکھا۔ اس وقت آپؐ فرما رہے تھے اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو۔ جب قبر پر مٹی ڈالی گئی تو رحمت عالمؐ نے دعا مانگی "الٰہی میں اس سے راضی تھا تو بھی اس سے راضی رہ۔" حضرت عبداللہ کی تدفین جس شان سے ہوئی اس سے ان کی جلالت قدر بارگاہ رسالت میں ان کی محبوبیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

37۔علامہ سیوطیؒ نے در منشور میں ایک روایت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابولہب کی طرح اس کی بیوی ام جمیل بھی حضورؐ کی عداوت میں اندھی ہو چکی تھی۔ جب سورت لہب نازل ہوئی تو اس کا جذبہ بغض بہت بڑھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لمبوترہ سا پتھر تھا اور وہ آنحضورؐ کی تلاش میں حرم شریف آئی۔ اس وقت آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی تھے۔ انہوں نے جب اس ظالم عورت کو سرور دو عالمؐ کی طرف آتے دیکھا تو عرض کیا "یارسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ یہ بڑی بدزبان اور فحش کلام عورت ہے۔ آپؐ یہاں سے تشریف لے جائیں ایسا نہ ہو کہ وہ آپؐ کو اپنی بدکلامی سے اذیت پہنچائے۔ ہادی برحقؐ نے فرمایا "ابوبکرؓ! فکر نہ کریں وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی" جب وہ قریب آ پہنچی تو کہنے لگی "اے ابوبکر تیرے دوست نے میری بے عزتی کی ہے۔ انہیں کیا ہو گیا ہے کہ میرے بارے میں شعر کہنے شروع کر دیئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا! بخدا آپؐ

Marfat.com

تو قطعی طور پر شاعر نہیں ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس لمحے سرور کائناتؐ سے مخاطب ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے آپؐ کو دیکھا ہی نہیں صرف میرے ساتھ ہی باتیں کر رہی ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ جب تک وہ کھڑی رہی ایک فرشتہ اپنے دونوں پروں سے مجھ پر پردہ کیے رہا۔ تاہم آپ اس سے پوچھیں کہ اسے تمہارے پاس کوئی اور شخص بھی نظر آ رہا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگی۔ تم میرے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ مجھے تمہارے ساتھ کوئی اور شخص دکھائی نہیں دے رہا۔

38۔ مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی رات قریش کے مختلف قبائل سے کچھ نوجوان اکٹھے ہو کر حضور اکرمؐ کو شہید کرنے کے ارادے سے آئے اور سر شام ہی آپؐ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ وہ اس تاک میں تھے کہ جونہی آپؐ باہر تشریف لائیں آپؐ کو شہید کر دیا جائے۔ طبقات ابن سعد کے مطابق رات کا ایک حصہ گزر جانے کے بعد رسول اکرمؐ دروازہ کھول کر باہر تشریف لائے۔ اس وقت آپؐ سورت یاسین کی اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے۔ "ہم نے بنادی ہے ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ پس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے" اس لمحے سرور کائناتؐ نے ان پر پھونک ماری جس سے ان کی بینائی جاتی رہی اور وہ حضور اکرمؐ کو گزرتا ہوا نہ دیکھ سکے۔ آپؐ سیدھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچے اور پھر دونوں رات کے وقت غار ثور کی طرف تشریف لے گئے۔ قرآن پاک میں اس واقعہ کا ذکر اس طرح آیا ہے "اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے

جب کافر لوگ آپؐ کی نسبت تدبیر سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کرلیں یا آپؐ کو قتل کرڈالیں یا آپ کو خارج وطن کردیں۔ اور وہ تو اپنی تدبیریں کررہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کررہا تھا اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر کرنے والا اللہ ہے" (سورت انفال آیت 30)

39۔ جب سرکار دو عالمؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ہجرت کیلئے اپنے گھروں کو الوداع کہہ کر مکہ معظّمہ سے باہر نکل آئے تو اہل مکہ کو خبر ہوگئی اور وہ انکو ڈھونڈتے ہوئے ایک ماہر کھوجی کے ہمراہ پاؤں کے نشانات دیکھتے ہوئے غار ثور کے دہانے تک آپہنچے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ پریشان ہوگئے۔ مبادا سرکار کائناتؐ کو کوئی نقصان پہنچائیں۔ رحمت دو عالمؐ نے فرمایا اے ابوبکر ان دونوں کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا ساتھی اللہ تعالیٰ ہو۔ یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہی تھی جو ان دونوں کے ہمرکاب تھی۔ رب قدیر نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسے حالات پیدا کردیئے تھے کہ جو کافر بھی غار کے دہانے تک پہنچتا الٹے پاؤں واپس چلا جاتا کیونکہ غار کے دہانے کے قریب ایک خاردار درخت اُگ آیا تھا۔ پیر کرم شاہ الازہریؒ کی تحقیق کے مطابق اہل عرب اس درخت کو ام غیلان کہتے ہیں۔ اس کی بلندی انسانی قد کے برابر ہوتی ہے اور اس کی شاخیں گنجان اور خاردار ہوتی ہیں۔ اس درخت کی موجودگی میں کسی شخص کا غار کے اندر داخل ہونا خارج از امکان تھا۔ مزید یہ کہ غار کے دہانے کے قریب جنگلی کبوتروں کے ایک جوڑے نے نہ صرف گھونسلہ بنالیا تھا بلکہ وہاں کبوتری نے انڈے بھی دے دیئے اور

Marfat.com

انڈوں پر خود بھی بیٹھ گئی۔ اسی اثنا میں غار کے منہ پر عنکبوت یعنی مکڑی نے اپنی کمال مہارت اور بے پایاں نفاست سے ایسا گھنا جالا تن دیا کہ دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے برسوں پہلے کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امیہ بن خلف جیسا دشمن جب غار کے دہانے پر پہنچا تو بے اختیار بول اُٹھا "غار کے اندر جانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے دروازے پر ایک مکڑی کا جالا ہے جو محمدؐ کی پیدائش سے بھی پہلے کا تنا ہوا معلوم ہوتا ہے"

40۔ ہجرت کے دوران جب سرکارِ دو عالمؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ غار ثور پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو باہر تشریف رکھنے کیلئے کہا اور خود غار کے اندر گئے۔ اس کی صفائی کی اور تمام سوراخ اپنی چادر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بند کر دیئے۔ پھر بھی ایک سوراخ باقی رہ گیا جس پر آپؓ نے اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی۔ پھر آنحضورؐ اندر تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زانوں پر سر مبارک رکھ کر لیٹ گئے اور آپؐ کو نیند آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد جس سوراخ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی ایڑی سے بند کیا ہوا تھا وہاں آپ کو ایک سانپ نے ڈس لیا۔ آپ کو از حد تکلیف ہوئی۔ زہر سارے جسم میں پھیلنا شروع ہو گیا مگر آپ نے اُف تک نہ کی مبادا سرکار دو عالمؐ کی آنکھ کھل جائے اور وہ رحمت دو عالمؐ کے اپنی آغوش میں لیٹنے کی سعادت سے محروم ہو جائیں۔ تاہم آپ کی آنکھوں سے درد اور تکلیف کی وجہ سے آنسو نکل پڑے اور رخسار رسول اللہؐ پر گرے تو آپؐ کی آنکھ کھل گئی۔ آپؐ نے وجہ دریافت فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سارا ماجرہ بیان کر دیا۔ اس پر سرورِ کون

Marfat.com

ومکاںؐ نے سانپ کے ڈسنے والی جگہ پر اپنا لعاب دہن لگایا تو تمام درد اور تکلیف فوراً جاتی رہی۔

41۔ دوران ہجرت سرکار دو عالمؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کا گزر ایک خیمہ کے پاس سے ہوا۔ خیمہ کے باہر ایک باوقار خاتون بیٹھی ہوئی تھی جو ام معبد کی کنیت سے مشہور تھی۔ دوران گفتگو سرکار دو عالمؐ کی نظر مبارک خیمہ کے کونے میں کھڑی ایک بکری پر پڑی۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ ام معبد یہ بکری کیسی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ وہ لاغر بکری ہے جو اپنی کمزوری کے باعث ریوڑ کے ساتھ نہیں جا سکی۔ اس لیئے یہاں کھڑی ہے۔ سرکار دو عالمؐ نے پوچھا کیا اس کی کھیری میں دودھ ہے۔ ام معبد نے عرض کیا کہ یہ کمزور اور لاغر ہے۔ اس میں دودھ کہاں سے آئے گا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کیا تو مجھے اس بات کی اجازت دو گی کہ میں اس بکری کا دودھ دوھ لوں۔ اس نے کہا اگر اس میں دودھ ہے تو بڑی خوشی سے دوھ لیجئے مجھے اس میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ساقی کوثرؐ نے رب کائنات کا نام لیکر اس کی کھیری پر ہاتھ پھیرا تو فوراً دودھ اتر آیا۔ آپؐ نے ایک برتن منگوا کر دودھ دوہنا شروع کر دیا حتیٰ کہ برتن بھر گیا۔ آپؐ نے سب کو دودھ پلانے کے بعد خود دودھ پیا اور پھر اپنے ساتھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہمرکاب اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

42۔ حضرت بریدہ بن حصیب اسلمیؓ بھی دولت کے لالچ میں اپنے قبیلے کے ستر شہسواروں کے ساتھ سرور دو عالمؐ کو گرفتار کرنے کے ارادے سے نکلے۔ وہ ابھی اسلام کے شرف سے بہرہ ور نہیں ہوئے تھے۔ اتفاق سے انکی ملاقات دوران

Marfat.com

تلاش آنحضورؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ہوگئی تو حضورؐ نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے بتلایا کہ اس کا نام بریدہ ہے کیونکہ وہ حضورؐ کو نہ پہچان سکا۔ یہ سن کر ہادی کون ومکاںؐ نے حضرت ابو بکرؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ "اے ابو بکر تپش ٹھنڈی ہوگئی ہے اور حالات درست ہو گئے ہیں"۔ سرور کائنات نے پھر پوچھا "بریدہ تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو"۔ اس نے جواب دیا قبیلہ بنی اسلم سے۔ یہ سن کر رحمت اللعالمینؐ نے فرمایا "اے ابو بکر! ہم محفوظ ہو گئے ہیں"۔ ہادی برحقؐ نے پھر پوچھا "بریدہ! تمہارا تعلق قبیلہ بنی اسلم کی کون سی شاخ سے ہے۔" اس نے جواب دیا بنی صہم سے۔ سرکار دو عالمؐ نے یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ تیرا تیر نکل آیا ہے۔ پھر حضرت بریدہؓ نے حضورؐ سے پوچھا کہ "آپ کون ہیں" سرکار دو عالم نے جب بتلایا کہ میں محمدؐ بن عبداللہ اور اللہ کا رسول ہوں "تو اس وقت تک بریدہ کی کایا ہی پلٹ چکی تھی۔ بجائے ان کو گرفتار کرنے کے اس نے فوراً بڑی بے تابی سے کلمہ شہادت پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ اس کے ساتھ اس کے تمام ساتھی بھی اسلام کی نعمت سے سرفراز ہو گئے اور آنحضورؐ کے دست اقدس پر خدا کی وحدانیت اور حضورؐ کی نبوت پر ایمان لے آئے۔

43۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے چند دن بعد ہی حضرت ابو بکر صدیقؓ شدید بخار میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ جب ان کی مزاج پرسی کیلئے آئیں تو انہوں نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ ہے۔ "ہر شخص اپنے بال بچوں میں داد عیش وطرب دیتا ہے حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے" حضرت عائشہؓ نے

Marfat.com

جب اپنے والد محترم کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے تو گھبرا گئیں اور فوراً وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد ﷺ کے پاس گئیں اور تمام ماجرہ بیان کیا۔ محبوب خداؐ نے بارگاہ رب العزت میں یہ دعا فرمائی "اے اللہ! تو مدینہ کو بھی ہمارے لئے ایسا ہی محبوب بنادے جیسا کہ مکہ تھا اور اُس سے بھی زیادہ یہاں کی آب و ہوا کو صحت بخش کر دے اور بخار کو یہاں سے کہیں دور منتقل کر دے۔" انہی دنوں ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کو بھی بخار ہو گیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ از حد پریشان ہو گئے۔ گھر میں آتے بیمار بیٹی کو پیار کرتے اور پوچھتے "بیٹا اب تم کیسی ہو"۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عائشہؓ کے علاوہ اور مہاجرین کو بھی مدینہ منورہ کی ہوا راس نہ آئی اور بیمار ہو گئے۔ سرکارِ دو عالمؐ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ چند دن بعد ہی سب ٹھیک ٹھاک ہو گئے اور آج بھی مدینہ منورہ پورے حجاز میں آب و ہوا کے لحاظ سے اعلیٰ ترین مقام ہے۔

44۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت علیؓ کچھ مصروفیات کی وجہ سے باجماعت نماز عصر میں شامل نہ ہو سکے۔ کاروبار زندگی سے فارغ ہونے کے بعد سیدھے رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں سلام کیلئے پہنچے کیونکہ عصر نماز کے انتہائی ٹائم میں ابھی کافی وقت تھا۔ سوچا رسول خداؐ کو سلام کے بعد نماز پڑھ لونگا۔ رحمت دو عالمؐ دوران گفتگو حضرت علیؓ کے زانوں پر سر رکھ کر لیٹ گئے اور تھوڑی ہی دیر میں آپؐ کو اونگھ آ گئی۔ جب سورج غروب ہونے کے نزدیک پہنچا تو حضرت علیؓ کو نماز کے قضا ہونے کی فکر لاحق ہوئی اور پریشانی میں چند آنسو حضورؐ کے چہرے مبارک پر گر پڑے۔ رسول خداؐ نیند سے بیدار ہو گئے اور حضرت علیؓ سے آنسو نکلنے کی وجہ

Marfat.com

دریافت فرمائی تو انہوں نے نماز قضا ہونیکی بات کی۔ حضور اکرمؐ مسکرائے اور پوچھا اے علی! کیا تم نماز عصر قضا پڑھنا چاہتے ہو یا بروقت کی ادا کرنے کے متمنی ہو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ جس کا مولا تمام انبیاء کا سردار ہو وہ نماز قضاء پڑھنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا مبادا بعد میں آنیوالے لوگ اس کو مثال بنا کر نمازیں قضا پڑھنے کو معیوب نہ سمجھیں گے "۔ سرور کائناتؐ کون ومکاں نے اپنی انگلی اٹھائی اور سورج کی طرف اشارہ کیا۔ وہ آپؐ کی انگلی کا اشارہ پاتے ہی واپس آ گیا۔ حضرت علیؓ بہت خوش ہوئے اور نماز عصر بروقت ادا کی۔ دوسرے صحابہ اکرامؓ نے جب سورج کو واپس آتے دیکھا تو پریشانی کے عالم میں رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا قیامت آگئی ہے کیونکہ قیامت کے دن سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ علی کی نماز کا قضا ہونا قیامت سے کم نہیں تھا۔

45۔ ایک دفعہ حضرت ابوذر غفاریؓ دوران سفر قافلے سے بہت پیچھے رہ گئے۔ ان کا اونٹ بھوک پیاس کی وجہ سے نڈھال تھا اور مزید چلنے سے معذور تھا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے اونٹ سے سامان اُتارا اور جو کچھ اپنی پیٹھ پر لاد سکتے تھے لادا اور اونٹ کو اللہ کے حوالے کیا اور پیدل ہی قافلے کے پیچھے چل پڑے۔ رفتار بہت تیز تھی اور وہ اگلی منزل پر قافلے سے مل جانا چاہتے تھے۔ جب وہ قافلے کے نزدیک پہنچے تو دوسرے صحابہ کرام نے شور مچا دیا کہ کوئی آرہا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ ابوذر غفاریؓ ہے۔ مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوذرؓ پر رحم کرے۔ وہ تنہا چلتے ہیں، تنہا

Marfat.com

مریں گے اور قیامت کے روز تنہا اُٹھیں گے۔ کچھ عرصہ بعد ان کی طبیعت سخت خراب ہوگئی۔ اس وقت صرف ان کی اہلیہ ان کے پاس تھیں۔ وہ ان کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگیں۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا "اے نیک خاتون روتی کیوں ہے"۔ وہ بولیں اس وقت حالت یہ ہے کہ تمہارے اور میرے بدن پر جو کپڑے ہیں ان کے علاوہ ہمارے پاس کوئی کپڑا نہیں۔ اگر اسی حالت میں تمہارا آخری وقت آ گیا تو میں تمہیں کفن کہاں سے لا کر دوں گی۔ حضرت ابوذرؓ بولے۔ غم نہ کرو۔ میں تمہیں ایک خوشخبری سناتا ہوں۔۔۔۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا تھا کہ جس کی اولاد نرینہ مرجائے اور وہ تنہا رہنے کے باوجود صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے بچا لے گا۔ اللہ کے رسولؐ نے جب یہ بات بتائی تھی تو ہم تین تھے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک شخص صحرا میں فوت ہوگا اور اس کی موت کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت پہنچے گی۔ میرے علاوہ دونوں دوسرے آدمی آبادی میں فوت ہو چکے ہیں۔ تیسرا آدمی یقیناً میں ہی ہوں۔ اب میرا آخری وقت قریب لگ رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ کے رسولؐ کی بات ہرگز غلط نہیں۔ اس لئے قافلہ کی گزر گاہ پر جاؤ۔ تمہیں یقیناً وہاں مسلمانوں کی ایک جماعت مل جائے گی اور وہ مجھے دفنانے کا انتظام کردے گی۔ ان کی اہلیہ بولیں "خدا آپ پر رحم کرے۔ کیسی باتیں کر رہے ہو۔ اب تو حجاج بھی واپس جا چکے ہیں اور جس گزرگاہ کی آپ بات کر رہے ہیں وہ بند ہو چکی ہے"۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا نہیں مجھے یقین ہے تم جاؤ۔ ان کی بیوی ان کی حالت کو دیکھ کر انکار نہ کرسکی اور با دل نخواستہ متذکرہ راستے

Marfat.com

کی طرف چل پڑی۔اس نے قریب ہی ایک ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا دور دور تک کسی ذی روح کے آثار نظر نہ آئے۔ وہ واپس پلٹی تا کہ شوہر کی تیمار داری جاری رکھ سکے۔مگر حضرت ابوذرؓ نے اصرار کیا کہ قافلے کا سراغ لگانا جاری رکھے۔انکی اہلیہ پھر بھاگی بھاگی ٹیلے کی جانب گئی۔اس طرح وہ چار پانچ مرتبہ کبھی شوہر کے پاس جاتیں اور کبھی ٹیلے پر چڑھ کر مسلمانوں کی جماعت کا راستہ دیکھتیں۔آخر دور سے کچھ لوگ آتے دکھائی دئے۔وہ جماعت حضرت ابوذر غفاریؓ کے پاس آئی اور انکا حال دریافت کیا۔حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کی آمد سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میرا آخری وقت آن پہنچا ہے۔پھر انہوں نے تفصیل سے رسول اللہؐ کی پشین گوئی سنائی، آخری وصیت کی اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔وصیت کے مطابق ان کو کفنایا اور دفنایا گیا اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جو اس جماعت کے ساتھ تھے،ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

46۔اسلام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کیلئے حضرت عبداللہؓ بن حذافہ رسول اللہؐ کا ایک خط لیکر فارس کے بادشاہ کسریٰ کے پاس گئے اور اس کے مترجم نے ابھی اس خط کا تھوڑا سا حصہ ہی پڑھا تھا کہ وہ (بادشاہ کسریٰ) آگ بگولہ ہو گیا۔غصے سے اس کا چہرہ انگارے کی مانند ہو گیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں۔ اس نے باقی کا خط پڑھے بغیر مترجم کے ہاتھ سے اچک لیا اور پرزے پرزے کر دیا اور حضرت عبداللہؓ بن حذافہ کو اپنے دربار سے نکال دیا۔وہ فوراً مدینہ منورہ پہنچ گئے اور رسول خداؐ کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔تھوڑی دیر بعد کسریٰ نے حضرت عبداللہؓ بن

حذاقہ کو ڈھونڈنے اور گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا۔ جب حضرت عبداللہؓ بن حذاقہ نہ ملے تو کسریٰ نے یمن میں اپنے نائب سے کہا کہ حجاز میں جس شخص نے نبوت کا اعلان کیا ہے اسے گرفتار کرنے کے بعد اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ یمن میں کسریٰ کے نائب باذان نے اپنے دو جرنیل مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیے۔ انہوں نے رسول خداؐ کو جا کر کسریٰ کا گستاخانہ پیغام دیا اور اصرار کیا کہ ان کے ساتھ چلیں۔ حضورؐ ان کی ڈینگیں اور بچگانہ پیغام پر مسکرا دیے اور فرمایا کہ آج رات تم آرام کرو۔ کل تم سے بات ہوگی۔ اگلی صبح آپؐ نے ان جرنیلوں کو طلب کیا تو انہوں نے یہ احمقانہ سوال کیا کہ کیا آپ کسریٰ کے دربار میں پیش ہونے کیلئے تیار ہیں۔ اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا کون کسریٰ۔ سن لو! آج کے بعد تم اس کی شکل نہیں دیکھ سکو گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس کا بیٹا اس کو قتل کر کے خود سلطنت پر قابض ہو گیا ہے۔ وہ حیران ہو کر بولے کیا آپ کی اطلاع درست ہے۔ کیا ہم یہ بات باذان تک پہنچا دیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ضرور۔ بلکہ اس کو یہ بھی بتا دینا کہ دین اسلام کسریٰ کی سلطنت تک پھیل جائے گا۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ ابھی اسلام قبول کر لو۔ اس طرح تمہارے سردار باذان کی حکمرانی بھی بدستور قائم رہے گی۔ دونوں جرنیل حیران و ششدر باذان کے پاس پہنچے اور سارا معاملہ کہہ سنایا۔ پھر چند دن بعد ہی انہیں کسریٰ کے بیٹے کا خط وصول ہو گیا کہ میں نے اپنے باپ کو قتل کر دیا ہے۔ باذان نے جب یہ خط پڑھا تو اس کو ایک طرف پھینک دیا اور فوراً مسلمان ہو گیا کہ جس

Marfat.com

ہستی کی خاطر اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کروا دیا اور اس کی اطلاع بھی اس کو رات و رات دے دی یقیناً وہ اللہ کے رسولؐ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔

47۔ حضرت عدی بن حاتم طائی ابھی اسلام نہیں لائے تھے اور اس کی بہن کو مسلمانوں کے ایک قافلے نے گرفتار کر لیا تھا۔ مگر رسول خداؐ کے حکم پر اس کی بہن کو با حفاظت اس کے بھائی کے پاس بھیج دیا تھا۔ اپنی بہن کے اصرار پر حضرت عدی بن حاتم طائی رسول خداؐ کے پاس حاضر ہوئے تو رسول اللہؐ نے جو اس کے ساتھ گفتگو فرمائی وہ اس طرح ہے۔ "عدی تم شاید سوچ رہے ہو کہ جب مسلمانوں کا نبی اس قدر غریب ہے تو دوسرے لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ پھر اس قدر غریب لوگوں کا دین قبول کرنے سے کیا فائدہ"۔ وہ خاموش رہا تو حضورؐ نے فرمایا "اللہ کی قسم ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ جب مسلمان اس قدر مال دار ہو جائیں گے کہ کسی کو صدقے خیرات کی ضرورت نہیں رہے گی"۔ عدی پھر خاموش رہا۔ اب ایک اور سوچ نے اس کے قدم پکڑ لئے تھے۔ تب اسے پھر رسول اللہؐ کی پاک آواز سنائی دی "عدی تم سوچتے ہو گے کہ مسلمانوں کا دین بالکل مختلف ہے۔ ان کے دشمن ساری دنیا میں ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ پورے عرب میں اسلام کا پرچم لہرائے گا اور اس قدر امن اور سکون ہو جائے گا کہ قادسیہ نامی شہر سے ایک عورت اکیلی روانہ ہوگی اور حفاظت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے گی اور اسے کوئی خطرہ نہیں ہوگا"۔ تھوڑی دیر خاموشی کے بعد آنحضرتؐ نے دوبارہ فرمایا "اور عدی شاید تم اسلام اس لئے قبول نہیں کر رہے کہ سوچ رہے ہو گے کہ اصل حکومت تو

Marfat.com

ایران اور روم کی ہے اور وہ مسلمان نہیں تو اللہ کی قسم! تم یہ خبر جلد ہی سنو گے کہ بابل کے سفید محلات اور ایران کے کسریٰ کے خزانوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ہے"۔

عدیؓ نے حیرانگی سے پوچھا کیا ایران کے شہنشاہ کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں پر۔

آپؐ نے فرمایا "ہاں" تب عدی پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی اور اس نے اسی وقت کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپؐ یعنی حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں"۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عدیؓ بن حاتم طائی اپنے قبیلے میں واپس آ گئے اور خاندان کے تمام لوگوں کو ملک شام سے بلا لیا۔ حضرت عدی بن حاتم طائیؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے حضورؐ کی بتائی ہوئی دو پیشین گوئیاں سچ ہوتے دیکھ لیں۔ ایک یہ کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے ایک عورت کو تنہا اپنی سواری پر قادسیہ سے مدینہ منورہ تک سفر کرتے ہوئے دیکھا اور اسے معمولی آنچ تک نہ آئی۔ دوسری یہ کہ میں خود اس لشکر میں موجود تھا جس نے کسریٰ کے خزانوں کو اپنے قبضے میں لیا۔ مجھے یقین ہے کہ تیسری پشین گوئی بھی جلد پوری ہوگی۔ اگرچہ عدی بن حاطم تیسری پیشین گوئی پوری ہونے تک زندہ نہ رہ سکے لیکن آپؐ کی یہ بات حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں پوری ہوئی جب مسلمانوں کے پاس مال و دولت کی اس قدر فراوانی ہو گئی تھی کہ زکوۃ لینے والا کوئی محتاج اور مفلس نہیں رہا تھا۔

48۔ حضرت عمیر بن وھبؓ اسلام لانے سے پہلے مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ غزوہ بدر کی بدترین شکست کے بعد ایک دن عمیر نے اپنے ایک دوست صفوان کے

Marfat.com

ساتھ مل کر رسول خداؐ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا۔ منصوبے کے مطابق صفوان، عمیر کا تمام قرض ادا کر دے گا اور اس کے بیوی بچوں کا خیال رکھے گا جبکہ عمیر مدینہ منورہ جا کر رسول خداؐ کو شہید کر دیگا۔ چنانچہ جب عمیر مدینہ منورہ پہنچا تو حضرت عمرؓ نے اسے گرفتار کر لیا اور سرورِ دو عالمؐ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ حضورؐ نے پوچھا کہو عمیر کیسے آنا ہوا۔ اس نے جواب دیا کہ میں اپنا قیدی چھڑانے آیا ہوں۔ میرا بیٹا آپ کے قبضے میں ہے۔ برائے مہربانی اسے چھوڑ دیں اور مجھ پر احسان فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے پوچھا کہ تمہاری گردن میں جو تلوار لٹک رہی ہے۔ اس کا کیا مقصد ہے۔ اس نے جواب دیا کہ افسوس یہ تلوار ناکارہ ہوگئی ہے۔ جس دن آپ لوگوں سے جنگ ہوئی اس دن کے بعد سے اس کی دھار کند ہوگئی ہے۔ سرور دو عالمؐ نے فرمایا" نہیں عمیر تم سچ بولو کیسے آنا ہوا"۔ آپؐ کی بات نے پہلی دفعہ عمیر کے دل میں ہل چل مچا دی تھی۔ نہ جانے کیوں اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔ اس نے اپنی اس کیفیت پر قابو پاتے ہوئے کہا کہ میں آپکو بتا چکا ہوں کہ میں اپنا قیدی چھڑانے آیا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔" تم اور تمہارا دوست صفوان حطیم (خانہ کعبہ) کے پاس بیٹھے کنویں میں پھینکی گئی لاشوں کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔ پھر تم نے یہ کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور میں بیوی بچوں والا نہ ہوتا تو یقیناً محمدؐ کو قتل کرنے کی ہی مہم پر نکل پڑتا۔ پھر صفوان نے تمہارا قرض اُتارنے اور اور اہل و عیال کی ذمہ داری قبول کرنے کا وعدہ کیا اور تم مجھے قتل کرنے کی مہم پر نکل کھڑے ہوئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے تیرے اس گھناؤنے منصوبے کو ناکام

Marfat.com

بنا دیا ہے۔" یہ سب کچھ سن کر وہ ششدر رہ گیا۔ اسے سخت حیرت ہو رہی تھی کہ صفوان کے ساتھ کی گئی یہ باتیں تو ان دونوں کے علاوہ کسی نے نہیں سنیں۔ اس نے تو اپنی بیوی کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا اور صفوان کی بھی یہی کیفیت تھی۔ پھر ان تک یہ باتیں کیسے پہنچ گئیں۔ وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔ اسے یوں لگا جیسے وہ کسی سخت خول میں بند تھا اور اب یہ خول ٹوٹنے لگا ہے۔ اس کے وجود پر ان دیکھی زنجیروں کی گرفت ڈھیلی پڑنے لگی۔ آخر وہ پکار اٹھا۔ "اے بلند مرتبہ سردار میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ مکہ میں جب ہمیں آسمانی خبریں بتلاتے تھے تو ہم انہیں تسلیم نہیں کرتے تھے لیکن صفوان اور میرے درمیان ہونے والی گفتگو کا تو ہمارے سوا کسی کو علم نہیں تھا۔ خدا کی قسم اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ خبر آپؐ کو اللہ تعالیٰ ہی نے دی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ مجھے آپؐ کے پاس لے آیا تاکہ مجھے اسلام کی دولت نصیب ہو"۔ پھر عمیر بن وھبؓ نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

49۔ حضرت عکرمہ بن ابوالحکم اسلام لانے سے پہلے اپنے باپ ابوجہل کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوا تھا اور جب اس کے باپ کو اس کی آنکھوں کے سامنے مسلمانوں نے قتل کر دیا تو اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ مسلمانوں کو اس دنیا سے نیست و نابود کر دیگا لیکن وہ اپنی تمام تر بہادری، دلیری اور شہسواری کے باوجود مسلمانوں کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔ اس نے مسلمانوں کے خلاف تقریباً تمام غزوات اور جنگوں میں حصہ لیا۔ فتح مکہ کے دن بھی اس نے اپنے سترہ آدمیوں کے ساتھ

Marfat.com

اسلامی لشکر کے ایک دستہ پر حملہ کیا تھا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے بدترین دشمنوں کی فہرست تیار ہو چکی ہے اور اس میں اسکا نام بھی شامل ہے تو وہ مکہ سے فرار ہو کر یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے بعد اس کی بیوی ام حکیم نے اسلام قبول کر لیا اور سرکار دو عالمؐ سے اپنے شوہر کیلئے امان حاصل کر لیا۔ وہ حضرت عکرمہ کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی اور کافی کوشش کے بعد وہ انکو مل گئے۔ ام حکیم کے اصرار اور سرور دو عالمؐ سے امان کی ضمانت پر اس نے اسلام قبول کرنے اور اس کے ساتھ مکہ معظّمہ واپس آنے کا وعدہ کر لیا۔ ان کی آمد سے قبل اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کو وحی کے ذریعے اطلاع دے دی گئی کہ عکرمہ واپس آ رہا ہے۔ یہ اطلاع اس لئے دی گئی تھی کہ کہیں یہ نہ ہو کہ کوئی صحابی رسولؐ اسے دشمن جان کر نقصان پہنچا دے۔ رسول خداؐ نے خاص اعلان فرمایا کہ دیکھو جلد ہی عکرمہ بن ابوجہل تمہارے پاس مومن اور مہاجر بن کر آئے گا۔ اس لئے اس کے باپ کو گالی نہ دینا۔ کیوں کہ میت کو گالی دینے سے اس کے لواحقین کو تکلیف ہوتی ہے اور گالی مرے ہوئے شخص کو ہرگز نہیں پہنچتی۔ تھوڑی ہی دیر میں عکرمہ اور ام حکیم حضورؐ کے سامنے حاضر تھے۔ آپؐ نے مسکراتے ہوئے عکرمہ کا استقبال کیا۔ عکرمہ کی عجیب حالت تھی۔ اس نے بے یقینی سے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ ام حکیم نے بتایا ہے کہ آپ نے مجھے پناہ دے دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں ام حکیم سچ کہتی ہے۔ میں نے تمہیں امان دے دی ہے۔ اس نے فوری اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپؐ بلاشبہ اس کے سچے رسول ہیں۔ "حضرت

عکرمہ کے اصرار اور اس کے جذبہ اخلاق کو دیکھ کر سرورِ کون و مکاں نے بعد میں اس کے لئے دعا بھی فرمائی تھی کہ الٰہی اسے ہر وہ عداوت معاف کر دے جو اس نے مجھ سے اسلام لانے سے پہلے کی تھی۔

50۔ حضرت طفیل دوسیؓ قبیلہ دوس کے سردار اور مشہور شاعر تھے۔ جب وہ مکہ معظّمہ پہنچے تو مشرکین اسلام میں سے ابولہب، ابوجہل اور صفوان بن امیہ ان کو ملنے گئے اور کہا کہ ہم تمہاری عزت کرتے ہیں اور تمہیں ایک عظیم شاعر اور سمجھدار انسان سمجھتے ہیں اس لئے تمہاری خیر خواہی بھی ہمیں بہت عزیز ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے شہر میں ہمارے ہی ایک آدمی نے کسی بیماری یا جادو کے اثر سے الٹی سیدھی باتیں کرنی شروع کر دی ہیں۔ اس پر کچھ اس طرح سے جادو ہوا ہے کہ اگر اس کی بات کوئی دوسرا سن لے تو اس پر بھی وہی جادو ہو جاتا ہے۔ ان کے اصرار پر حضرت طفیل دوسیؓ نے محتاط رہنے کا وعدہ کر لیا۔ اگلے دن اپنے کاروباری مشاغل سے فارغ ہو کر حضرت طفیلؓ نے خانہ کعبہ کا رخ کیا۔ راستے میں اسے یاد آیا کہ قریشی سرداروں نے اسے تاکید کی تھی کہ وہ خاص طور پر خانہ کعبہ کی زیارت کے وقت محتاط رہے کیونکہ محمدؐ بن عبداللہ اکثر خانہ کعبہ میں ہوتے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی انہوں نے اپنے کانوں میں اچھی طرح روئی ٹھونس لی کہ مبادا کوئی جادوئی لفظ ان کے کان میں پڑ جائے اور وہ اپنے خاندان اور قبیلے والوں کے دشمن ہو جائیں۔ جب وہ مسجد الحرام میں پہنچے تو سامنے ہی انہیں ایک صاحب عجیب و غریب طریقے سے عبادت کرتے نظر آئے۔ قریب گئے تو انہوں نے پہچان لیا کہ یہ وہی قریش صاحب

Marfat.com

زادے ہیں جن کی بابت انہیں بچنے کیلئے کہا گیا تھا۔ حضرت طفیلؓ کو حضورؐ کے طریقہ عبادت میں بڑی دلچسپی محسوس ہوئی۔ شاعر تو تھے ہی۔ انہیں یوں محسوس ہوا کہ حضورؐ کا قیام و سجود، رکوع، تشہد جیسے عبادت کا ایک شاعرانہ انداز ہو۔ پھر عاجزی، ہاتھ باندھنا، بڑے ہی مؤدب انداز سے کھڑے ہونا، اپنے مالک و آقا اور پرور دگار کے سامنے ماتھا ٹیکنا، اس کے آگے جھکنا، یہ سب کچھ ان کے دل میں اتر گیا۔ وہ بے اختیار آپؐ کے قریب سے قریب تر ہوتے چلے گئے۔ اب وہ آپؐ کے اس قدر قریب جا چکے تھے کہ کانوں میں روئی ہونے کے باوجود کچھ نہ کچھ الفاظ اور کبھی کبھی کوئی جملہ ان کی سماعت کا حصہ بننے لگا۔ سنے جانے والے الفاظ اور جملوں کے حسن نے انہیں گھائل کر دیا۔ ان کا تجسس اپنے عروج کو پہنچا۔ تبھی ایک عجیب خیال ان کے دل میں آیا اے طفیل! دنیا تو تمہیں بڑا دانشمند اور شاعر سمجھتی ہے جبکہ تم اپنے آپ کو جانور سمجھتے ہو جو کہ عقل و شعور سے عاری ہو۔ تبھی تو کانوں میں روئی ٹھونس رکھی ہے۔ ورنہ اگر تم اپنے آپ کو عقلمند سمجھتے ہوتے تو کانوں کو کھلا رکھتے۔ بات ٹھیک ہوتی تو مان لیتے۔ غلط ہوتی تو رد کر دیتے۔ بھلا جادو کا کلام اور کاہنوں کی باتیں بھی تم سے چھپی ہیں۔ ان کا انداز اور ان کا اسلوب بالکل پہچانا جاتا ہے۔ اگر محمدؐ بن عبداللہ کا کلام بھی ویسا ہی ہوا تو مت سننا مگر یہ روئی ٹھونسنے والا معاملہ اپنے آپ کو رسوا اور ذلیل کرنے والی بات ہے۔ یہ خیال آتے ہی انہوں نے کانوں سے روئی نکال پھینکی۔۔۔ اب وہ آپؐ کی خوش الحان آواز سے قرآنی آیات سن رہے تھے اور خوشگوار حیرت سے دوچار ہو رہے تھے۔ آپؐ نے اس دوران نماز مکمل کر لی

Marfat.com

تھی اور گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت طفیلؓ بھی خاموشی سے آپؐ کے پیچھے چلنے لگے کیونکہ اب وہ مکمل طور پر گھائل ہو چکے تھے۔ حضورؐ اپنے گھر داخل ہوئے تو وہ بھی آپؐ کے پیچھے گھر پہنچ گئے اور عرض کی بخدا آپ کی باتیں مجھے بہت پسند آئی ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ کی توحید اور آپکی رسالت کی شہادت دی اور مسلمان ہو گئے۔

51۔ حضرت طفیل دوسیؓ اسلام لانے کے بعد اپنے وطن واپس چلے گئے۔ کچھ مدت گزارنے کے بعد وہ حضرت ابو ہریرہؓ کے ہمراہ آپؐ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا "طفیل دوس میں کیا صورت حال ہے" انہوں نے عرض کی حضورؐ لوگوں کے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ کفر نے شدت اختیار کر لی ہے اور قبیلہ دوس پر فسق و فجور اور نافرمانی کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ یہ سن کر آپؐ اٹھے۔ وضو کیا۔ نماز پڑھی اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دے۔ اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دے۔ یہ جملہ آپؐ نے تین مرتبہ دھرایا۔ اس کے بعد حضورؐ حضرت طفیلؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "اب آپ اپنی قوم کی طرف جائیں۔ ان کے ساتھ نرمی اور احسان کا برتاؤ کریں۔ انہیں اسلام کی دعوت دیں وہ ضرور ایمان لائیں گے"۔ حضرت طفیلؓ یہ واضح بشارت سن کر بہت خوش ہوئے اور اپنے قبیلے کی طرف پلٹ آئے۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ ایک دن ان کی دعوت ضرور رنگ لائے گی۔ آخر صلح حدیبیہ کے بعد حضرت طفیلؓ مدینہ منورہ آئے تو ان کے ساتھ قبیلہ دوس کے 80 گھرانے تھے گویا پورا قبیلہ یعنی

Marfat.com

سب لوگ وقتاً فوقتاً مسلمان ہوتے رہے اوراب حضورؐ کی خدمت اقدس میں سلام کیلئے حاضر ہورہے تھے۔

52۔غزوہ تبوک کے بعد رحمت دوعالمؐ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ تمہیں یمن کا حاکم بنا کر بھیجوں۔ وہاں تمہیں گوناگوں مسائل سے واسطہ پڑے گا۔ یہ بتاؤ جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو کس طرح اس کا فیصلہ کرو گے۔ حضرت معاذؓ نے عرض کیا کہ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرونگا۔ حضورؐ نے پوچھا اگر تمہیں کتاب اللہ میں کوئی نص صریح فیصلہ کیلئے نہ ملے تو پھر کیا کرو گے۔ حضرت معاذؓ نے عرض کیا کہ سنت رسول اللہؐ کے مطابق فیصلہ کرونگا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر سنت نبویؐ میں بھی تمہیں کوئی چیز نہ ملے۔ حضرت معاذؓ نے عرض کیا کہ پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا اور ذرہ بھی کوتاہی نہ کرونگا۔ حضرت معاذؓ کا جواب سن کر حضورؐ بہت خوش ہوئے اور ان کے سینے پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اللہ کے رسولؐ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جس سے اللہ کا رسولؐ راضی ہے۔ یمن کا حاکم مقرر ہونے کے بعد جب حضرت معاذؓ حضورؐ سے رخصت ہونے لگے تو آپؐ نے فرمایا "شاید آج کے بعد تم مجھ سے نہ مل سکو اور جب مدینہ منورہ واپس آؤ تو میری قبر دیکھو" حضرت معاذؓ عاشق صادق تھے۔ حضورؐ کا ارشاد سن کر بے تاب ہوگئے اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ ان کو یقین تھا کہ رحمت دوعالمؐ کا فرمان بالکل درست ہوگا اور آپؐ نے یقیناً اس فانی دنیا سے کوچ کا فیصلہ کرلیا ہے۔ سید الانبیاؐ نے فرمایا کہ روؤ نہیں اس طرح رونا اچھی

Marfat.com

بات نہیں۔آپ کا ارشاد سن کر حضرت معاذؓ خاموش ہو گئے اور بڑے ادب سے الوداعی سلام کیا۔آپ نے فرمایا کہ جاؤ اللہ تمہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ ہر قسم کی مصیبتوں سے بچائے اور جن وانس کے شر سے محفوظ رکھے۔ پھر حضرت معاذؓ نے بڑی حسرت سے مدینہ منورہ پر ایک نظر ڈالی اور کہا الٰہی میں اہل تقویٰ کو دوست رکھتا ہوں۔غرض حضورؐ سے رخصت ہو کر حضرت معاذؓ نہایت سادگی اور افسردگی سے یمن روانہ ہو گئے۔آپ ابھی یمن میں ہی تھے کہ سرور کون ومکاںؐ نے وصال فرمایا۔حضرت معاذؓ نے اپنے محبوب کی دائمی جدائی کی خبر سنی تو ان پر کوہ الم ٹوٹ پڑا۔لیکن صبر کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ آنحضرتؐ کا ارشادِ گرامی برحق تھا۔

ایک دوسری جگہ پر یہ واقع مختلف انداز میں بیان ہوا ہے۔حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب گورنر یمن مقرر کیا گیا تو حضورؐ ان کو الوداع کہنے کے لئے مسجد نبوی سے باہر تشریف لائے اور معاذؓ سے فرمایا کہ اپنے اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔حضرت معاذؓ نے معذرت کی۔آپؐ نے اصرار فرمایا۔یہ مجبوری اس درجہ بڑھی کہ حضرت معاذؓ کو مزید انکار کرتے نہ بن پڑی۔تعمیل حکم میں ہووج میں بیٹھ گئے۔اللہ کے رسولؐ ان سے باتیں کرنے لگے۔ایک ایک جملہ جو رسول خداؐ کی زبان مبارک سے نکل رہا تھا محبت اور شفقت کا آئینہ دار تھا۔حضرت معاذؓ سخت الجھن اور بے بسی کے ساتھ بیٹھے رہے۔الوداع کا وقت آیا تو ارشاد ہوا کہ شاید اب تم سے پھر ملاقات نہ ہو۔ مدینہ منورہ واپس آؤ گے تو میری جگہ پر قبر ملے گی۔ یہ سن کر حضرت معاذؓ کی حالت غیر ہو گئی اور وہ زار وقطار رونے لگے۔اونٹ پر سے اترنا چاہتے تھے حضورؐ نے

اترنے سے منع کر دیا اور رونے سے روک دیا اور فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو ہر آفت سے محفوظ رکھے۔ حضرت معاذؓ نے حسرت بھری نظروں سے اللہ کے رسولؐ کو دیکھا اور پھر مدینہ منورہ کی طرف دیکھا اور روانہ ہو گئے۔ 11ھ میں یمن کی گورنری چھوڑ دی اور واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے کیونکہ دیدار محبوب کیلئے بہت مضطرب رہتے تھے۔ واپسی پر اللہ کے رسولؐ کو نہ پا کر سخت بے چین ہو گئے۔ مدینہ منورہ میں رہنا دشوار ہو گیا اور ملک شام کی طرف نکل گئے۔

53۔ اٹھارہ ہجری میں مصر، عراق اور شام میں طاعون کی خوفناک وبا پھوٹ پڑی۔ حضرت معاذ بن جبلؓ اس زمانے میں سپہ سالار حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح کے ساتھ شام میں مقیم تھے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ اسلئے انہوں نے حضرت ابو عبیدہؓ کو وبا زدہ علاقے سے ہٹ آنے کی ترغیب دی لیکن انہوں نے اس بنا پر معذرت کر دی کہ یہ تقدیر الٰہی سے بھاگنے کے مترادف ہوگا۔ ہزاروں مجاہدین اس وبا میں مبتلا ہو کر اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ حضرت ابو عبیدہؓ بھی اس بیماری میں مبتلا ہو گئے اور جب مرض نے شدت اختیار کی تو انہوں نے حضرت معاذؓ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اپنی رحلت سے پہلے انہوں نے فرمایا کہ مسلمانو! یہ وبا تمہارے پروردگا کی رحمت ہے۔ اسلئے اب ابو عبیدہؓ بھی اپنے رب سے اس سعادت میں حصہ پانے کا متمنی ہے۔ اس کے بعد حضرت معاذؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور پرانے ساتھیوں کی مدد سے آمین الامت کو سپرد خاک کیا۔ اب حضرت معاذؓ سپہ سالار تھے اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے انہیں مشورہ دیا کہ یہاں سے کسی

Marfat.com

اور جگہ منتقل ہونا بہتر ہوگا۔ حضرت معاذؓ اس پر برہم ہو گئے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا جس میں وہی الفاظ دھرائے جو حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنی وفات سے پہلے کہے تھے۔ البتہ انہوں نے ان الفاظ پر یہ اضافہ بھی کیا کہ لوگو! میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ مسلمان شام کو فتح کر لیں گے۔ پھر ایک بیماری پیدا ہوگی جو پھوڑے کی طرح جسم کو زخمی کرے گی۔ جو اس مرض کی وجہ سے مریگا وہ شہید ہوگا اور اس کا نامہ اعمال پاک ہو جائے گا۔ خداوندا! اگر میں نے رسول اللہؐ سے یہ حدیث سنی ہے تو یہ رحمت میرے گھر میں بھیج اور مجھکو اس میں کافی حصہ دے۔ یہ سچ ہے کہ نہ صرف حضرت معاذؓ نے اس مرض سے رحلت فرمائی اور شہید کہلائے بلکہ انکی دو بیویوں اور اکلوتے بیٹے حضرت عبد الرحمٰنؓ نے بھی اسی مرض کی وجہ سے شہادت پائی۔

54۔ پانچ ہجری غزوہ بنی مصطلق میں سردارِ قبیلہ حارث بن ابی ضرار میدان جنگ سے فرار ہو گیا۔ مگر جب اسے اپنی بیٹی برہ کے اسیر ہونے کی اطلاع ملی تو وہ واپس آ گیا۔ حضرت عبداللہ بن زیادؓ سے مروی ہے کہ حارث بن ابی ضرار بہت سے اونٹ لے کر مدینہ منورہ روانہ ہوا تاکہ فدیہ دے کر اپنی بیٹی کو چھڑا لائے۔ جب وہ منزل کے قریب پہنچا تو اس نے اپنی پسند کے دو اعلیٰ نسل کے اونٹ وادی عتیق میں چپکے سے چھپا دیئے جس کی کانوں کان کسی کو خبر نہ ہوئی۔ حارث بن ابی ضرار باقی اونٹ لے کر سرور کائنات حضرت محمدؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور فدیہ کے طور پر اونٹ دیکر اپنی بیٹی کو آزاد کرانا چاہا۔ حضور اکرمؐ نے حارث سے پوچھا وہ دو اونٹ کہاں ہیں جو تم وادی عتیق میں چھپا کر آئے ہو۔ حارث نے یہ سوال آنحضورؐ

Marfat.com

کی زبان مبارک سے سنا تو مجسمہ حیرت بن گیا کیونکہ ان دو اونٹوں کا سوائے اس کے کسی کو پتہ نہ تھا۔ اس نے سردار الانبیاء حضرت محمدؐ سے پوچھا کہ آپ کو کیونکر اطلاع ہوئی کہ دو اونٹ چھپا دیئے گئے ہیں۔ ہادی کون و مکاں حضرت محمدؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے میرے رب نے اطلاع دی ہے۔ یہ سنتے ہی حارث بن ضرار رحمت دو عالمؐ کی رسالت کا قائل ہو گیا اور کلمہ پڑھ کر اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔ حضرت حارث بن ضرارؓ کے مسلمان ہوتے ہی اس کے تمام ساتھیوں نے بھی دین اسلام قبول کر لیا۔ ان کی بیٹی برہ پہلے ہی اسلام لا چکی تھی۔ اس کا نام رحمت دو عالمؐ نے جویریہؓ رکھا تھا۔ وہ اپنے والد کے ساتھ جانے کیلئے تیار نہ تھی اسلئے آپؐ نے اس کے والد کی اجازت سے اس کو اپنے نکاح میں قبول فرما لیا۔ بعد میں حضرت جویریہؓ بنت حارثؓ کے بھائی نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح آنحضرتؐ کے معجزہ کی بنا پر پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

55۔ ام المومنین حضرت جویریہؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اقدس حضرت محمدؐ کی خدمت میں آنے سے قبل تین راتیں مسلسل خواب میں دیکھا کہ چاند مدینہ منورہ کی جانب سے چلتا ہوا آیا اور میری گود میں گر گیا۔ جب میں غزوہ بنی مصطلق میں گرفتار ہوئی تو مجھے اپنے خواب کے پورا ہونیکی امید پیدا ہو گئی۔ میں موقع پاتے ہی رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں سردار کی بیٹی ہوں۔ ناز و نعم سے پلی ہوں۔ اب حالات کی ستم ظریفی کے سبب بے دست و پا ہوں۔ سنہری تخت سے گر کر بستر خاک پر آن پڑی ہوں۔ میری آزادی کا معاہدہ نو اوقیہ سونے کی

Marfat.com

ادائیگی پر حضرت ثابت بن قیسؓ انصاری کے ساتھ طے ہو گیا ہے۔ آپؐ جانتے ہیں کہ میں اتنی بڑی رقم کیسے ادا کر سکتی ہوں۔ میں غلامی کی زندگی کیونکر گزار سکوں گی۔ یا رسول اللہؐ مجھ ناتواں و بےبس اور لاچار پر نظر کرم فرمائیں۔ رسول خداؐ کی نظر رحمت سے میں نے فوری اسلام قبول کر لیا۔ اسلئے نہ صرف مجھے آزاد کر دیا گیا بلکہ رسول خداؐ نے اپنے نکاح میں بھی قبول فرما لیا۔ اس طرح میرا خواب پورا ہو گیا۔

56۔ حضرت ام حبیبہؓ جب حرم نبویؐ میں داخل ہوئیں تو انکی دلی تمنا اور ذاتی خواہش تھی کہ کاش ان کا باپ اور بھائی دائرہ اسلام میں داخل ہو کر دنیا اور آخرت کی سرخروئی حاصل کر لیں اور جنت کے حقدار ٹھہریں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ قرآن پاک کی یہ آیت رسول خداؐ کے ام حبیبہؓ سے نکاح کے وقت نازل ہوئی تھی جس کا ترجمہ " عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان جن سے تم اس کی رضا کی خاطر دشمنی رکھتے ہو محبت فرما دے اور اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا ہے اور غفور الرحیم ہے (سورت ممتحنہ آیت 7)۔ فتح مکہ کے موقع پر جب ان کے والد حضرت ابوسفیان، بھائی امیر معاویہ اور بعد ازاں دوسرے بھائی یزید نے اسلام قبول کر لیا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان برحق ہو گیا تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

57۔ حالات نے کچھ ایسا رخ بدلہ کہ مدینہ منورہ کے یہودی قبیلہ بنو نضیر اور مسلمانوں کے تعلقات کشیدہ سے کشیدہ تر ہوتے گئے۔ اس صورتحال میں ہادی

Marfat.com

کون ومکاں حضرت محمدؐ نے سوچا کہ قبیلہ بنونضیر جا کر وہاں کے سرکردہ افراد سے گفت وشنید کی جائے تاکہ حالات سدھر جائیں۔ اُدھر جب انکو اطلاع ملی کہ امام کائنات حضرت محمدؐ تشریف لا رہے ہیں تو انہوں نے رسالت مآبؐ کو شہید کرنیکا گھناؤنا، ناپاک اور گھٹیا منصوبہ بنایا۔ ان کی منصوبہ بندی یہ تھی کہ آنحضرتؐ کو باتوں میں مصروف کر کے مکان کی چھت سے ایک بھاری پتھر ان پر لڑھکا دیا جائے۔ یہ کام انہوں نے ایک شخص عمرو بن جحش کے ذمہ لگایا۔ آنحضرتؐ جیسے ہی قبیلہ بنونضیر کی بستی میں پہنچے تو انہوں نے آپؐ کو ایک مکان کی دیوار کے ساتھ بیٹھنے کو کہا اور مذاکرات شروع کر دیئے۔ اس سے پہلے کہ یہودی عمرو بن جحش کے ذریعے بھاری پتھر آپؐ پر پھینکتے، رب کائنات نے اپنے محبوبؐ کو وحی کے ذریعے یہودیوں کی تمام تر سازش سے آگاہ کر دیا۔ آپؐ اسی وقت وہاں سے اٹھے اور سیدھے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ یہودیوں کا ناپاک منصوبہ ناکام ہو چکا تھا۔ وہ ہاتھ ملتے رہ گئے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر سرور کائناتؐ یکدم وہاں سے واپس کیوں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے مدینہ منورہ پہنچتے ہی فوری طور پر قبیلہ بنونضیر کے سردار حی بن اخطب کو بلاوہ بھیجا۔ جب وہ دربار رسالتؐ میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اسے بتایا کہ یہودیوں کی گھناؤنی سازش کا انہیں بروقت علم ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ وہاں سے مدینہ منورہ واپس چلے آئے۔ یہودی سردار یہ سن کر ششدر رہ گیا۔ اس نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ آپکو یہودیوں کی سازش قتل کی اطلاع کس نے دی تھی۔ رہبر کائناتؐ نے فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع میرے رب نے

اپنے مقرب فرشتے حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے دی تھی۔ اس پر یہودی سردار نے کہا کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ واقعی ہم نے یہ منصوبہ بنایا تھا مگر آپؐ کے رب نے آپکو بچالیا۔

58۔ حضرت صفیہؓ کے سردار الانبیاء حضرت محمدؐ کی زوجیت میں آنے کے بعد ایک دفعہ آپؐ نے حضرت صفیہؓ کی آنکھ کے بالائی حصے پر چوٹ کا نشان دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ نشان کیسا ہے۔ ام المومنین حضرت صفیہؓ نے عرض کی یارسول اللہ ایک روز میں اپنے پہلے شوہر کی گود میں سر رکھے سو رہی تھی کہ میں نے خواب دیکھا کہ چاند میری گود میں آکر گر گیا ہے۔ میں نے یہ خواب اپنے شوہر کو سنایا تو وہ غصے میں آگیا اور ایک زوردار تھپڑ میرے منہ پر دے مارا اور کہا کہ تو یثرب کے بادشاہ کی تمنا کرتی ہے۔ اس کا اشارہ سرور کائناتؐ کی طرف تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب ہادی کون ومکاں حضرت محمدؐ خیبر تشریف لے گئے اور حضرت صفیہؓ ابھی اپنے پہلے شوہر کے گھر تھیں تو اس نے خواب میں دیکھا کہ سورج اس کے سینے پر آگرا ہے۔ اس نے یہ خواب اپنے خاوند کو سنایا تو اس نے جھڑک کر کہا "خدا کی قسم تو اس بادشاہ کی آرزومند ہے جو یہاں آیا ہے۔" حضرت صفیہؓ کے یہ دونوں خواب حضرت محمد مصطفیٰؐ کی زوجیت میں آنے کے بعد پورے ہو گئے۔ وہ سرکار دو عالمؐ سے از حد محبت اور عقیدت رکھتی تھیں۔ وہ اپنی جان تک حضورؐ پر قربان کرنے کیلئے تیار رہتی تھیں۔ چنانچہ نبی کریمؐ کی جب طبیعت مبارکہ ناساز ہوئی تو حضرت صفیہؓ نے نہایت حسرت سے کہا کہ کاش آپؐ کی بیماری مجھے لگ جائے۔

Marfat.com

حضرت صفیہؓ کے اس جملے پر تمام ازواج مطہراتؓ نے اس کی طرف ایک مخصوص انداز میں دیکھا تو ختم المرسلینؐ نے فرمایا کہ بخدا صفیہؓ سچ کہہ رہی ہیں۔ اس کا اظہار عقیدت زبانی نہیں بلکہ سچے دل سے وہ یہی چاہتی ہیں۔

59۔ حضرت میمونہؓ بنت حارث کے پہلے شوہر نے آپ کو طلاق دے دی تھی اور دوسرے شوہر کا انتقال ہو گیا تھا۔ اسلئے انہوں نے اپنے بہنوئی حضرت عباسؓ جو آنحضرتؐ کے چچا تھے، کے پاس رہنے کا فیصلہ کیا۔ صلح حدیبیہ کے اگلے سال جب سرور کائناتؐ عمرۃ القضاء کیلئے اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مکہ معظّمہ تشریف لائے، تو مسلمانوں کے جذبات، احساسات، جوش ایمانی اور دولت ایقانی کو دیکھنے والوں میں، جہاں دوست دشمن سب جمع تھے وہاں ایک ایسی خاتون بھی تھی جس کی نگاہیں رحمت مجسمؐ کی متلاشی تھی۔ یہ حضرت میمونہؓ تھیں۔ آپ ایک اونٹ پر سوار تھیں۔ جب ان کی نگاہ چہرہ نبوت پر پڑی تو بے ساختہ پکار اُٹھیں "میرا اونٹ اور اس کا سوار سب اللہ اور اس کے رسولؐ کیلئے وقف ہے " آپؐ نے اپنی بہن کے ذریعے حضرت عباسؓ سے کہا کہ وہ اپنے آپ کو حضور اکرمؐ کیلئے ہبہ کرنا چاہتی ہیں۔ تو انہوں نے حضورؐ سے بات کرنے کا وعدہ فرمایا۔ آخر ایک دن حضرت عباسؓ نے رحمت دو عالمؐ سے عرض کی کہ آپ حضرت میمونہ کو اپنی زوجیت میں قبول کر لیں کیونکہ وہ چاہتی ہے کہ اس کے قبیلہ کی بھی رسول خداؐ کے ساتھ وہ نسبت قائم ہو جائے جو اس سے پہلے قبائل بنو تیم، بنو عدی، بنو امیہ، بنو مخزوم، بنو اسد اور بنو مصطلق کو حاصل ہو چکی ہے اور وہ اپنے آپ کو آپؐ کیلئے ہبہ کرنا چاہتی ہے۔

Marfat.com

حضورؐ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کی اس تجویز کو پسند فرمایا اور نکاح کیلئے آمادہ ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے حضرت میمونہؓ کے ہبہ کرنے پر چہ میگوئیاں کرنی شروع کر دیں تو رب رحمٰن ورحیم نے حکم نازل فرمایا" کوئی مومن عورت اگر ہبہ کرے اپنے نفس کو نبیؐ کیلئے اور اگر نبی بھی چاہے تو اس سے نکاح کرنا حلال ہے۔ یہ رعایت خالصتاً نبی کے لئے ہے دوسرے مومنوں کے لئے نہیں (سورت احزاب آیت 50)۔ سرور کائناتؐ نے جس شہر کو مشرکین اور دشمنان اسلام کی زیادتیوں اور ظلم وستم کی وجہ سے سات سال قبل خفیہ طور پر چھوڑ دیا تھا۔ اب اسی شہر مکہ مکرمہ کی ایک ایسی معزز اور بارسوخ ہستی سے باحکم رب عظیم شادی کر رہے تھے جس کا تعلق مکہ مکرمہ کے تمام اہل ثروت، معزز اور بااثر ورسوخ لوگوں سے تھا۔ آخر نبی رحمت حضرت محمد مصطفےٰؐ کے حکم کے مطابق مکہ مکرمہ سے دس میل دور سرف کے مقام پر شادی کا اہتمام کیا گیا۔ حضورؐ نے عمرۃ القضا سے فارغ ہو کر اور احرام اتار کر حضرت میمونہؓ سے اسی مقام پر نکاح کیا۔ حضرت میمونہؓ کی شادی سے جہاں تبلیغ اسلام میں اضافہ ہوا وہاں مخالفین کے ساتھ پرانی عداوتیں اور رنجشیں بھی دم توڑ گئیں۔ اب وہ حضور اکرمؐ کو اپنا رشتہ دار ہونے کے ناطے مخالف نہیں سمجھتے تھے۔ چونکہ حضرت میمونہؓ کی آٹھ بہنیں تھیں جو کہ مکہ مکرمہ کے آٹھ ممتاز خاندانوں میں بیاہی ہوئی تھیں۔ اس نسبت سے وہ آٹھ خاندان سرور کائنات کے رشتہ دار بن گئے تھے۔ آہستہ آہستہ ان لوگوں نے حضور اکرمؐ کی مخالفت چھوڑ دی اور ان کی دشمنی کا زور ٹوٹ گیا بلکہ وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ یہ شادی رب کائنات کے

Marfat.com

حکم پر سرف کے مقام پر ہوئی تھی۔ اسی مقام پر حضرت میمونہؓ نے انتقال فرمایا اور یہیں دفن ہوئیں۔

60۔ جب شافع محشر حضرت محمد مصطفیٰؐ کے دو بیٹے حضرت قاسمؓ اور حضرت عبداللہؓ لڑکپن ہی میں انتقال کر گئے تو مخالفین نے آپ کو ابتر کہنا شروع کر دیا۔ یعنی آپؐ کا کوئی بیٹا نہیں ہے جو آپؐ کا قائم مقام بنے۔ اس طرح محمدؐ کی نسل آگے نہیں چل سکے گی اور یہ کہ آپؐ کے بعد آپؐ کا نام (نعوذ باللہ) مٹ جائے گا۔ یہ دشمنان اسلام کی محض خام خیالی تھی۔ اس موقع پر رب رحمٰن و رحیم کا جلال جوش میں آیا اور سورت کوثر نازل کر کے اپنے محبوبؐ کو نہ صرف تسلی دی بلکہ آپؐ کے مخالفین کے ابتر ہونے کی پیشگوئی بھی فرمائی۔ ارشاد ربانی ہوا "اے نبی ہم نے تمہیں کوثر عطا کی۔ پس تم اپنے رب ہی کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ بے شک تمہارا دشمن ہی ابتر ہے" پھر چشم فلک نے دیکھا اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ محبوب رب العالمینؐ کا نام رہتی دنیا تک زندہ و پائندہ ہے جبکہ دشمنان اسلام یوں ذلیل و خوار ہو کر مرے کہ ان کا نام و نشان تک مٹ چکا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر نے اپنے محبوبؐ کو بیٹیوں جیسی نعمت سے نوازا اور بیٹیاں بھی ایسی کہ جن کا ذکر قرآن پاک میں بھی فرمایا جو رہتی دنیا تک مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ رہیگا اور زبانوں پر ورد کی صورت میں جاری و ساری رہے گا۔ فرمان الٰہی اس طرح ہے " اے نبیؐ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ باہر نکلیں تو اپنے چہروں پر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تا کہ پہچان لی جائیں اور ستائی نہ

Marfat.com

جائیں۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے (سورت احزاب آیت 59)"

61۔ ہادی کون و مکاںؐ کی لخت جگر حضرت زینبؓ آٹھ ہجری میں مدینہ منورہ میں اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔ ان کے غسل کا انتظام حضورؐ نے اپنی نگرانی میں کیا۔ آپؐ کے فرمان کے مطابق حضرت زینبؓ کو بیری کے پتوں کے ابلے ہوئے پانی کے ساتھ غسل دیا گیا اور کافور لگایا گیا۔ بعد ازاں آنحضرتؐ نے اپنے جسم مبارک سے اپنا تہہ بند اتار کر فرمایا کہ اسے کفن کے اندر داخل کر دو۔ حضورؐ نے اپنی پیاری بیٹی کی خود نماز جنازہ پڑھائی۔ دفنانے سے پہلے آپؐ خود قبر کے اندر تشریف لے گئے اور خدائے بزرگ و برتر سے دعا کی" کہ اے اللہ زینبؓ کیلئے قبر کی حالت کو آسان فرمادے"۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمدؐ کی دعا قبول فرمائی اور قبر کو تمام آسائشوں سے بھر دیا۔ اس کی تصدیق خود حضور اکرمؐ نے بعد میں فرمائی۔

62۔ ایک روایت کے مطابق سردار دو جہاں حضرت محمدؐ نے حضرت فاطمہؓ کی رضا مندی سے ان کا رشتہ حضرت علیؓ سے طے کیا اور پھر اپنے تمام صحابہ کرام کو بلوایا۔ جب کافی تعداد میں صحابہ عظامؓ تشریف لے آئے تو آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار! مجھے رب کائنات نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ بنت محمدؐ کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دوں۔ میں تمہارے سامنے اس حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ اس سے پہلے آنحضرتؐ پر وحی کے نزول کی کیفیت طاری ہوئی۔ جب وہ کیفیت ختم ہوئی تو رہبر کائنات نے بتایا کہ جبرائیلؑ خدائے بزرگ و برتر سے حضرت فاطمہؓ کا نکاح

Marifat.com

حضرت علی مرتضیٰؓ سے کرنے کا پیغام لائے تھے۔اس کے بعد آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق حضرت علیؓ نے اپنے نکاح کا خطبہ خود پڑھا۔ بعد ازاں ختم الانبیاء حضرت محمدؐ نے یہ خطبہ نکاح پڑھا۔"اس رب کائنات کا شکر ہے جو اپنی نعمتوں اور نوازشوں کے باعث تعریف وتوصیف کا حقدار ہے۔وہ رب عظیم اپنی قدرتوں کی وجہ سے عبادت و پرستش کے لائق ہے۔اس کا اقتدار ہر جگہ اور ہر مقام پر قائم ودائم ہے وہ چاہے زمین ہو یا آسمان۔اس نے اپنے احکام وقدرت سے مخلوق بنائی اور انہیں اپنے دین کے ذریعے عزت و وقار بخشا اور اپنے نبیؐ کے ذریعے عظمت و رفعت عطا کی۔ بے شک رب رحمٰن ورحیم نے شادی کو بہتر عمل قرار دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہر کام کو اپنی قضاء وقدر کے تحت کر دیا ہے اور قضاء وقدر کا ایک وقت مقرر ہے۔ ہر کام اپنے وقت پر ہی پورا ہوتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ سے نکاح کر دوں۔پس تم سب گواہ رہو اس بات پر کہ میں نے حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے نکاح میں دے دیا "۔ایک اور موقع پر رحمت دو عالمؐ نے دعا فرمائی "یا الٰہی! حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ دونوں مجھے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہیں۔تو بھی ان کو عزیز رکھ۔ان کی نسل میں برکت عطا کر اور ان کو اپنی حفاظت کے دامن میں لے لے"۔

63۔ایک دفعہ مدینہ منورہ کی ایک نیک دل خاتون نے حضرت فاطمہؓ کے پاس دو روٹیاں اور بھنے ہوئے گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ حضرت فاطمہؓ نے اس کھانے کو ایک بڑے برتن میں رکھ کر کپڑے سے ڈھانپ دیا اور رحمت دو عالمؐ کو پیغام بھیجا

Marfat.com

کہ آج ازراہ لطف وکرم آپؐ میرے ہاں تشریف لائیں اور ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیں اس سے ہمیں ازحد خوشی ہوگی۔ حضور اکرمؐ جب تشریف فرما ہوئے تو حضرت فاطمہؓ نے کھانے والا برتن آپؐ کے سامنے رکھا اور جب کپڑا اٹھایا تو وہ حیران رہ گئیں کہ برتن روٹیوں اور بھنے ہوئے گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ سرور کائنات نے اس قدر وافر مقدار میں کھانا دیکھا تو فرمایا کہ بیٹی اتنی مقدار میں کھانا کہاں سے آیا۔ حضرت فاطمہؓ نے انتہائی حکیمانہ اور دانش مندانہ جواب دیا کہ میرے پیارے ابا جان یہ رب خالق ورازق کی طرف سے ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔ حضورؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری بیٹی کو حضرت مریم جیسا جواب دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ وہ بھی رزق کے بارے میں پوچھنے والوں کو یہی جواب دیتی تھیں۔ بعد ازاں ہادی کون ومکاں حضرت محمدؐ، حضرت علی ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور فاطمۃ الزہرہؓ نے خوب سیر ہوکر کھانا کھایا اور ازواج مطہرات کو بھی بھیجا۔ انہوں نے بھی سیر ہوکر کھانا تناول فرمایا۔ اس کے باوجود کھانا بچ گیا تو حضرت فاطمہؓ نے وہ پڑوسیوں میں تقسیم فرما دیا۔ یہ سب رب ذوالجلال کا کرم تھا جو بڑا برکت والا اور رحمت والا ہے۔

64۔ تاریخ الخمیس میں ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس کی روایت کے مطابق حضرت فاطمہؓ کے ہاں جب پہلا فرزند پیدا ہوا تو آنحضرتؐ تشریف لائے اور فرمایا کہ اے اسماء میرا بیٹا میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ بچے کو حضورؐ کی خدمت اقدس میں لے گئیں۔ آپؐ نے بچے کو اپنی گود میں لے کر اس کے دائیں کان میں

Marfat.com

اذان اور بائیں کان میں تکبیر فرمائی۔ اس وقت حضرت جبرائیلؑ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہؐ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت علیؓ کا تعلق آپؐ سے ایسے ہے جیسے حضرت ہارونؑ کا تعلق حضرت موسےٰؑ سے تھا۔ لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس لئے آپؐ اس بچے کا نام وہ رکھیں جو ہارونؑ کے بیٹے کا تھا۔ آنحضرتؐ نے پوچھا کہ اے جبرائیل حضرت ہارونؑ کے بیٹے کا کیا نام تھا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہؐ اس کا نام شبر تھا۔ آپؐ نے فرمایا لیکن میری زبان تو عربی ہے۔ حضرت جبرائیلؑ نے عرض کی تو پھر آپؐ اس کا نام حسنؓ رکھئے۔ چنانچہ سرور دو عالمؐ نے حضرت فاطمہؓ کے پہلے بیٹے کا نام حسنؓ رکھا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت حسنؓ کی ولادت سے پہلے حضرت عباسؓ کی زوجہ محترمہ حضرت ام الفضل آنحضورؐ کی خدمت اقدس میں آئیں اور عرض کی یارسول اللہؐ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر کیا ہوگی۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ خواب کی تعبیر یہ ہے کہ فاطمہؓ کو رب کائنات بیٹے کی نعمت عطا فرمائے گا اور تم اس کو اپنے بیٹے کے ساتھ دودھ پلاؤ گی۔ بعدازاں رب کائنات نے حضرت فاطمہؓ کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا تو رحمتِ دو عالمؐ نے اس کا نام حسینؓ رکھا۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جس نے حسنؓ اور حسینؓ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا۔ ایک دفعہ شافع محشرؐ نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ میرے بیٹے ہیں۔ میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان کو محبوب

Marfat.com

بنا اور جوان سے محبت کرے تو بھی ان سے محبت کر۔

65۔ حضرت فاطمہؓ سے مروی ہے کہ جب سرور کائنات کی علالت بڑھ گئی تو ایک روز جب آپ کی تمام ازواج مطہرات بھی موجود تھیں تو آپؐ نے ان کے کان میں سرگوشی کی تو وہ زار وقطار رونے لگیں۔ اس پر آقائے دو جہاںؐ نے دوبارہ سرگوشی فرمائی تو ان کے چہرے مبارک پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ رسول خداؐ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ نے بتلایا کہ پہلی بار جب سرور کائناتؐ نے میرے کان میں سرگوشی کی تو فرمایا اے فاطمہ جبرائیلؑ اس سے پہلے ہر سال میرے ساتھ ایک بار قرآن کریم کا دورہ کرتے تھے۔ اس سال اس نے دو مرتبہ میرے ساتھ قرآن کریم کا دورہ کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب میرے وصال کی گھڑی قریب آ گئی ہے۔ اے میری لخت جگر نور نظر اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہنا اور ہر مصیبت پر صبر کرنا۔ میں تمہارے لئے بہترین پیش رو ہوں۔ تم میرے تمام اہل بیت سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ فراق جدائی کی یہ خبر سن کر میں رونے لگی۔ دوبارہ سرکار دو عالمؐ نے میرے کان میں سرگوشی کی تو فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو تمام اہل ایمان کی خواتین کی سردار بنا دی جائے۔ یہ خوشخبری سن کر میں ہنس پڑی۔ سرکار رحمتؐ کے فرمان کے مطابق حضرت فاطمہؓ صرف چھ ماہ بعد اس دار فانی سے کوچ کر گئیں اور ہادی کون و مکاںؐ سے جا ملیں۔

66۔ حضرت زید بن حارثہؓ کو آزاد کرنے کے بعد رسول اکرمؐ نے انہیں اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ اس لئے قریش مکہ ان کو زید بن محمدؐ کے نام سے پکارنے لگے۔ حضرت

زیدؓ ان چار خوش نصیب ہستیوں میں بھی شامل تھے جن کو سب سے پہلے اسلام لانے کا شرف حاصل ہوا۔ مکی زندگی ہی کا واقعہ ہے کہ ایک دن رسول خداؐ نے اپنی آیا اور خادمہ ام ایمنؓ کے متعلق فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی جنتی عورت سے شادی کرنا چاہے تو وہ ام ایمنؓ سے کر لے۔ حضرت زیدؓ نے عمروں میں بہت زیادہ فرق ہونے کے باوجود فوراً ام ایمنؓ سے شادی کا فیصلہ کر لیا اور اپنی خواہش کا اظہار رسول اکرمؐ سے کر دیا۔ آپؐ نے اس نیک کام میں دیر نہ کی اور یہ شادی بخیر و خوبی انجام پائی۔ ہجرت کے بعد رسول خداؐ نے حضرت زیدؓ کو علیحدہ گھر لے کر دیا تا کہ لوگ انہیں ایک آزاد اور خود مختار شخص کی حیثیت سے پہچانیں۔ ان کی حیثیت کو مزید مئوکد کرنے کیلئے حضورؐ نے ایک اور قدم اٹھایا۔ یہ قدم حضرت زید کے عزت و شرف کو بڑھانے کیلئے اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا تھا یعنی ان کی شادی حضور اکرمؐ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کر دی۔ یہ شادی اس معاشرے کو اسلامی اقدار سکھانے کی ایک اہم کڑی تھی۔ لوگ حیرت سے اس پر گفتگو کرتے کہ قریشی عورت کو ایک آزاد کردہ غلام کے ساتھ بیاہ دیا۔ مدینہ منورہ میں اس واقعے کی بازگشت ایک عرصہ تک سنی جاتی رہی۔ حضرت زیدؓ اور حضرت زینبؓ کے مزاج میں بہت فرق تھا۔ پھر خاندانی شرف کا تفاوت بہت تھا یعنی ایک کا تعلق قریش جیسے باوقار خاندان سے تھا جبکہ دوسرا آزاد کردہ غلام تھا۔ آخر کار حضرت زیدؓ نے حضرت زینبؓ کو طلاق دے دی۔ اس واقعہ کا رسول خداؐ کو بہت صدمہ ہوا اور اس کا حل آپؐ کی نظر میں صرف یہ تھا کہ آپؐ خود حضرت زینبؓ سے شادی کر لیں لیکن اس

Marfat.com

میں متعدد قباحتیں تھیں۔ ایک یہ کہ حضرت زینبؓ اس وقت رسول اکرمؐ کے منہ بولے بیٹے کی سابقہ بیوی ہونے کے ناطے سے عربوں کے خودساختہ تصور کے مطابق آپؐ کیلئے جائز نہیں تھی۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ بیویوں کی زیادہ سے زیادہ حد چار متعین کر دی گئی تھی اور نبی اکرمؐ کے ہاں پہلے ہی چار بیویاں موجود تھیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپؐ کی یہ مشکلات بذریعہ نزول وحی حل کر دیں جو کہ اسطرح ہیں۔ "پس جب زید نے اس سے اپنا رشتہ توڑ لیا تو ہم نے اس کو آپؐ سے بیاہ دیا تاکہ آپؐ مومنوں کیلئے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملے میں جبکہ وہ ان سے اپنا تعلق کاٹ لیں، کوئی تنگی باقی نہ رہے" (سورت احزاب آیت 37)۔ اس واقعہ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی نازل ہوا "مومنو! لے پالکوں کو ان کے باپ کی نسبت سے پکارو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ قرین قیاس ہے اور محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسولؐ ہیں اور انبیاء کیلئے خاتم ہیں (سورت احزاب آیت 5 اور 40)"۔ اللہ تعالیٰ کے ان واضح احکامات کے بعد رسول خداؐ نے حضرت زینبؓ سے نکاح کر لیا اور حضرت زیدؓ کو زید بن محمدؐ کے بجائے زید بن حارثہؓ کہا جانے لگا۔

67۔ خیبر کے یہودیوں نے 25 ہزار کی فوج کا انتظام کر کے مدینہ منورہ پر حملہ کا فیصلہ کیا تاکہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ رسول خداؐ کو جب یہودیوں کے ناپاک ارادوں کا پتہ چلا تو آپؐ نے فوری طور پر جہاد کی تیاری کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ چودہ سو مجاہدین اور دو سو سواروں پر مشتمل اسلامی لشکر نے خیبر کی

طرف کوچ کیا تا کہ دشمن کو ان کے گھروں میں ہی ہلاک و برباد کر دیا جائے۔ رسول خداؐ نے اسلامی لشکر کو ہدایت کی کہ خیبر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں "اے اللہ ہم تجھ سے اس بستی کی، بستی والوں کی اور جو کچھ اس میں ہے اسکی بھلائی چاہتے ہیں۔ بستی کی برائیوں، بستی والوں کی برائیوں اور جو کچھ اس میں ہے اس کی برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ رسول خداؐ نے خود بھی دعا فرمائی اور حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ خیبر عبرانی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب قلعہ بھی ہے۔ خیبر کی پوری بستی قلعوں کی شکل میں تھی جن کی کل تعداد چودہ تھی۔ یہ قلعے اس طرح بنائے گئے تھے کہ بیرونی حملے کی صورت میں دفاعی ضرورتوں کو بھی پورا کرتے تھے۔ ہر قلعہ کا ایک سردار تھا جو بوقت جنگ دوسرے قلعہ کے سردار کو کمک بھی پہنچا سکتا تھا۔ ہر قلعہ میں ضرورت کا ہر قسم کا سامان موجود تھا۔ حفاظت کیلئے دس ہزار جنگجو سپاہی تیار رہتے تھے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو یہودی دن بھر قلعوں سے تیر اور پتھر برساتے رہے۔ مجاہدین انہی تیروں اور پتھروں کو اٹھا کر ان پر پھینکتے رہے۔ چنانچہ سرور دو عالمؐ نے جنوب کی بجائے شمال کی طرف سے حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ جنگی نقطہ نگاہ سے بہت بڑا اور اہم حکم تھا۔ اس طرح خیبر کے یہودیوں کو ان کے حلیفوں کی طرف سے مدد نہ مل سکی اور ان کا رابطہ کٹ گیا۔ بہت سے قلعے فتح ہو چکے تھے مگر قلعہ قموص اسلامی لشکر کیلئے دردسر بنا ہوا تھا۔ اس کا محاصرہ جاری تھا مگر فتح کے آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ جب محاصرہ کافی طویل ہو گیا تو ہادی کون و مکاںؐ نے فرمایا" کل صبح میں جھنڈا اس شخص کو دونگا جو اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

بھی اسے دوست رکھتا ہے۔ انشاء اللہ اس کے ہاتھ سے کل قلعہ قموص فتح ہو جائے گا"۔ اگلے دن آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا۔ ان کی آنکھوں میں درد تھا۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آنکھیں دکھ ہی نہیں رہی تھیں۔ پھر آپؐ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا اور قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح رسول خداؐ کی دعا سے اسلامی لشکر نے قلعہ پر دھاوا بول دیا اور دروازہ توڑ کر اس میں داخل ہو گئے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ حضورؐ نے فرمایا۔ "اے علیؓ میں تجھ سے راضی ہوں"

68۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ دستر خوان بچھایا گیا اور بڑے سلیقے سے اس پر کھانا چنا گیا۔ پھر رسول خداؐ اور دوسرے صحابہ کرام تشریف فرما ہوئے اور خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ بعد ازاں اس نے وہ دستر خوان ایک تندور میں ڈال دیا۔ صحابہ کرامؓ بہت پریشان ہوئے اور امید کرنے لگے کہ آگ خوب بھڑک اٹھے گی لیکن تندور میں آگ اپنی اصلی حالت میں ہی جلتی رہی اور کوئی حیران کن بات عمل میں نہ آئی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے آرام سے دستر خوان تندور سے باہر نکالا۔ وہ بالکل اپنی اصلی حالت میں تھا بلکہ صاف شفاف ہو گیا تھا۔ صحابہ کرامؓ کے پوچھنے پر حضرت انسؓ نے کہا کہ جس دستر خوان پر سرکار دو عالمؐ نے کھانا کھایا ہو اور اس پر آپؐ کے ہاتھ مبارک لگے ہوں اس کو آگ کیسے جلا سکتی ہے۔

69۔ ایک دن ہادی کون و مکاںؐ اپنے لاڈلے نواسے حضرت حسنؓ کو اپنے ساتھ منبر پر بٹھائے ہوئے تھے اور انتہائی محبت و شفقت کی نگاہوں سے اسے پیار کر رہے

Marfat.com

تھے اور خوش ہو رہے تھے۔ آپؐ ایک بار حضرت حسنؓ کی طرف دیکھتے تو دوسری بار لوگوں کی طرف دیکھتے تھے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ بے شک میرا یہ بیٹا سید ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بدولت مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ چنانچہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد آپؓ نے خلافت کا قلم دان سنبھالا تو گورنر شام حضرت امیر معاویہؓ نے انکی خلافت کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حقیقتاً حضرت علیؓ کی شہادت نے سوئے ہوئے فتنوں کو بیدار کر دیا تھا اور ساری مملکت میں سازشوں کی کھچڑی پکنے لگی تھی۔ خود کوفہ میں مختلف لوگ کھلم کھلا برسر عناد آمادہ فساد نظر آنے لگے تھے۔ حضرت حسنؓ کی دوررس نگاہیں سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ آپؓ کو صاف نظر آرہا تھا کہ آپؓ کے مخالفین جنگ پر آمادہ ہیں اور حیلے بہانے ڈھونڈ رہے ہیں۔ جبکہ آپؓ کے ساتھیوں کو بھی اقتدار اور دولت کا لالچ دیکر توڑا جا رہا تھا۔ آپؓ جنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے لیکن آپؓ کے پیش نظر یہ بھی تھا کہ ایسی کوئی صورت نکل آئے کہ عزت پر بھی حرف نہ آئے اور جنگ وجدل بھی نہ ہو۔ آخر خلافت سنبھالنے کے 6 ماہ بعد ایک دن کوفہ کی جامع مسجد میں مجمع عام میں تقریر کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا "لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے اگلوں کے ذریعے سے تمہیں ہدایت دی اور پچھلوں کے توسط سے تمہاری خونریزی بند کرائی۔ دانائیوں میں بہترین دانائی تقویٰ ہے اور یہ امر خلافت جو ہمارے اور امیر معاویہؓ کے درمیان متنازعہ ہے یا تو وہ اس کے مجھ سے زیادہ حقدار ہیں یا یہ میرا حق ہے جس سے میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی وامت محمدیہ کی اصلاح اور لوگوں کو خونریزی سے

بچانیکی خاطر دستبردار ہوتا ہوں" اس کے بعد حضرت حسنؓ اپنے اہل وعیال کولیکر مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور امیر معاویہ کیلئے خلافت سنبھالنے کی راہ ہموار کردی۔اس طرح شافع محشر وساقی کوثر حضرت محمدؐ کی پیشین گوئی پوری ہوگئی۔

70۔ایک مرتبہ رسول اللہؐ کے پاس ایک اعرابی حاضر ہوا۔اس نے اپنی بغل کے نیچے کوئی چیز چھپا رکھی تھی۔اس نے آپؐ سے کہا کہ اگر آپؐ یہ بتادیں کہ میری بغل میں کیا ہے تو میں مسلمان ہوجاؤں گا۔اس نے اپنی بغل میں گوہ کو چھپایا ہوا تھا۔ رسول خداؐ نے گوہ کو حکم دیا کہ فوری نیچے آؤ۔فرمان رسولؐ سننا تھا کہ گوہ فوراً آپؐ کے قدموں میں آگری اور سجدہ ریز ہوگئی۔اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر فوراً مسلمان ہوگیا۔

71۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کی قسم میں بھوک کی وجہ سے اپنے جگر کو زمین سے چپٹا دیتا تھا اور پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا۔ایک دن راستے میں بیٹھ گیا۔حضورؐ کا وہاں سے گزر ہوا۔آپؐ نے میرے چہرے کا حال دیکھ کر میرے دل کی بات پہچان لی اور فرمایا اے! ابو ہریرہؓ میں نے کہا لبیک یارسولؐ۔آپؐ نے فرمایا میرے ساتھ آؤ۔میں ساتھ ہولیا اور حضورؐ گھر تشریف لے گئے۔میں نے گھر کے اندر آنے کی اجازت چاہی۔آپؐ نے اجازت فرمائی۔میں نے گھر میں دودھ کا ایک پیالہ رکھا ہوا پایا۔آپؐ نے گھر والوں سے پوچھا یہ دودھ تمہارے پاس کہاں سے آیا۔انہوں نے بتلایا کہ فلاں نے یا فلاں کے گھر والوں نے ہمیں ہدیہ میں بھیجا ہے۔آپؐ نے فرمایا اے! ابو ہریرہ۔میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہؐ ۔آپؐ نے فرمایا جاؤ اہل صفہ کو میرے پاس بلالاؤ۔اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے

Marfat.com

جن کا نہ کوئی گھر تھا اور نہ ان کے پاس مال تھا۔ جب حضورؐ کی خدمت میں کہیں سے ہدیہ آتا تو آپؐ خود بھی استعمال فرماتے اور اہل صفہ کو بھی دیتے اور جب آپؐ کے پاس صدقہ آتا تو خود استعمال نہ فرماتے بلکہ سارے کا سارا اہل صفہ کے پاس بھیج دیتے۔ رسول اللہؐ کے حکم پر اہل صفہ کو بلانے سے مجھے بڑی پریشانی ہوئی کیونکہ مجھے اُمید تھی کہ اس دودھ میں سے مُجھے اتنا مل جائے گا کہ جس سے باقی ایک دن رات آسانی سے گزر جائیں گے اور پھر میں ہی قاصد بن کر جا رہا ہوں۔ جب وہ لوگ آئیں گے تو میں ہی ان کو دودھ پینے کو دونگا۔ تو میرے لئے دودھ نہیں بچے گا۔ لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم مانے بغیر چارہ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں گیا اور ان کو بلا لایا۔ وہ آ کر اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ اے! ابو ہریرہؓ دودھ کا پیالہ ان کو دینا شروع کرو۔ میں نے پیالہ لے کر ان کو دینا شروع کیا۔ ہر آدمی پیالا لیتا اور اتنا دودھ پیتا کہ سیراب ہو جاتا اور پھر مجھے پیالہ واپس کر دیتا۔ حتیٰ کہ میں نے سب کو دودھ پلا دیا اور وہ پیالہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپؐ نے پیالہ اپنے دست مبارک میں لیا اور ابھی اس میں کافی دودھ تھا۔ آپؐ نے سر اٹھایا اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے! ابو ہریرہ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ آپؐ نے کہا لو اب تم بیٹھ جاؤ اور پیو۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا اور خوب دودھ پیا۔ آپؐ نے فرمایا اور پیو میں نے اور پیا۔ آپؐ مجھ سے بار بار فرماتے رہے کہ اور پیو اور میں پیتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے کہا قسم ہے اس

Marfat.com

ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔اب میں اپنے آپ میں اس دودھ کے لئے کوئی راستہ نہیں پاتا یعنی مزید دودھ پینے کی گنجائش نہیں ہے۔آپؐ نے فرمایا اچھا پیالہ مجھے دے دو۔میں نے آپ کو وہ پیالہ دے دیا۔آپؐ نے بچا ہوا دودھ نوش فرمالیا۔

72۔ام المومنین حضرت اُم سلمہؓ کی خدمت میں کسی شخص نے گوشت کا ایک ٹکڑا (پکا ہوا) ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔چونکہ حضورؐ کو گوشت کا بہت شوق تھا اس لئے حضرت ام سلمہؓ نے خادمہ سے فرمایا کہ اس کو اندر رکھ دے۔شاید کسی وقت حضور اقدسؐ تناول فرمالیں۔خادمہ نے اس کو اندر طاق میں رکھ دیا۔اس کے بعد ایک سائل آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر سوال کیا کہ کچھ اللہ کے واسطے دے دو اللہ جل شانہ تمہارے یہاں برکت فرمائے۔گھر میں سے جواب ملا کہ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔یہ اشارہ تھا کہ کوئی چیز دینے کے لئے موجود نہیں ہے۔وہ سائل چلا گیا۔اتنے میں حضور تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ ام سلمہ میں کچھ کھانا چاہتا ہوں۔کوئی چیز تمہارے یہاں ہے۔حضرت ام سلمہؓ نے خادمہ سے فرمایا کہ جاؤ وہ گوشت کا ٹکڑا لاؤ اور حضور اقدسؐ کی خدمت میں پیش کرو۔وہ اندر گئیں اور دیکھا کہ طاق میں گوشت تو ہے ہی نہیں البتہ سفید پتھر کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا ہے۔حضورؐ کو واقعہ معلوم ہوا تو فرمایا تم نے وہ گوشت چونکہ سائل کو نہ دیا اس لئے وہ پتھر بن گیا۔اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے گھر والوں کی تربیت کی۔

73۔حضرت مقداد بن اسودؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے دو ساتھی اس

Marfat.com

حال میں تھے کہ بھوک اور فقر و فاقہ کی وجہ سے ہمارے سننے اور دیکھنے کی طاقت ختم ہونے والی تھی۔ اتنے میں ہمیں حضورؐ مل گئے اور وہ ہمیں اپنے گھر لے آئے۔ آپؐ کے گھر والوں کی صرف تین بکریاں تھیں جن کا دودھ نکالا کرتے اور تقسیم کیا کرتے تھے۔ ہم لوگ حضورؐ کا حصہ نکال کر رکھ دیا کرتے تھے۔ ایک دن میں شیطان کے بہکاوے میں آ گیا اور حضورؐ کا حصہ بھی پی گیا۔ پھر شیطان مجھے شرمندہ کرنے لگا کہ جب حضورؐ آئیں گے اور اپنا دودھ نہ پائیں گے تو تمہارے لئے بددعا کریں گے اور تو برباد ہو جائے گا۔ میرے دونوں ساتھی اپنے حصے کا دودھ پی کر سو گئے اور مجھے نیند نہ آئی۔ میں نے چادر اوڑھ لی۔ حضورؐ اپنے معمول کے مطابق تشریف لائے اور کچھ دیر آپؐ نے نماز پڑھی اور پھر اپنے دودھ پینے کے برتن پر نظر ڈالی۔ جب آپ کو اس میں کچھ نظر نہ آیا تو آپؐ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے۔ میں نے دل میں کہا کہ اب حضورؐ میرے لئے بددعا کریں گے اور میں برباد ہو جاؤنگا۔ لیکن حضورؐ نے یہ دعا فرمائی "اے اللہ جو مجھے کھلائے تو اسے کھلا اور جو مجھے پلائے تو اسے پلا"۔ یہ سنتے ہی میں نے چھری اٹھائی، چادر لی اور بکریوں کی طرف چلا اور ان کو ٹٹولنے لگا کہ ان میں سے کونسی موٹی ہے تا کہ اسے حضورؐ کیلئے ذبح کر دوں۔ لیکن میں یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ تمام بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے حالانکہ تھوڑی دیر پہلے ان کا دودھ نکالا گیا تھا۔ حضورؐ کے گھر والے جس برتن میں دودھ نکالنا پسند کرتے تھے میں نے وہ برتن لیا اور اتنا دودھ نکالا کہ اس کے اوپر جھاگ آ گئی۔ پھر میں نے حضور اقدسؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؐ نے اسے نوش فرمایا اور پھر مجھے

دیا۔ میں نے پیا اور پھر آپ کو پیش کیا۔ آپ ؐ نے اس میں سے پھر نوش فرمایا اور مجھے دے دیا۔ میں نے اس سے دوبارہ پیا اور پھر ہنسنے لگا اور ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا اے مقدادؓ یہ تیری حرکتوں میں سے ایک حرکت ہے۔ پھر میں نے جو کچھ کیا تھا وہ آپ کو سنانے لگا۔ آپ ؐ نے سن کر فرمایا کہ خلاف معمول اس وقت بکریوں سے دودھ مل جانا صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی ہے۔ اگر تم اپنے دوسرے دونوں ساتھیوں کو بھی اُٹھا لیتے تو وہ بھی اس دودھ میں سے پی لیتے۔

74۔ اُدھر میدان موتہ میں رومی لشکر اور مجاہدین اسلام میں گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی اور اِدھر رسول خدا ؐ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام ؓ کو ان الفاظ میں جنگ کے متعلق آنکھوں دیکھا حال بتلا رہے تھے۔ جب زید بن حارثہؓ شہادت کے درجے پر فائز ہوئے تو آپ ؐ نے فرمایا زیدؓ شہید ہوئے اور جعفر طیارؓ نے علم اسلام سنبھال لیا ہے۔ وہ بڑی بہادری سے دشمن کی یلغار کو روک رہے ہیں اور اپنے لشکر کے سامنے سینہ سپر ہیں۔ کچھ دیر بعد ارشاد ہوا اب جعفر طیارؓ کا دایاں ہاتھ قلم ہوا اور انہوں نے علم اپنے بائیں ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب انکا بایاں ہاتھ بھی قلم ہوا اور انہوں نے علم کو اپنے سینے کے ساتھ دبا کر بلند کر رکھا ہے۔ اب جعفر طیارؓ شہید ہوئے اور علم عبداللہ بن رواحہ کے ہاتھ میں آ گیا ہے۔ پھر فرمایا علم سنبھالتے ہی عبداللہؓ بن رواحہ نے دشمن پر بھرپور حملہ کیا ہے۔ مگر وہ بھی شہید ہو گئے ہیں۔ ان کی شہادت پر علم اسلامی کو سرنگوں نہیں ہونے دیا گیا بلکہ آگے بڑھ کر ثابتؓ

Marfat.com

بن ارقم نے اسے سنبھال لیا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں اے مسلمانو! کسی مسلمان کو اپنا سردار بنالو۔ پھر فرمایا کہ اب خالدؓ بن ولید کو سردار مان لیا گیا ہے اور انہوں نے علم اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ پھر ارشاد ہوا اے اللہ وہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں اس کی مدد فرما۔ اس دن سے خالدؓ بن ولید کا لقب سیف اللہ پڑ گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ صحابہ کرامؓ خواہ کہیں بھی ہوتے وہ رسول اللہ ﷺ کی نظروں کے سامنے ہوتے تھے۔

75۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فرمان ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے اور ابوجہل بن ہشام، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ اور عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف اور دو اور آدمی کل سات کافر حطیم (خانہ کعبہ) میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور لمبے لمبے سجدے کر رہے تھے۔ ابوجہل نے کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو فلاں جگہ جائے جہاں فلاں قبیلہ نے جانور ذبح کر رکھا ہے اور اس کی اوجھڑی ہمارے پاس لائے۔ پھر ہم وہ اوجھڑی محمد ﷺ پر ڈال دیں۔ ان میں سے سب سے زیادہ بد بخت عقبہ بن معیط تھا۔ وہ گیا اور اوجھڑی لا کر حضور ﷺ کے کندھوں پر ڈال دی جبکہ آپ ﷺ سجدے میں تھے۔ ساتوں کافر زور زور سے ہنسنے لگے اور ہنسی کے مارے ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ میں وہاں کھڑا تھا اور مجھ میں بولنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔ میں اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ میں وہاں سے جانے لگا کہ اتنے میں آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ نے یہ خبر سنی تو وہ دوڑی ہوئی آئیں اور آپ ﷺ کے کندھوں سے اوجھڑی کو اُتارا۔ پھر قریش کی طرف متوجہ

Marfat.com

ہو کر ان کو برا بھلا کہنے لگیں۔ کافروں نے ان کو کوئی جواب نہ دیا۔ حضورؐ نے اپنی عادت کے مطابق سجدہ پورا کرنے کے بعد سر اُٹھایا۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے تین مرتبہ یہ الفاظ دھرائے۔ اے اللہ تو قریش کی پکڑ فرما۔ عتبہ ،عقبہ، ابوجہل اور شیبہ کی پکڑ فرما۔ پھر آپؐ مسجد سے باہر تشریف لے آئے۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان ساتوں کافروں کو دیکھا کہ جنگ بدر کے دن قتل کئے گئے۔ اس طرح آپؐ کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا۔

76۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک غزوہ میں حضورؐ کے ساتھ گئے۔ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ دشمن سامنے آ گیا ہے۔ ان کے پاس کھانے کا خوب سامان ہے اور ان کے پیٹ بھی بھرے ہوئے ہیں جبکہ ہم بھوکے ہیں۔ اس پر انصار نے کہا کہ کیا ہم اپنے اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھلا نہ دیں۔ حضورؐ نے فرمایا جس کے پاس جو کچھ بچا ہوا کھانا ہے وہ اسے لے آئے۔ چنانچہ جس کے پاس جو کچھ تھا وہ لے آیا اور حضورؐ نے تمام کھانا ایک جگہ جمع کر کے دعا فرمائی۔ پھر آپؐ نے فرمایا جتنا چاہو کھانا لیتے جاؤ لیکن لوٹ مار نہ کرنا۔ ہر آدمی اپنی زنبیل اور بوری بھر بھر کر لے جانے لگا۔ پھر انہوں نے اپنے تمام برتن بھی بھر لئے۔ بعض حضرات نے تو اپنی آستینوں کو گرہ لگا کر ان کو بھی بھر لیا لیکن کھانا جوں کا توں اسی طرح تھا اور اس میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ جو بندہ بھی سچے دل سے اس کلمہ کو پڑھے گا اس کو کسی چیز کی کمی نہ ہوگی"۔

77۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے حضور اقدسؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے آپؐ سے اپنی جان اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت ہے۔ میں بعض دفعہ گھر میں ہوتا ہوں آپؐ مجھے یاد آ جاتے ہیں پھر جب تک حاضر خدمت ہو کر آپکی زیارت نہ کرلوں مجھے چین نہیں آتا۔ اب مجھے یہ خیال آیا ہے کہ میرا بھی انتقال ہو جائے گا۔ آپ بھی دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور میں نیچے کی جنت میں رہ جاؤں گا تو مجھے ڈر ہے کہ میں وہاں آپؐ کی زیارت نہ کرسکونگا تو پھر میرا جنت میں دل کیسے لگے گا۔ ابھی حضورؐ نے اس کا جواب نہیں دیا تھا کہ اتنے میں حضرت جبرائیلؑ یہ آیت لے کر آ گئے۔ "اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کا کہا مان لیں گے وہ قیامت کے روز ان حضرات کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہدا اور نیک لوگ۔ ان حضرات کی رفاقت بہت ہی اچھی ہے۔ (سورت النساء آیت 69)۔ اس سے بڑا اور کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ رسول خداؐ کے بولنے سے پہلے حکم خداوندی آ جاتا ہے۔

78۔ایک دفعہ حضور اقدسؐ ایک تالاب کے کنارے تشریف فرما تھے کہ وہاں ابوجہل کا بیٹا عکرمہؓ جو ابھی اسلام نہیں لایا تھا آ گیا اور کہنے لگا اگر آپؐ سچے ہیں تو وہ پتھر جو تالاب کے دوسرے کنارے پر پڑا ہوا ہے اس کو حکم دیجئے کہ پانی پر تیرتے ہوئے آپؐ کے پاس پہنچ جائے اور ڈوبے نہیں۔ حضورؐ نے اس پتھر کی طرف اشارہ کیا کہ میرے پاس آؤ تو وہ پتھر اسی وقت اپنی جگہ سے ہلا، پانی میں آیا اور تیرتا ہوا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور با آواز بلند کلمہ شریف پڑھنے لگا۔ حضورؐ نے

Marfat.com

عکرمہ سے فرمایا کہ بس یا کچھ اور۔ عکرمہ نے کہا آپؐ اسے کہیئے کہ یہ واپس اپنی جگہ چلا جائے۔ چنانچہ حضورؐ نے پھر اشارہ فرمایا تو وہ واپس تیرتا ہوا اپنی جگہ چلا گیا۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ جاندار چیزوں کے علاوہ بے جان چیزوں مثلاً پہاڑ، پتھر، سورج، چاند وغیرہ نے بھی فوری آپؐ کے حکم کی تعمیل فرمائی۔

79۔ سرکار دو عالم حضرت محمدؐ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے اور توحید و وحدانیت خداوندی پر وعظ فرما رہے تھے کہ ایک صحابی حاضر خدمت ہوئے اور ہرنی کے بچے کا تحفہ پیش کیا۔ آپؐ نے ازراہ کرم قبول فرمایا اور حضرت امام حسنؓ کو دے دیا جو کہ ابھی کم سن تھے اور پاس ہی کھیل رہے تھے۔ حضرت امام حسنؓ کچھ دیر اس کے ساتھ کھیلتے رہے اور پھر اس کو لیکر گھر تشریف لے گئے۔ حضرت امام حسینؓ نے جب اپنے بڑے بھائی کے پاس ہرنی کا بچہ دیکھا تو ضد کرنے لگے کہ یہ اس کو دے دیا جائے۔ جب اس کا اصرار حد سے بڑھنے لگا تو حضرت امام حسنؓ نے اس سے کہا کہ یہ ہرنی کا بچہ اس کو نانا جان نے دیا ہے اس لئے وہ بھی ان کے پاس جائے اور دوسرا ہرنی کا بچہ لے آئے۔ چنانچہ حضرت امام حسینؓ بہت ہی افسردہ حالت میں حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس قدر اصرار کیا کہ سرکار دو عالمؐ خود بھی بہت غمگین اور افسردہ ہو گئے کیونکہ آپؐ ان دونوں بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپ تھوڑی دیر کچھ پڑھتے رہے اور پھر اپنا چہرہ مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کی اے خداوندا میں ان دونوں بچوں سے پیار کرتا ہوں اور ان کو افسردہ نہیں دیکھ سکتا اسلئے تو حسینؓ کی خواہش کو پورا فرما چند

Marfat.com

لمحوں بعد صحابہ کرامؓ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہرنی اپنے بچے کے ساتھ حاضر خدمت ہوتی ہے اور اپنا بچہ حضرت امام حسینؓ کیلئے پیش کرتی ہے اور یہ بھی کہتی ہے کہ پہلا بچہ بھی اسی کا ہے۔ وہ حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کیلئے اپنے دونوں بچے دینے کیلئے تیار ہے۔ رحمت عالمؐ مسکراتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آپکے دونوں بچوں کی ہر طرح حفاظت کی جائے گی اور یہ آپکی امانت ہمارے پاس رہے گی۔ آپ جب چاہیں ان کو دیکھنے اور ملنے کیلئے آسکتی ہیں۔ ہرنی نے سرکار دو عالمؐ کا شکریہ ادا کیا اور خاموشی سے وہاں سے چلی گئی۔

80۔ حضور اقدس رحمت دو عالمؐ ایک دفعہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں آپؐ کی اونٹنی گم ہوگئی۔ زید ابن حلت نامی ایک منافق نے کہا کہ محمدؐ اگر نبی ہیں تو اپنی اونٹنی کے متعلق کیوں نہیں بتا دیتے کہ وہ کہاں ہے۔ ویسے تو اس کا دعویٰ ہے کہ وہ آسمان کی خبریں بتاتا ہے مگر وہ اپنی اونٹنی ہی کی خبر نہیں رکھتا۔ حضور اقدسؐ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپؐ نے فرمایا فلاں شخص میرے متعلق ایسا کہتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ مجھے میری خواہش کے متعلق جس بات کی چاہے خبر دے دیتا ہے۔ اسلئے میں اپنی اونٹنی کے متعلق بھی جانتا ہوں کہ وہ کہاں ہے۔ پھر تھوڑی دیر سوچنے کے بعد آپؐ مسکرائے اور فرمایا میری اونٹنی فلاں وادی اور فلاں گھاٹی کے پاس کھڑی ہے۔ اس کی نکیل ایک درخت نے پکڑ رکھی ہے یعنی اس کی نکیل ایک درخت کے ساتھ اٹکی ہوئی ہے۔ اسلئے وہ وہیں کھڑی ہے۔ جاؤ اسے وہاں سے لے آؤ۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ وہاں گئے تو اونٹنی کو وہیں کھڑے پایا اور اپنے ساتھ لے آئے۔

81۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگوں نے حضرت عمرؓ سے عرض کی کہ ہمیں ان مشکلات کا حال بتائیں جو غزوہ تبوک میں پیش آئیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ سخت گرمی میں غزوہ تبوک کیلئے نکلے۔ ایک مقام پر پہنچ کر ہمیں اتنی سخت پیاس لگی کہ ہم سمجھنے لگے کہ ہماری گردنیں ٹوٹ جائیں گی۔ ہم میں سے بعض کا تو یہ حال تھا کہ وہ کسی چیز کی تلاش میں جاتا تو واپسی پر اسکا اتنا برا حال ہوتا کہ وہ یوں سمجھنے لگتا کہ اس کی گردن ٹوٹ جائے گی۔ بعض لوگوں نے اپنے اونٹ ذبح کیے اور ان کی اوجھڑی میں سے پھوس نکال کر اسے نچوڑا اور پیا اور باقی پھوس کو اپنے پیٹ اور جگر پر رکھ لیا تاکہ باہر سے کچھ ٹھنڈک اندر پہنچ جائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی یا سرور کونینؐ اللہ تعالیٰ کا آپؐ کے ساتھ دستور یہ ہے کہ آپؐ کی دعا کو ضرور قبول فرماتے ہیں۔ اسلئے آپؐ ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں دعا کروں۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی۔ ابھی آپؐ نے اپنے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ آسمان پر بادل آ گئے۔ پہلے بونداباندی ہوئی۔ پھر موسلا دار بارش شروع ہو گئی۔ صحابہ کرامؓ کے جتنے برتن ساتھ تھے وہ سارے بھر گئے اور موسم بھی بہت خوشگوار ہو گیا۔ پھر ہم دیکھنے گئے تو پتہ چلا کہ جہاں تک اسلامی لشکر تھا صرف وہاں تک بارش ہوئی تھی۔

82۔ ایک صحابیہؓ رحمت دو عالمؐ کیلئے ہمیشہ مشکیزے میں دودھ لایا کرتی تھی۔ ایک دن آپؐ نے خوش ہو کر اس مشکیزے کو اپنے دست مبارک سے چھوا تو وہ پورا بھر گیا

Marfat.com

اور ایک چشمہ کی صورت اختیار کر لی۔صحابیہؓ کو اب جانوروں کا دودھ دھونے کی ضرورت نہ تھی۔وہ اپنی ضرورت کے مطابق جب چاہتی اور جتنا چاہتی دودھ نکال لیتی۔ایک دن اس نے لالچ میں آکر تمام دودھ نکال لیا اور اس کو نچوڑ بھی لیا۔اس کے بعد مشکیزہ خشک ہو گیا۔اس نے حضور اقدسؐ سے تمام ماجرہ عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ تمہارے لالچ کی سزا ہے۔

83۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبرؐ کی نہ صرف ہر خواہش کا احترام کرتے بلکہ ان کو وحی کے ذریعے ہر خوش اور ناخوش واقعہ کی خبر بھی دیتے۔قرآن پاک میں ایک واقعہ کا اس طرح ذکر ہے "اور یاد کرو جب پیغمبرؐ نے اپنی ایک بیوی سے ایک بھید کی بات کی تو اسنے دوسری کو بتادی۔جب اس نے اسکو افشاں کیا اور خدا نے اس حال سے پیغمبرؐ کو آگاہ کیا تو پیغمبرؐ نے اس بیوی کو وہ بات کچھ تو بتائی اور کچھ نہ بتائی۔جب پیغمبرؐ نے اس کو وہ بات جتائی تو کہنے لگی کہ آپؐ کو کس نے بتلایا۔انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس نے بتلایا جو جاننے والا خبر دار ہے"۔(سورت تحریم آیت 3)

84۔حضرت ولید بن عقبہؓ نے مدینہ منورہ پہنچ کر دربار رسالتؐ میں عرض کیا کہ یارسول اللہؐ بنو مصطلق مرتد ہو گئے ہیں۔پھر عرض کیا کہ جب ہم ان کی آبادی کے قریب پہنچے تو بنو مصطلق کے پچاس ساٹھ آدمی مسلح ہو کر آبادی سے باہر نکل آئے۔آپؐ نے ہمیں جنگ کی اجازت نہیں دی تھی اس لئے ہم بغیر مقابلہ کئے واپس آگئے ہیں۔آنحضرتؐ کو ولید کی بات کچھ درست معلوم نہ ہوئی۔اس لئے اس کی تصدیق کے لئے حضرت خالد بن ولیدؓ کو مقرر فرمایا۔انہوں نے بنو مصطلق کی بستی

میں دو دن قیام کیا اور مدینہ منورہ واپس آکر رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ ولید بن عقبہؓ نے جو کچھ کہا تھا وہ قطعی غلط فہمی کی بنا پر کہا تھا۔ انہوں نے بنو مصطلق کی بستی میں قدم نہیں رکھا تھا اور استقبال کے لئے آنے والوں کو اپنا دشمن سمجھ کر واپس آگئے تھے۔ سرکار دو عالمؐ نے اس وقت ولید بن عقبہؓ کو نصیحت فرمائی کہ بغیر تحقیق اور تصدیق کے کوئی بات منہ سے نہ نکالنی چاہیئے۔ اس طرح کی غلط فہمیوں سے کئی بے گناہوں کا خون بہہ سکتا ہے۔ رب ذوالجلال کو اپنے محبوب کی بات پسند آئی اور فوری یہ حکم وحی کی صورت میں نازل فرمایا "اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لیکر آئے تو اچھی طرح اس خبر کی تصدیق کر لیا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو بے خبری میں نقصان پہنچا دو اور بعد میں اپنے کئے پر نادم ہو" بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس آیت کی شان نزول کی وجہ یہ ہے کہ ولید بن عقبہؓ نے کہا تھا کہ بنو مصطلق مرتد ہو گئے ہیں اور لڑنے کیلئے تیار بیٹھے ہیں۔ آنحضرتؐ نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا اور مسلمانوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ عنقریب بنو مصطلق سے جنگ کرنے کیلئے ایک لشکر روانہ کیا جائے گا۔ ابھی اس سلسلے میں کوئی قدم نہ اٹھایا گیا تھا کہ بنو مصطلق کا ایک وفد دربار رسالتؐ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ وہ ولید بن عقبہ کے استقبال کیلئے بستی سے باہر نکل آئے تھے نہ کہ جنگ کرنے۔ آنحضرتؐ نے اس بات کا یقین فرما لیا اور یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی۔

85۔ نو ہجری کو دومتہ الجندل کا واقعہ پیش آیا جس میں حضرت خالد بن ولید نے

Marfat.com

حاکم دومتہ الجندل اکیدر بن عبدالملک کو گرفتار کرلیا تھا۔ دومتہ الجندل دمشق اور مدینہ منورہ کے درمیان جبل طے کے قریب ایک قلعہ تھا۔ اکیدر ایک عیسائی تھا اور قبیلہ کندہ سے تعلق رکھتا تھا۔ سرور کائناتؐ کے حکم پر خالد بن ولیدؓ چار سو سواروں کے ساتھ دومتہ الجندل کی طرف روانہ ہونے لگے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے خالد! جب تم دومتہ الجندل پہنچو گے تو وہاں کا حاکم اکیدر تمہیں گائے کا شکار کھیلتے ہوئے ملے گا۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دومتہ الجندل کے قریب پہنچ کر اپنے لشکر کو رات ایک محفوظ جگہ پر گزارنے کا حکم دیا اور اپنے ایک خاص آدمی یعنی ابن حاطمؓ کو فرمایا کہ پتہ کرو کہ کس جگہ سے قلعہ پر حملہ کیا جائے۔ ابن حاطمؓ قلعہ کا چکر لگاتے ہوئے صدر دروازہ کے قریب پہنچ گیا اور دیکھا کہ ایک پاگل گائے قلعہ کے دروازے پر ٹکریں مار رہی ہے۔ وہ فوراً حضرت خالدؓ کے پاس پہنچا اور اس کی اطلاع دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے موقع غنیمت جانا اور فوراً اپنے لشکر کے ساتھ صدر دروازے کی طرف بڑھے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ایک جنگلی گائے بھاگتی چلی آ رہی ہے اور سینکڑوں گھوڑ سوار اس کا پیچھا کر رہے ہیں۔ اسی وقت حضرت خالدؓ بن ولید کو رسول خداؐ کا فرمان یاد آ گیا کہ جب تم دومتہ الجندل پہنچو گے تو وہاں کا حاکم اکیدر تمہیں گائے کا شکار کھیلتے ہوئے ملے گا۔ وہ فوراً اکیدر کو پہچان گئے اور تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد اکیدر کو گرفتار کرلیا گیا۔ اس طرح رسول خداؐ کا فرمان حرف بحرف سچ ثابت ہوا اور مسلمانوں نے معمولی جنگ کے بعد نہ صرف فتح حاصل کرلی بلکہ دومتہ الجندل کے حاکم کو گرفتار بھی کرلیا۔

86۔ کفار قریش ایک دن خانہ کعبہ میں جمع تھے۔ سرور کونین ؐ قریب ہی نماز ادا کر رہے تھے۔ ابو جہل ایک بھاری پتھر اٹھا کر رحمت دو عالم ؐ کے سر مبارک کو سجدے کی حالت میں شہید کرنے کے ناپاک ارادے سے آگے بڑھا۔ جونہی وہ نزدیک پہنچا ایک دم بوکھلا کر پیچھے کی طرف بھاگا۔ کفار نے حیرت سے پوچھا ابوالحکم (ابو جہل) تجھے کیا ہوا۔ وہ بولا میں جونہی قریب پہنچا میرے تو اوسان ہی خطا ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک دہشت ناک سر اور خوفناک گردن والا اونٹ منہ کھولے دانت کچکچاتا ہوا مجھے ہڑپ کرنے کیلئے آگے بڑھ رہا ہے۔ ایسا بھیانک اونٹ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ حضور ؐ نے فرمایا وہ جبرائیل ؑ تھے۔ اگر ابو جہل اور نزدیک آتا تو اسے پکڑ لیتے۔

87۔ حضرت عمار بن یاسر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ؐ نے حضرت علی ؓ سے فرمایا کہ کیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ سب سے زیادہ بد بخت کون ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں فرمایئے۔ سرور کونین ؐ نے فرمایا کہ دو شخص ہیں۔ ایک تو ثمود کا سرخ فام آدمی ہے جس نے حضرت صالح ؑ کی اونٹنی کو قتل کیا تھا۔ دوسرا وہ جو تجھے اے! علی ؓ اس جگہ یعنی سر پر ضرب لگائے گا جس سے یہ (یعنی داڑھی) تر ہو جائے گی۔ آخر حضرت علی ؓ کو جب وہ خلیفہ چہارم تھے مسجد میں شہید کر دیا گیا۔ اس طرح آپ ؐ کی بشارت صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت صالح ؑ کی اونٹنی کے متعلق فرمان باری تعالیٰ ہے کہ آخر انہوں نے اونٹنی کی کونچوں کو کاٹ ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے کہ صالح ؑ جس چیز سے تم ہمیں ڈراتے ہو اگر تم اللہ کے پیغمبر ہو تو اسے ہم پر لے

آؤ (سورت اعراف 77)

88۔حضرت جابرؓ ایک دفعہ سرور کونینؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میرے اوپر پانچ سو من کھجوروں کا قرض ہے اور میں اس قرض کی وجہ سے بہت پریشان رہتا ہوں۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اس قرض کو اتارنے کا کوئی سبب بنا دیں۔ حضور اقدسؐ کے پوچھنے پر حضرت جابرؓ نے بتلایا کہ میرے باغ میں کچھ کھجوریں لگی ہوئی ہیں لیکن ان سے قرض نہیں اتارا جاسکتا۔ آپؐ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ جاؤ جتنی کھجوریں تمہارے باغ میں ہیں ان کو توڑ کر ڈھیری لگا دو اور یہودی کو بھی بلا لاؤ تا کہ اس کے قرض کا بند و بست کیا جائے۔ حضرت جابرؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ جب تمام کھجوریں توڑ کر ڈھیری لگا دی گئی اور قرض خواہ یہودی کو بھی بلا لیا گیا تو حضور اقدسؐ وہاں تشریف فرما ہوئے۔ آپؐ نے اپنی چادر مبارک کندھوں سے اُتار کر کھجوروں کی ڈھیری پر ڈال دی اور انکے پاس ہی بیٹھ گئے اور حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ چادر کو ہاتھ لگائے بغیر ایک طرف سے کھجوریں تولتے جاؤ اور یہودی کو دیتے جاؤ۔ حضرت جابرؓ کا قول ہے کہ میں نے پانچ سو من کھجوریں تول کر یہودی کو دے دیں تو حضور اقدسؐ کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر مبارک اٹھالی۔ یہ دیکھ کر میری پریشانی کی انتہا نہ رہی کہ جتنی کھجوریں میں نے رکھی تھیں وہ ساری کی ساری موجود تھیں اور قرض بھی اتر چکا تھا۔

یہ میرے مولا اور آقا کا فیض تھا۔

89۔جب مشرکین مکہ نے ظلم وستم کی انتہا کر دی اور کسی بھی بات پر یقین کرنے

Marfat.com

کیلئے تیار نہ ہوئے تو رسول اللہؐ نے باری تعالیٰ سے یہ دعا فرمائی "اے اللہ! جس طرح حضرت یوسفؑ کے زمانے میں سات سال قحط رہا، اسی طرح قحط سالی میں انہیں مبتلا کر کے ان کے مقابلے میں میری مدد فرما"۔ چنانچہ کفار مکہ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے حتیٰ کہ حضرت ابوسفیان جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے آپؐ کے پاس آئے اور اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر عرض کی کہ اب تو ہم جانوروں کی کھالیں اور خون تک کھانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ہم پر رحم فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے عذاب دور کرنیکی دعا فرمائیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "اور ہم نے انہیں عذاب میں بھی پکڑا تاہم یہ لوگ نہ تو اپنے پروردگار کے سامنے جھکے اور نہ ہی عاجزی اختیار کی۔ وہ لوگ عاجزی کرتے ہی نہیں" (سورت المومنون آیت 76)۔

90۔ سرور دو عالمؐ کے انتقال کے بعد صحابہ کرام بہت پریشان تھے کہ آپؐ کو غسل مبارک کس طرح دیا جائے۔ کپڑوں میں یا کپڑوں کے بغیر۔ اچانک صحابہ کرامؓ کو اونگھ آ گئی اور یہ آواز سنی کہ تاجدار کائناتؐ کو غسل ان کے پہنے ہوئے کپڑوں میں ہی دیا جائے اور کپڑے نہ اتارے جائیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ، حضرت اسامہؓ اور حضرت فضل بن عباسؓ نے نبی اکرمؐ کو غسل دینے کا اعزاز حاصل کیا۔ تاجدار کائناتؐ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا اور وصال کی جگہ پر ہی لحد مبارک کھودی گئی اور آپؐ کو وہیں دفنا دیا گیا۔

91۔ سرور کونین رحمت دو عالمؐ فتح مکہ کے بعد ایک دن مکہ معظمہ کی ایک کافرہ عورت کے مکان کی دیوار سے ٹیک لگا کر کسی اپنے غلام سے گفتگو فرما رہے تھے۔

Marfat.com

اتنے میں اس مکان کی کافرہ مالکہ کو جب پتہ چلا کہ آپؐ اس کے مکان کی دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے ہیں تو بغض وعداوت کی وجہ سے اس نے اپنے مکان کی سب کھڑکیاں بند کر ڈالیں تاکہ حضورؐ کی آواز نہ سن پائے۔ اسی وقت جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ خدائے وحدہ لاشریک کا فرمان ہے کہ اگرچہ یہ عورت کافرہ ہے مگر آپؐ کی شان بڑی ارفع وبلند ہے۔ چونکہ اس کافرہ کے مکان کی دیوار کے ساتھ آپؐ کی پشت انور لگ گئی ہے اس لئے وہ نہیں چاہتے کہ یہ مکان والی اب جہنم میں جائے۔ اس نے تو اپنے مکان کی کھڑکیوں کو بند کیا تھا مگر میں نے اس کے دل کی کھڑکی کھول دی ہے۔ یہ صرف اس کی دیوار سے آپؐ کے ٹیک لگا کر کھڑے ہونے کی برکت سے ہوا ہے۔ اتنے میں وہ کافرہ عورت اپنے گھر سے نکلی اور بے قراری کی حالت میں حضورؐ کے قدموں پر گر گئی اور سچے دل سے اسلام قبول کر لیا۔

92۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ حدیبیہ سے واپس آرہے تھے تو آپؐ نے رات کے آخری حصہ میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور فرمایا کہ پہرہ کون دے گا۔ میں نے عرض کی حضورؐ میں دونگا۔ آپؐ نے فرمایا تم تو سوتے رہ جاؤ گے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؐ نے فرمایا اچھا تم پہرہ دو۔ چنانچہ میں پہرہ دینے لگا۔ جب صبح صادق ہونے لگی تو حضورؐ کی بات پوری ہوگئی اور مجھے نیند آ گئی۔ جب سورج کی گرمی میری پشت پر پڑی تو میری آنکھ کھلی۔ اب ہم سب لوگ نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ رسول اکرمؐ نے دوسرے چھوٹے موٹے کاموں سے

Marfat.com

فارغ ہوکر صبح کی نماز قضا پڑھائی اور پھر فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تم لوگ یوں سوتے نہ رہتے اور نماز قضا نہ ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تمہارے بعد آنے والوں میں سے کوئی سوتا رہ جائے یا نماز بھول جائے تو اس کے لئے کوئی عملی نمونہ سامنے آجائے۔ اس طرح نہ صرف آپ کا فرمان درست ثابت ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے قضا نماز پڑھنے کا ایک عملی نمونہ بھی پیش کر دیا۔

93۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول خداؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ تمہارے پاس کچھ کھانے کیلئے ہے۔ میں نے اپنے توشہ دان سے کھجوریں نکال کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپؐ نے ان پر ہاتھ پھیرا اور برکت کیلئے دعا فرمائی۔ پھر فرمایا ان کو توشہ دان میں رکھ دو اور دس آدمیوں کو بلا لاؤ۔ میں لشکر میں سے دس آدمیوں کو بلا لایا۔ حضور اکرمؐ نے ان کو توشہ دان سے کھجوریں نکال کر دیں اور انہوں نے پیٹ بھر کر کھائیں۔ اس طرح دس دس آدمی آتے گئے اور پیٹ بھر کر کھاتے گئے۔ یہاں تک کہ سارے لشکر نے کھا لیا اور توشہ دان میں پھر بھی کھجوریں بچ رہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابو ہریرہ جب تم اس توشہ دان میں سے کھجوریں نکالنا چاہو تو اس میں سے ہاتھ ڈال کر نکالنا اور اسے الٹانا نہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ کی ساری زندگی اس توشہ دان سے کھجوریں نکال کر کھاتا رہا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی ساری زندگی اس میں سے کھجوریں نکال کر کھاتا رہا۔ پھر اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کی ساری زندگی اس میں سے کھجوریں نکال کر کھاتا

Marfat.com

رہا۔ جب حضرت عثمان غنیؓ شہید ہوئے تو میرا سامان بھی لوٹ لیا گیا اور وہ توشہ دان بھی گم ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا فرمان ہے کہ میں نے اس میں سے تقریباً ایک ہزار پچاس من سے بھی زیادہ کھجوریں کھائیں۔

94۔ صحابہ کرامؓ میں سے جن چار بڑی شخصیتوں سے قرآن پاک پڑھنے کا حکم صادر ہوا تھا، ان میں حضرت معاذ بن جبلؓ بھی شامل تھے۔ ایک مرتبہ کچھ پوچھنے کیلئے در دولتؐ پر حاضر ہوئے۔ آپؐ کو وہاں نہ پا کر ڈھونڈنے لگے۔ لوگوں سے پوچھتے پوچھتے ایک جگہ پہنچے تو دیکھا کہ اللہ کے رسولؐ نماز پڑھنے میں مصروف ہیں۔ نماز بڑی طویل تھی۔ حضرت معاذؓ نے نماز کی طوالت کے متعلق سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ یہ ترغیب و تربیت کی نماز تھی۔ بارگاہ خداوندی میں دعائیں پیش کی تھیں۔ پہلی دعا تھی "میری امت غرق ہونے سے محفوظ رہے"۔ اسے رب العالمین نے قبول فرمایا۔ دوسری دعا تھی "دشمن اسلام پر غلبہ نہ پا سکیں" یہ بھی قبول ہوئی۔ تیسری دعا تھی کہ "مسلمانوں میں تفریق پیدا نہ ہو"۔ یہ منظور نہ ہوئی۔ رسول اللہؐ کی یہ دعائیں اور ارشادات نہ صرف اب تک سچ ثابت ہوئیں ہیں بلکہ تا قیامت صحیح ثابت ہوں گی۔

95۔ حضرت رافع بن خدیجؓ بیان فرماتے ہیں کہ غزوہ انمار میں ہم رسول خداؐ کے ہمراہ تھے۔ آپؐ کی آمد کی خبر سن کر تمام اعراب پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے۔ آپؐ ایک جگہ آرام فرمانے کیلئے لیٹ گئے۔ غطفان نے دعشور بن حارث کو جوان کا سردار تھا کہا کہ حضرت محمدؐ اس وقت اپنے صحابہ کرام سے علیحدہ ہیں۔ تمہیں ایسا

Marfat.com

موقع پھر نہ ملے گا۔ جاؤ ان کو شہید کر دو۔ دعثور وہاں پہنچا اور تلوار سونت کر آپؐ کے سرانور پر آ کھڑا ہوا۔ اتنے میں حضورؐ بیدار ہو گئے ۔ دعثور بڑے غرور و تکبر سے کہنے لگا اے محمدؐ اب آپ کو مجھ سے کون بچائیگا۔ آپؐ نے فرمایا اللہ جل جلالہٗ ۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا نام ایسے انداز میں لیا کہ دعثور کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ پھر رسول اللہؐ نے تلوار پکڑی اور فرمایا اے دعثور اب بتلاؤ تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا وہ بولا کوئی نہیں ۔ اب میں آپؐ کے رحم و کرم پر ہوں ۔ رسول خداؐ نے فرمایا آپ کو بھی میرا خدا ہی بچائے گا اور پھر آپؐ نے اس کو معاف کر دیا۔ معافی ملتے ہی اس کی دنیا بدل گئی اور وہ آپؐ کے قدموں پر گر گیا اور مسلمان ہو گیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پیارے محبوبؐ کو کفار کے بارے میں فرمایا "ان کو معاف فرمائیں اور درگزر کریں ۔ بے شک احسان کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں (سورت المائدہ آیت 13)۔ ایک اور جگہ پر فرمایا" اے محبوب معاف کرنا اختیار فرمائیں اور بھلائی کا حکم فرمائیں اور جاہلوں سے منہ پھیر لیں" (سورت الاعراف آیت 199)

96۔ جب غزوہ تبوک میں بغیر لڑائی کیئے فتح حاصل کرنے کے بعد رسول خداؐ نے لشکر اسلامی کو واپسی کا حکم صادر فرمایا تو تقریباً 12 منافقین نے جو لشکر میں شامل تھے رسول خداؐ کو سازش کر کے پہاڑی سے نیچے گرا کر شہید کرنیکا منصوبہ بنایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے محبوبؐ کو اس سازش سے آگاہ کر دیا۔ چنانچہ جب آپؐ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے تو آپؐ نے کچھ لوگوں کے پاؤں کی آواز سنی اور

Marfat.com

حضرت حذیفہؓ کو ان کا پیچھا کرنے کا حکم فرمایا۔ جب منافقین کو علم ہوا کہ ان کی سازش بے نقاب ہوگئی ہے تو وہ بہت پریشان ہوئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضرت حذیفہؓ نے ان کی سواریوں سے ان کو پہچان لیا۔ رسول خداؐ نے ان کے خلاف کوئی کاروائی کرنے سے منع فرمایا اور حضرت حذیفہؓ کو ان کے نام بھی بتلا دیے اور یہ بھی فرمایا کہ کسی پر اس واقعہ کو ظاہر نہ کرنا۔ اسلئے حضرت حذیفہؓ کو صاحب سر رسول (رازدان) کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

97۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان ہے کہ ایک دفعہ ایک دیہاتی حاضر خدمت اقدسؐ ہوا اور کہا کہ ہم کیوں کر جانیں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ کوئی معجزہ دکھلائیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس کھجور کے خوشہ کو بلاؤں اور وہ میری رسالت کی تصدیق کرے تو کیا تم مجھے اللہ کا رسولؐ مان لو گے۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر آپؐ نے اس کھجور کے خوشہ کو بلایا تو وہ فوراً اپنی جگہ سے ہلا اور حضورؐ کی خدمت اقدس میں کلمہ شہادت پڑھتا ہوا حاضر ہو گیا۔ پھر آپؐ کے حکم پر واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ دیہاتی اس معجزے کو دیکھ کر انتہائی متاثر ہوا اور فوری رسول خداؐ کے قدموں میں گر پڑا اور مسلمان ہو گیا۔

98۔ قریش مکہ کے حکم پر نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط یثرب (مدینہ منورہ) گئے اور یہودیوں کے علماء کو اللہ کے رسولؐ کی ذات، تعلیمات اور رسالت کے بارے میں بڑی تفصیل سے بتایا۔ اس نے کہا کہ تم محمدؐ کے پاس جاؤ اور یہ تین سوال کرو۔

Marfat.com

الف۔ قدیم زمانے میں کچھ نوجوان اپنے حاکم کے ظلم سے تنگ آکر اپنا شہر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ انکی تفصیل بتایئے۔

ب۔ وہ کون آدمی تھا جس نے مشرق و مغرب میں دور دور تک سفر کیا تھا اور اس کا انجام کیا ہوا تھا۔

ت۔ روح کیا ہے۔ تفصیل سے بتایئے۔

اگر محمدؐ پہلے دو سوالوں کا جواب تسلی بخش دے دیں اور روح کی حقیقت کے بارے میں کچھ بتانے سے ہچکچاہٹ برتیں تو وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو تم اس کے ساتھ جو سلوک چاہو کرو۔ وہ دونوں واپس مکہ شریف آ گئے اور اپنے ساتھیوں کو یہودیوں کے علماء کے سوالات کے بارے میں بتلایا۔ وہ بہت خوش ہوئے اور سب مل کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تینوں سوالوں کے جواب مانگے۔ آپؐ نے فرمایا میں کل جواب دونگا۔ لیکن اگلے روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نہ آئی اور آپؐ نے ان سوالوں کے جواب نہ دیے۔ اس طرح دو روز گزر گئے اور وحی پھر بھی نہ آئی تو مکہ کے قریش شور مچانے لگے کہ محمدؐ تو کسی سوال کا جواب ہی نہیں دے سکتے۔ اللہ کے رسولؐ افسردہ تھے۔ لیکن تیسرے روز جبرائیلؑ قرآن پاک کی سورۃ کہف لیکر حاضر ہو گئے۔ جس میں پہلے دونوں سوالوں کا جواب اتنی تفصیل سے دیا گیا ہے کہ اس سے پہلے کسی کو بھی وہ تفصیلات معلوم نہ تھیں۔ خود علماء یہود بھی وہ تفصیلات نہیں جانتے تھے۔ روح کی حقیقت کے بارے میں صرف اتنا فرمایا کہ " کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم (امر) سے ہے۔ قریش یہ

Marfat.com

جواب سن کر ہکے بکے رہ گئے لیکن اسلام پھر بھی قبول نہ کیا۔

99۔ کفار مکہ اور رسول اللہؐ کے درمیان حدیبیہ میں جو معاہدہ ہوا تھا اہل مکہ نے اس کی خلاف ورزی کی۔ اس لئے رسول کریمؐ نے بھی مسلمانوں کو خفیہ طور پر لڑائی کی تیاری کا حکم دیدیا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ ایک مہاجر بدری صحابی تھے اور ان کی قریش کے ساتھ کوئی رشتہ داری نہ تھی لیکن ان کے بیوی بچے مکہ میں ہی تھے۔ انہوں نے سوچا کہ قریش مکہ کو آپؐ کی تیاری کی اطلاع کردوں تاکہ اس احسان کے بدلے وہ انکے بال بچوں کا خیال رکھیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک عورت کے ذریعے یہ پیغام تحریری طور پر اہل مکہ کی طرف روانہ کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اطلاع وحی کے ذریعہ نبی اکرمؐ کو کردی۔ اسلئے آپؐ نے حضرت علیؓ، حضرت مقدادؓ اور حضرت زبیرؓ کو فرمایا کہ جاؤ روضہ خاخ پر ایک عورت ہوگی جو مکہ جارہی ہوگی، اس کے پاس ایک رقعہ ہے، لے آؤ۔ چنانچہ وہ حضرات گئے اور اس سے وہ رقعہ لے آئے جو اس نے اپنے بالوں میں چھپا رکھا تھا۔ آپؐ نے حضرت حاطبؓ سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے یہ کام کفر وارتداد کی بنا پر نہیں کیا بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ دیگر مہاجرین کے رشتہ دار مکہ میں موجود ہیں جو ان کے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن میرا وہاں کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ میں نے سوچا کہ میں اہل مکہ کو کچھ اطلاع کردوں تاکہ وہ میرے احسان مند رہیں اور میرے بال بچوں کی حفاظت کریں۔ آپؐ نے ان کی سچائی کی وجہ سے انہیں کچھ نہ کہا۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کے طور پر یہ آیت نازل فرمادی "اے مومنو! اگر تم میری راہ میں

Marfat.com

جہاد کیلئے اور میری رضا مندی کی طلب میں نکلتے ہو، تو میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کے ساتھ جو تمہارے پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں۔ پیغمبرؐ کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو۔ تو ان سے دوستی نہ کرو۔ تم ان کے پاس محبت کا پیغام پوشیدہ پوشیدہ بھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا۔ تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا وہ یقیناً راہ راست سے بہک جائے گا" (سورت ممتحنہ آیت 1)

100۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں رسول اللہؐ نے ابورافع یہودی کی طرف چند صحابیؓ بھیجے اور حضرت عبداللہ بن عتیکؓ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ ابورافع کفار کا ساتھی تھا اور نبی کریمؐ کو اذیتیں دیتا تھا۔ حجاز کے علاقے میں وہ اپنے قلعہ میں قیام پذیر تھا۔ جب حضرت عبداللہ بن عتیکؓ اس کے قلعہ کے قریب پہنچے تو سورج غروب ہو رہا تھا اور لوگ اپنے مویشیوں کو سمیٹ کر اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عتیکؓ نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا کہ آپ صاحبان یہاں تشریف رکھیں میں حالات کا جائزہ لیتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عتیکؓ کسی نہ کسی طرح قلعہ کے دروازے تک پہنچ گئے اور چابیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے قلعہ کا دروازہ کھلوایا اور اندر داخل ہو گئے۔ ابورافع اس وقت اپنے اہل و عیال کے ساتھ تاریک کمرے میں سویا ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عتیکؓ اس کے کمرے تک پہنچ گئے۔ اسے تلاش کیا اور قتل کر دیا۔ آپؓ انتہائی خوش تھے اور جلد از جلد رسول اللہؐ

Marfat.com

کو یہ خوشخبری سنانا چاہتے تھے۔اسی اثنا میں قلعہ سے نیچے اترتے ہوئے وہ گر گئے اوران کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔اسی حالت میں وہ سرورکونینؐ کے پاس پہنچ گئے اور سارا واقعہ سنایا۔تکلیف کی شدت سے ان کا برا حال تھا۔حضور نبی کریمؐ نے ان کی پنڈلی پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔وہ بالکل ٹھیک ہو گئے جیسے ان کو کبھی تکلیف ہی نہ ہوئی ہو۔

101۔جب کفار مکہ نے آپؐ کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور آپؐ کے جانی دشمن بن گئے تو آپؐ نے سوچا کہ اگر یہ نہیں سنتے تو شاید دوسرے سنیں اور اللہ کی ہدایت کو قبول کرلیں اور اللہ کے دین کے حامی بن جائیں۔آپؐ نے زیدؓ بن حارثہ کو ہمراہ لیا اور طائف تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ نے طائف کے سردار عبد یالیل،مسعود اور حبیب جو تینوں بھائی تھے کو دعوت اسلام پیش کی۔انہوں نے کلمہ حق سنتے ہی نہایت سختی سے جواب دے دیا۔ایک نے کہا کہ خدا نے کعبہ کا پردہ چاک کرنے کیلئے تجھ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔دوسرے نے کہا کہ خدا کو اپنی پیغمبری کیلئے تمہارے سوا کوئی اور نہیں ملا۔تیسرے نے کہا کہ خدا کی قسم میں تم سے بات نہیں کروں گا۔اگر واقعی اللہ نے تجھ کو اپنا نبی بنا کر بھیجا ہے تو تیرے کلمہ کو رد کرنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔اس لئے بہتر ہے کہ آپؐ سے بات ہی نہ کی جائے یہ کہہ کر ان ظالم لوگوں نے آپؐ پر پتھروں کی بارش کر دی۔بعد ازاں اوباش اور آوارہ لڑکوں کو بھڑکایا کہ وہ آپؐ پر پتھر برسائیں اور آپ کا مذاق اڑائیں۔ ظالموں نے اس قدر پتھر برسائے کہ زخموں کی وجہ سے آپؐ کے نعلین مبارک خون

سے تر ہو گئے۔

اہل طائف کی وحشیانہ حرکتوں کی وجہ سے آپؐ نے واپس مکہ جانے کا ارادہ کیا۔ راستے میں عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کا باغ پڑتا تھا۔ آپؐ وہاں ایک انگور کی ٹہنی کے سائے میں زخموں سے چور نڈھال بیٹھ گئے اور یہ دعا پڑھنے لگے اے اللہ میں تجھ سے اپنی کمزوری اور تدبیر کی کمی اور لوگوں کی بے توقیری کی شکایت کرتا ہوں۔ اے رب العالمین تو کمزوروں کا مربی اور مددگار ہے۔ تو مجھ کو کس کے سپرد کرے گا۔ کسی غضبناک اور ترش رو دشمن کے یا کسی دوست کے۔ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو پھر مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں۔ تیری عافیت اور سلامتی میرے لئے باعث سہولت ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں تیری بزرگ ذات کے وسیلے سے جس سے تمام ظلمتیں منور ہوئیں اور اسی نور سے دنیا و آخرت کا کارخانہ چل رہا ہے۔ میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب اور ناراضگی مجھ پر اترے اور اصل مقصد تجھ ہی کو منانا اور راضی کرنا ہے۔ بندے میں کسی شر سے پھرنے اور خیر کرنے کی قدرت نہیں مگر جتنی تیری بارگاہ سے عطا ہو جائے۔

ایسی دعا کا زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ اجابت کے دروازے کھل گئے۔ وہی عتبہ اور شیبہ جن کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہو گئے تھے خود ہی آپؐ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے غلام عداس کو کہا کہ ایک طبق میں انگور رکھ کر اس شخص کے پاس لے جاؤ اور کھانے کیلئے اصرار کرو۔ عداس نے انگوروں کا طبق لا کر آپؐ کے سامنے رکھ دیا اور کھانے کیلئے اصرار کیا۔ آپؐ نے بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کر دیا اور عداس

Marfat.com

سے پوچھا کہ تم کس شہر کے باشندے ہو اور تمہارا دین و مذہب کیا ہے۔ عداس نے جو آپکی دعا سن چکا تھا، کہا کہ خدا کی قسم اس شہر میں تو کوئی شخص بھی اس کلام یا دعا کا کہنے والا نہیں ہے۔ میں شہر نینویٰ کا باشندہ ہوں اور میرا مذہب نصرانی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس نینویٰ شہر کے جہاں اللہ کے نیک بندے یونسؑ بن متی رہتے تھے۔ عداس نے کہا کہ آپ یونسؑ کو کیسے جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ میرے بھائی نبیؐ تھے اور میں بھی نبیؐ ہوں۔ عداس آپؐ سے ہم کلام ہونے اور آپؐ کا کلام سننے سے اتنا متاثر ہوا کہ فوری آپؐ کی پیشانی مبارک، ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا اور مسلمان ہو گیا۔

تھوڑی دیر آرام کے بعد آپؐ واپس تشریف لا رہے تھے کہ سامنے پہاڑی پر نظر پڑی جس کو قرن الثعالب یا قرن المنازل کہتے ہیں۔ آپؐ پر ایک بادل نے سایہ کیا ہوا تھا۔ اسی وقت جبرائیل امین جلوہ افروز ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سن لیا اور دیکھ لیا جو کچھ تم نے کہا، جو لوگوں نے جواب دیا، جس طرح تم کو واپس کیا اور جو سلوک تمہارے ساتھ کیا۔ اب یہ پہاڑوں کے فرشتے (ملک الجبال) موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھیجا ہے۔ آپؐ حکم کیجئے یہ تعمیل کریں گے۔ پھر ملک الجبال سامنے آیا۔ آپؐ حکم دیں ان کے دونوں طرف جو پہاڑ ہیں ان کو ملا کر ان تمام گستاخ بے ادب لوگوں کو پیس ڈالوں۔ فرشتے کی درخواست سن کر دل بے تاب ہو گیا۔ کہ کیا یہ خدا کی مخلوق جو نبیؐ کی کھیتی ہے کو برباد کر دیا جائے۔ آپؐ نے فرشتے کو جواب دیا اگر یہ بدنصیب راہ راست پر نہ آئے تو ان کی نسل سے میں ناامید نہیں

ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ان کی نسل میں وہ ہونگے جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے اور شرک سے باز رہیں گے۔ یہ حضور پاکؐ کی دعا ہی کا اثر ہے کہ آج طائف بلکہ پورے عرب میں مسلمان صرف خدا کی وحدانیت پر یقین رکھتے ہیں اور شرک کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ عتبہ اور شیبہ کے غلام عداس کی طرف سے انگور پیش کرنے اور آپؐ کے ان کو کھانے کی برکت ہے کہ پورے عرب میں طائف کے انگوروں کے ساتھ ساتھ یہاں پر پیدا ہونے والا ہر پھل جیسے خوبانی، انار، برشومی، آلو بخارا، انجیر، امرود، سیب وغیرہ دوسرے شہروں اور علاقوں کی نسبت زیادہ رسیلے اور میٹھے ہیں۔ ان کو دور دراز سے آنے والے لوگ بطور خاص سوغات اور تحفے کے اپنے عزیز واقارب کیلئے لے جاتے ہیں۔

102۔ جب اسید بن حضیر کو پتہ چلا کہ حضرت مصعبؓ بن عمیر اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں اور لوگوں کو نئے دین کی طرف راغب کررہے ہیں تو وہ غصے سے آگ بگولہ ہوگیا اور حضرت مصعبؓ کو نقصان پہنچانے کی نیت سے وہاں پہنچا اور اپنا نیزہ زمین میں گاڑھ کر ان کے پاس بیٹھ گیا۔ حضرت مصعبؓ نے اہل محفل کو اسلام کے متعلق بتلایا اور پھر ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت شروع کی تو اسید کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے محسوس کیا کہ اس کی تو دنیا ہی بدل گئی ہے۔ وہ فوراً اٹھا اور حضرت مصعبؓ سے گزارش کی کہ اس کو کلمہ پڑھایا جائے۔ حضرت مصعبؓ نے فرمایا کہ پہلے تم اپنا بدن صاف کرو۔ اسید اسی وقت باغ کے کنویں پر گیا غسل کر کے واپس آیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا۔ پھر حضرت اسیدؓ

Marfat.com

نے حضرت مصعبؓ سے کہا کہ میں آپؐ کے پاس ایک آدمی بھیجتا ہوں ۔ اگر وہ مسلمان ہو گیا تو اس کی ساری قوم مسلمان ہو جائے گی ۔

حضرت اسیدؓ نے واپس جا کر اپنے سردار سعد بن معاذ سے کہا کہ تم ادھر بے خبر بیٹھے ہو اور کچھ لوگ ابوامامہؓ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں ۔ وہ تمہارا خالہ زاد ہے اور تمہاری قوم کے باغ میں بیٹھا ہے ۔ اگر اُسے وہاں قتل کر دیا گیا تو تمہاری اور تمہارے سارے قبیلہ کی بے عزتی ہو گی ۔ اگر کچھ کر سکتے ہو تو کر لو ۔ سعد بن معاذ نے نیزہ اٹھایا اور باغ کی طرف دوڑ پڑا ۔ وہ چاہتا تھا کہ ابوامامہؓ کے دشمنوں کے آنے سے پہلے پہلے اسے اور حضرت مصعبؓ کو وہاں سے نکال دے ۔ سعد بن معاذ کو آتا دیکھ کر بھی حضرت مصعبؓ بن عمیر سکون سے بیٹھے لوگوں کو اسلامی تعلیمات کے متعلق بتلاتے رہے، تو اس (سعد بن معاذ) کو بہت غصہ آیا ۔ اس نے حضرت ابوامامہؓ سے کہا کہ اگر تو میرا خالہ زاد نہ ہوتا تو یہ شخص یہاں سے بچ کر نہ جاتا ۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر نے اسے بھی وہی بات کہی جو اسید سے کہی تھی ۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن مجید کے چند کلمات سن کر وہیں مسلمان ہو گیا ۔ واپس جا کر حضرت سعد بن معاذؓ نے اپنے قبیلہ والوں سے کہا کہ اگر تم سب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہیں لاؤ گے تو تم سے بات کرنا مجھ پر حرام ہو گا ۔ اس طرح سورج غروب ہونے سے پہلے ہی بنی عبدالاشہل کے تمام افراد نے اسلام قبول کر لیا اور مسلمان ہو گئے ۔ اس قبیلہ کا صرف ایک فرد اپنے آبائی دین پر قائم رہ گیا ۔

اس طرح حضرت اسید بن حضیرؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ نے اپنی قوم کے سارے

Marfat.com

بت توڑ دیئے اور حضرت محمدؐ کے سچے اور ابتدائی صحابہ کرام میں داخل ہو گئے۔

103۔ایک دفعہ ایک صحابیؓ سخت بیمار ہو گیا۔اس کی بیماری نے اس قدر شدت اختیار کی کہ اس کے بچنے کی کوئی صورت دکھائی نہ دیتی تھی۔یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ چند دن کا مہمان ہے۔ہادی کون و مکاں حضرت محمدؐ کو اس صحابیؓ کی بیماری کا علم ہوا تو آپؐ اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے۔آپؐ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ حالت نزع میں ہے۔آپؐ نے اپنے صحابیؓ کو محبت و شفقت سے دیکھا۔اس کی خیریت دریافت کی اور اسے تسلی و تشفی دی۔صحابیؓ نے شافع محشر حضرت محمد مصطفیٰؐ کو اپنے قریب بیٹھے دیکھا اور آپکی زبان مبارک سے تسلی آمیز کلمات سنے تو اس کی جان میں جان آئی۔اس نے عرض کی یارسول اللہؐ آپکی تشریف آوری میرے لئے باعث صد افتخار و اعزاز ہے۔آپؐ کی آمد کی برکت وفضیلت سے مجھے سکون قلب نصیب ہوا ہے۔اب میرے بچنے کی امید پیدا ہو گئی ہے۔آنحضورؐ نے صحابی کی حالت دیکھ کر اس کی بیماری کی اصل حقیقت سمجھ لی اور صحابی سے فرمایا کہ تم یہ بتاؤ کہ تم نے کوئی ایسی دعا مانگی ہے جس کے نتیجے کے طور پر تم اس حالت کو پہنچے ہو۔صحابی نے دست بستہ عرض کی یارسول اللہؐ مجھے اب یاد نہیں آرہا کہ میں نے کون سی دعا مانگی تھی۔آپؐ مجھ پر نظر کرم ڈالیں تاکہ مجھے وہ دعا یاد آجائے۔سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰؐ نے اس صحابی پر بھرپور توجہ اور نگاہ لطف ڈالی تو اس صحابیؓ کو وہ دعا یاد آگئی۔صحابیؓ نے مؤدبانہ عرض کی کہ اے میرے آقا میں نے ایک عرصہ تک خطاؤں اور گناہوں کی زندگی گزاری تو ایک وقت ایسا آیا کہ مجھے آخرت کی فکر

ہوئی۔ اسلیئے میں نے اپنی آخرت کی نجات کے لئے سوچا۔ مجھے کوئی صورت نظر نہ آئی کہ کیسے توبہ کروں۔ رب تعالیٰ جلہ شانہ سے اپنے گناہوں کا کفارہ کیسے ادا کروں۔ پھر میں نے خوب سوچا اور دل میں فیصلہ کیا کہ اپنے گناہوں کی سزا اس دنیا ہی میں پالوں تاکہ روز محشر آپ ؐ کو منہ دکھانے کے قابل ہوسکوں اور رب تعالیٰ کی منشا و مرضی سے آپ ؐ کی شفاعت کا مستحق ٹھہر سکوں۔ اس صورت حال میں میرے منہ سے رب تعالیٰ جلہ شانہ کے حضور یہ دعا نکلی یا الٰہی وہ عذاب جو مجھے آخری دنیا میں ملنا ہے وہ مجھے اس دنیا ہی میں دے دے اور آخرت کے عذاب سے مجھے نجات دے دے۔ میں یہ دعا مسلسل و متواتر مانگتا اور رب کریم و رحیم کے حضور گڑگڑا کر آہ و زاری کرتا رہا۔ چنانچہ اس دعا کا نتیجہ ہے کہ میں ایک عرصہ سے سخت بیمار ہوں۔ نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفےٰ ؐ نے اس صحابیؓ کیلیئے دعا کی اور فرمایا کہ یاد رکھو کبھی بھی رب کریم و رحیم سے ایسی دعا نہیں کرنی چاہیئے جس سے اپنے ہاتھوں اپنی تباہی ہو جائے۔ اپنے رب سے ہمیشہ خیریت و عافیت کی دعا کرنی چاہیے اور گناہوں سے معافی طلب کر کے زیادہ سے زیادہ نیکیوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اس پر صحابی نے رب العزت کی بارگاہ میں توبہ کی اور پھر ہادی کون و مکاں حضرت محمد ؐ نے اس صحابیؓ سے فرمایا کہ وہ یہ دعا مانگا کرے۔ یارب العالمین ہماری مشکل آسان کر۔ ہمیں دنیا و آخرت دونوں میں اچھائی عطا کر۔ بے شک تو غفار و ستار ہے۔ ہم پر اپنا فضل و کرم نازل فرما۔ چند دن کے بعد اس صحابیؓ کی اس تکلیف اور بیماری سے نجات ہوگئی۔

Marfat.com

104۔ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے بعد جب یزید نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا تو تین دن تک مسجد نبوی میں اذان نہ دی جا سکی۔ حضرت سعید بن مشیتؒ نے یہ تین دن مسجد نبوی میں گزارے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو جانے کا مجھے پتہ نہ چلتا تھا۔ البتہ جب نماز کا وقت ہوتا حضور انورؐ کے روضہ مبارک سے ہلکی سی اذان کی آواز آنے لگتی اور میں نماز پڑھ لیتا تھا۔ اس طرح میں نے تین دن باقاعدہ وقت پر تمام نمازیں ادا کیں۔

105۔ صحابی رسولؐ حضرت عبداللہ بن عامر قریشیؓ کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ وہ جہاں جگہ کھودتے وہاں سے پانی نکل آتا تھا اور جس پتھر یا چٹان کو توڑتے اس کے نیچے سے پانی بہہ نکلتا تھا۔ انہیں یہ امتیاز اس لیے حاصل ہوا کہ ایک مرتبہ بچپن میں وہ اپنے والد حضرت عامر بن کریز قریشیؓ کے ہمراہ بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے تو سرور کونینؐ نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال دیا تھا۔ جس کو انہوں نے نگل لیا تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تھا "یہ سیراب ہے"

106۔ یہودی خاندان کے ایک نوجوان چشم و چراغ کی نظر ایک دفعہ سرور کونینؐ کے چہرہ مبارک پر پڑی اور وہ وہیں گھائل ہو گیا۔ نورانی چہرہ اس کی نظروں میں ایسا سمایا کہ پھر وہ اپنی تمام تر کوشش اور کاوش کے باوجود اس کو نظر انداز نہ کر سکا۔ اس کے اپنے خاندان اور گھر والے رسول خداؐ کے جانی دشمن تھے۔ اس لئے وہ رات دن اس کوشش میں رہتا کہ کسی نہ کسی طرح وہ رسول خداؐ کی ایک جھلک دیکھ سکے اور اپنے بے تاب اور بے اطمینان دل کو سکون مہیا کر سکے۔ اکثر وہ کامیاب بھی ہو جاتا

Marfat.com

لیکن دیدار رحمتؐ اس کو اور تڑپا دیتی۔ اب وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔ اس دنیا کی ہزاروں آسائشیں اس کو سکون مہیا نہ کر سکیں۔ اس کو نہ کھانے پینے کا ہوش تھا اور نہ دنیا کے کسی کام سے سروکار۔ وہ چھپ چھپا کر کسی نہ کسی طرح اس مقام پر پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا جہاں سے اسے رسول خداؐ کی ایک جھلک نصیب ہو جاتی۔ اس کی ایک ہی لگن اور دلی خواہش تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح رسول خداؐ کے اتنا قریب پہنچ جائے کہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کر سکے لیکن وہ اپنے ماں باپ اور دوسرے عزیز و اقارب سے اس کا اظہار نہ کر سکا۔ اس طرح وہ بیمار رہنے لگا اور اس کی صحت دن بدن خراب ہونے لگی۔ اس کے باپ کو اس کی بیماری نے بہت پریشان کر دیا۔ اس نے اپنی مالی اور معاشی حیثیت کے مطابق اس کا علاج کروایا۔ جب ہر طرف سے مایوسی اور نا اُمیدی ہوگئی اور اس کے بیٹے کی زندگی کے تمام امکانات ختم ہو گئے تو وہ اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس کی آخری خواہش معلوم کرنے کی کوشش کی۔ جب بیٹے نے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا کہ وہ مرنے سے پہلے مسلمانوں کے رسولؐ کو جی بھر کر دیکھنا اور اس کے قدموں کا بوسہ لینا چاہتا ہے تو اس کے باپ کے پاؤں کے نیچے سے زمین سرکتی ہوئی معلوم ہوئی۔ وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا کہ وہ کس طرح اپنے قریب المرگ بیٹے کی آخری خواہش پوری کرے۔ ایک طرف بیٹے سے کیا ہوا وعدہ تھا کہ وہ اس کی آخری خواہش ضرور پوری کرے گا تو دوسری طرف اپنے قبیلے کا ڈر جو نہ صرف اسکو بلکہ اس کے پورے خاندان کو تباہ و برباد کر سکتا تھا۔ آخر بہت سوچ و بچار کے بعد اس نے اپنے قریب المرگ بیٹے سے کئے ہوئے وعدے کا

Marfat.com

پاس کرتے ہوئے اس کی آخری خواہش کو پورا کرنے کا فیصلہ کرلیا اور رسول خداؐ کی خدمت اقدسؐ میں حاضر ہو گیا اور انہیں تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔

سرور کونینؐ اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ اس یہودی کے گھر تشریف لے گئے۔ اس کے بیٹے کے جسم پر دست رحمت پھیرا جو اس وقت صرف ہڈیوں کا پنجر معلوم ہوتا تھا شاید اللہ تعالیٰ نے اسے صرف اپنے محبوب پیغمبرؐ کے دیدار کیلئے زندہ رکھا ہوا تھا۔ جونہی یہودی لڑکے نے رحمت دو عالمؐ کے دست اقدس کی تپش محسوس کی اس نے آنکھیں کھول دیں اور اپنی دلی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے آپؐ کے دست مبارک کا بوسہ لیا اور کلمہ پڑھانے کی استدعا کی۔ اِدھر سرور کونینؐ نے اس کو کلمہ پڑھایا اور اس کی شفاعت کیلئے ہاتھ بلند کئے اُدھر رحمت باری تعالیٰ نے جوش مارا اور فرشتوں کو اس کے جنازے میں شرکت کرنے کا حکم صادر فرمادیا۔ رسول خداؐ کے حکم پر اس نوجوان کو مسلمانوں کے طریقے پر کفنایا اور جنت البقیع میں دفنایا گیا۔ جب اس کا جنازہ اٹھایا گیا اور جنت البقیع کی طرف لے جایا جارہا تھا تو رسول خداؐ اپنے پاؤں کے پنجوں پر چل رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ کے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا کہ فرشتوں کی اتنی زیادہ تعداد نے جنازے میں شرکت کی تھی کہ جگہ کم پڑگئی اور مجھے مجبوراً پنجوں پر چلنا پڑا۔

107۔ ابتدائی ایام میں سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰؐ مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں خطبہ دیتے وقت کھجور کے ایک تنا کا سہارہ لیا کرتے تھے کیونکہ ابھی کوئی باقاعدہ منبر نہیں بنایا گیا تھا۔ بعد میں مسجد نبوی کی توسیع کی گئی اور خطبے کیلئے باقاعدہ منبر بنایا

Marfat.com

گیا۔ جب شافع محشر رسول خداؐ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور خطبہ کے ابھی چند الفاظ ہی کہے تھے کہ بچے کی طرح زور زور سے رونے کی آواز نے تمام صحابہ کرامؓ کو پریشان کر دیا۔ ہر صحابیؓ فکر مند تھا کہ کس کی آواز ہے اور کہاں سے آ رہی ہے۔ آخر رسول خداؐ نے خطبہ دینا بند کر دیا اور منبر سے نیچے تشریف لائے اور کھجور کے اس تنے کے پاس گئے جس کا پہلے سہارا لیا کرتے تھے۔ حضور اکرمؐ نے اپنا جسم اطہر اس تنے کے ساتھ لگایا، دست شفقت اس پر پھیرا اور اس کو تسلی و تشفی دی تو رونے کی آواز بند ہوگئی۔ سرور دو عالمؐ نے فرمایا کہ یہ کھجور کا تنا جدائی برداشت نہ کر سکا اور رونے لگا۔ بعد میں اس کھجور کے تنے کو کاٹ کر مسجد نبوی میں ہی دفن کر دیا گیا۔ مسجد کی تزئین و آرائش اور توسیع کے وقت اس جگہ ایک خوبصورت ستون تعمیر کر دیا گا جس کو اسطوانہ (ستون) حنانہ یا مخلقہ کہتے ہیں۔ یہ ریاض الجنتہ کے اندر روضہ اقدس کے قریب واقع ہے۔ زائرین اور حجاج کرام اس ستون کا دیدار کرتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں اور دعا مانگتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی ریاض الجنتہ کے اندر کچھ اور ستون یا اسطوانہ ہیں جن کا دیدار باعث ثواب ہے۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

اسطوانہ عائشہؓ

حضور اکرمؐ نے فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک مقام ایسا بھی ہے جہاں نماز پڑھنے کی بہت فضیلت ہے۔ اگر لوگوں کو یہ مقام معلوم ہو جائے تو ہر زائر کی دلی خواہش ہوگی کہ وہ وہاں نماز ضرور پڑھے۔ اس کیلئے شاید قرعہ اندازی کی نوبت بھی آ جائے

Marfat.com

۔حضرت عائشہؓ نے بعد میں اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو یہ جگہ بتلائی تھی۔اس جگہ اب ایک خوبصورت ستون تعمیر کیا گیا ہے۔حضور اکرمؐ نے تحویل قبلہ کے بعد کچھ دن یہاں نماز بھی پڑھائی تھی۔

اسطوانہ ابی لبابہؓ یا توبہ

حضرت ابی لبابہؓ سے غزوہ تبوک کے موقع پر کوئی ایسی غلطی سرزد ہوگئی جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان اور افسردہ رہتے تھے۔آخر کار انہوں نے اپنے آپ کو مسجد کے اندر ایک مقام پر باندھ لیا تھا۔تقریباً پچاس دن کی توبہ واستغفار کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور رسول اللہ کو وحی کے ذریعے اطلاع کر دی۔اس طرح حضور اکرمؐ کے حکم پر ان کو کھولا گیا۔اس مقام پر بھی ایک بڑا خوبصورت ستون تعمیر کیا گیا ہے جو کہ ریاض الجنتہ میں روضہ اقدس کے قریب ہے۔اس جگہ حاضری بھی باعث ثواب ہے۔

اسطوانہ سریر

یہ ستون اس مقام پر بنایا گیا ہے جہاں رسول خداؐ اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور آپؐ کا بستر مبارک بھی یہاں ہی بچھایا جاتا تھا۔اس ستون کے بنانے کا مقصد حجاج کرام اور زائرین کو اس مقام کی اہمیت سے آگاہ کرنا ہے۔

108۔فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کے اعلان کے بعد رسول اکرمؐ بہت دیر تک بیت اللہ شریف میں رونق افروز رہے۔نماز کا وقت ہوا تو آپؐ کے حکم سے حضرت بلالؓ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان کہی۔اس وقت عتاب بن اسید، حارث بن

Marfat.com

ہشام اور ابوسفیان بن حرب کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اذان کی آواز سن کر عتاب نے کہا کہ خدا نے ان کے والد اسید کو یہ عزت بخشی ہے کہ اس نے یہ آواز نہ سنی ورنہ اس کو رنج ہوتا۔ حارث نے کہا کہ خدا کی قسم! اگر یہ حق ہوتا تو میں اس کی پیروی کرتا۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں تو کچھ نہیں کہتا۔ اگر کہوں تو یہ کنکریاں ان کو میری بات کی خبر دے دیں گی۔ تھوڑی دیر کے بعد سرور کونینؐ وہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے تمہاری تمام باتیں معلوم ہوگئی ہیں۔ پھر آپؐ نے ان تینوں کی کہی ہوئی باتیں حرف با حرف دھرا دیں۔ وہ یہ سن کر بہت پریشان ہوئے اور رسول خداؐ سے پوچھا کہ آپؐ کو یہ باتیں کیوں کر معلوم ہوئیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے اللہ نے مجھے ان سے آگاہ کر دیا تھا۔ حارث اور عتاب یہ سن کر فوراً مسلمان ہو گئے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ ان باتوں کی اطلاع ہم تینوں کے علاوہ اور کسی کو نہ تھی ورنہ ہم کہہ دیتے کہ یہ باتیں اس نے آپؐ کو بتائی ہیں۔ بعد میں ابوسفیان بھی مسلمان ہو گیا تھا۔

109۔ فتح خیبر کے بعد اگرچہ یہودیوں کو امان دے دی گئی تھی مگر وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے۔ چنانچہ ایک یہودیہ زینب بنت حارث نے جو سلام بن مشکم کی زوجہ اور مرحب کی بھاوج تھی، رسول اللہؐ کی دعوت کی۔ آپؐ نے اس کی دعوت قبول فرمالی۔ اس بدبخت عورت نے بکری کا گوشت بھون کر اس میں زہر ملا دیا اور شام کو کھانا حضورؐ کے سامنے رکھ کر چلی گئی۔ رسول اکرمؐ نے گوشت کی ایک بوٹی اٹھائی اور منہ مبارک میں ڈال لی۔ مگر فوری اگل دی اور فرمایا کہ اس گوشت میں زہر

ملا ہوا ہے۔ زینب کو گرفتار کرلیا گیا اور حضورؐ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کہ اس نے اس گوشت میں زہر کیوں ملایا تھا۔ زینب نے آپؐ سے دریافت کیا کہ آپؐ کو یہ خبر کس نے دی ہے۔ سرورِ کونینؐ نے فرمایا کہ میرے اللہ کے حکم سے اس گوشت کے ٹکڑے نے۔ اس پر زینب نے اعتراف جرم کرتے ہوئے کہا کہ میں نے یہ کام صرف آپؐ کو آزمانے کی خاطر کیا تھا۔ آپؐ نے میری قوم کے ساتھ جو معاملہ کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ میں نے سوچا کہ اگر آپؐ محض دنیا کے بادشاہوں کی طرح بادشاہ ہیں تو زہر آلودہ گوشت کھا کر مر جائیں گے اور ہم آرام پائیں گے۔ اگر آپؐ واقعی اللہ کے رسولؐ ہیں تو اللہ آپکو خبردار کر دیگا اور زہر آپؐ پر اثر نہ کریگا۔ حضورؐ چونکہ اپنی ذات کی خاطر انتقام لینا پسند نہیں فرماتے تھے اس لئے اس یہودن کو معاف فرما دیا۔ مگر رسولِ خداؐ کے ساتھ ایک اور صحابی حضرت بشرؓ بن برا بھی تھے اس نے گوشت کا ایک ٹکڑا کھا لیا تھا اور اس سے ان کی موت واقع ہوگئی تھی۔ اسلئے ان کے قصاص میں اس یہودن کو موت کی سزا دے دی گئی۔

110۔ شافع محشر اللہ کے رسولؐ نے محکمؓ بن جثامہ کو عامرؓ بن ضبط کی ماتحتی میں ایک جنگ پر روانہ فرمایا۔ ان دونوں میں کوئی پرانی دشمنی چلی آرہی تھی۔ اس لئے جب وہ ایک وادی میں پہنچے تو موقع پا کر محکمؓ نے عامرؓ کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ رسول اللہؐ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ یا اللہ! محکم کو زمین قبول نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کو ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ محکم فوت

Marfat.com

ہو گیا۔ جب اس کو دفنایا گیا تو زمین نے اس کو قبر سے باہر پھینک دیا۔ مختلف جگہوں پر قبریں کھود کر اسے کئی دفعہ دفن کرنے کی کوشش کی گئی مگر ہر دفعہ زمین نے اسے قبول نہ کیا اور باہر نکال پھینکا۔ آخر کار اسے ایک غار میں پھینک دیا گیا اور غار کے منہ پر پتھروں کی ایک دیوار بنادی گئی۔

111۔ عدیم ابن طاہر علوی کے پاس آنحضورؐ کے موئے مبارک تھے جن کی تعداد چودہ تھی۔ اس نے حلب کے ایک امیر کے پاس جو علویوں سے محبت رکھتا تھا ان بالوں کو بطور ہدیہ پیش کیا۔ امیر حلب نے ان بالوں کو بڑی عزت و تکریم سے قبول کیا اور علوی کی بھی معقول خدمت کی۔ ایک مدت کے بعد وہ علوی جب امیر کے پاس گیا تو اس نے علوی سے بے رخی برتی اور اس سے اچھا برتاؤ نہ کیا۔ علوی نے غصے کا سبب پوچھا تو امیر نے بتایا کہ میں نے سنا ہے جو بال تم لائے تھے وہ آنحضورؐ کی جانب غلط طور پر منسوب کیے گئے تھے۔ علوی نے کہا کہ ان کو منگوائیے۔ چنانچہ وہ بال لائے گئے اور آگ جلائی گئی۔ پھر اس میں وہ بال ڈال دیئے گئے۔ لیکن وہ بجائے جلنے کے اور بھی نکھر گئے اور خوبصورت ہو گئے۔ یہ دیکھ کر امیر بہت شرمندہ ہوا اور علوی کی پہلے سے زیادہ تعظیم کی اور نذرانہ پیش کیا۔

112۔ ایک دفعہ اراشی نامی ایک بدو فروخت کرنے کیلئے کچھ اونٹ لیکر مکہ معظّمہ آیا۔ ابوجہل (ابوالحکم) نے اس سے اونٹ خرید لئے مگر قیمت ادا کرنے میں حیلے بہانے کرنے لگا۔ اراشی اونٹ تو ابوجہل کے حوالے کر چکا تھا۔ لیکن وہ ان اونٹوں کی قیمت حاصل نہ کر سکا۔ اس لئے وہ قریش کے مختلف سرکردہ لوگوں کے پاس

Marfat.com

گیا۔اس نے ان کو اپنا مسئلہ بتلایا اور بڑی دردمندی سے ان سے کہا کہ اے سرداران قریش! میں ایک بے وطن مسافر ہوں۔ یہاں میرا حق مارا گیا ہے اور میرے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے۔تمہارے ابوالحکم بن ہشام نے میرا حق دبالیا ہے۔کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اس سے میرا حق دلوا سکے۔سرداران قریش نے اراشی کی ساری بپتا سنی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ ابوجہل نے اس شخص کے ساتھ ظلم کیا ہے مگر ان میں سے کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ ابوجہل کے خلاف اٹھ کھڑا ہوتا۔ ان میں سے ایک نے بات ٹالنے کیلئے اراشی سے کہا کہ وہ دیکھو! وہاں محمدؐ بیٹھے ہوئے ہیں۔ان کے پاس جاؤ۔ان کے علاوہ اور کوئی نہیں جو تمہارا حق دلوا سکے۔یہ مشورہ دیانتداری کی بناپر نہیں بلکہ مذاق کی نیت سے دیا گیا تھا۔مگر اراشی کو یہ بات معلوم نہ تھی۔وہ ستم رسیدہ سیدھا رسول اللہؐ کے پاس گیا، اپنا ماجرہ بیان کیا اور دستگیری کا طالب ہوا۔رسول اکرمؐ ساری بات سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا میرے ساتھ آؤ۔سرداران قریش انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ رسول اللہؐ سیدھے اراشی کے ساتھ ابوجہل کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔اندر سے آواز آئی کون ہے۔رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں محمدؐ ہوں باہر آؤ۔اندر سے ابوجہل باہر آیا تو اس کا خوف سے رنگ اڑا ہوا تھا۔حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کا حق فوراً اسے دے دو۔خوف زدہ اور حیرت واستعجاب میں ڈوبے ہوئے ابوجہل نے اسی وقت اراشی کو اس کے اونٹوں کی قیمت ادا کر دی۔اراشی خوشی سے پھولا نہ سمایا۔اسنے واپس آکر سرداران قریش کو سارا ماجرہ سنایا تو وہ حیران اور

پریشان ہو گئے ۔ وہ تو کسی اور ہی بات کی توقع کر رہے تھے ۔مگران کے سارے منصوبے پر پانی پھر چکا تھا۔اراشی اپنے اونٹوں کی قیمت لیکر چلا گیا۔تھوڑی دیر کے بعد ابوجہل حیران و پریشان اور مایوسی کی حالت میں باہر آیا اور سرداران قریش کی مجلس میں آبیٹھا۔انہوں نے لعن طعن آمیز لہجے میں کہا کہ بد بخت تجھے کیا ہو گیا تو اتنا افسردہ کیوں ہے ۔ابوجہل نے جواب دیا کم بختو! واقعہ یہ ہے کہ جب محمدؐ نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے انکی آواز سنی تو رعب اور ہیبت سے میری حالت ایک پتلے کی سی ہو گئی ۔ مجھے ایسا لگا کہ اگر میں نے ان کی بات نہ مانی تو زمین مجھے نگل جائے گی ۔اب میرے پاس انکا حکم ماننے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔اس لئے میں نے فوی عمل کیا اور اراشی کی پوری رقم ادا کر دی ۔

113 ۔غزوہ احد میں رسول خداؐ پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کی بارش ہو رہی تھی ۔ حضورؐ شدید زخمی تھے آپؐ کے دو دندان مبارک شہید ہو چکے تھے مگر آپؐ اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ میدان جنگ میں موجود تھے ۔ابی بن خلف اپنا تیز رفتار گھوڑا دوڑا تا ہوا اور صفوں کو چیرتا ہوا حضورؐ پر حملہ آور ہوا۔ابی بن خلف عرب کے مشہور سپہ سالا روں اور رسول خداؐ کے بدترین دشمنوں میں سے ایک تھا۔غزوہ بدر کے بعد جب وہ فدیہ دے کر رہا ہوا تھا تو جاتے ہوئے کہہ گیا تھا کہ میں آج سے اپنے گھوڑے کی ایسی پرورش کرونگا جو پہلے کسی نے نہ کی ہو ۔پھر اس پر سوار ہو کر آؤنگا اور اپنا بدلہ محمدؐ کو قتل کر کے لونگا ۔ چنانچہ اس نے اپنے گھوڑے کی خوب پرورش کی تھی اور میدان اُحد میں للکارتا ہوا رسول اللہؐ کی طرف آیا تھا۔صحابہ کرامؓ نے اس کا راستہ روکنا چاہا

Marfat.com

تو حضورؐ نے سب کو منع فرمایا اور ایک صحابیؓ سے نیزہ لیکر اکیلے اس کی طرف بڑھے ۔ابی بن خلف جسے اپنی شجاعت اور بہادری پر ناز تھا اور حضورؐ کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا ابھی وار نہ کرنے پایا تھا کہ رسول خداؐ نے نیزے کی انی اس کی گردن میں چبھودی ۔معاً! اس کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ چیختا ہوا الٹے پاؤں بھاگا ۔وہ برابر شور مچا رہا تھا میں مارا گیا ۔میں مارا گیا ۔قریش نے اسے بھاگتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ یہ تو معمولی زخم ہے ۔تم اس قدر خوفزدہ کیوں ہو ۔اس نے جواب دیا کہ یہ محمدؐ کے ہاتھ کا زخم ہے اور میری موت کا پروانہ ہے ۔وہ درد کے مارے برابر چلاتا رہا حتیٰ کہ گھوڑے سے نیچے گرا اور جہنم رسید ہو گیا ۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ تھوڑی رات گئے میں اس میدان سے گزرا تو ایک جگہ آگ روشن دیکھ کر رک گیا ۔میں نے دیکھا کہ ایک شخص زنجیروں سے بندھا ہوا ہے اور اس کو عذاب دیا جا رہا ہے ۔وہ آگ سے نکل کر بھاگنا چاہتا ہے اور چلاتا ہے کہ میں پیاسا ہوں ۔کوئی دوسرا شخص کہتا ہے اس کو پانی نہ دینا یہ ابی بن خلف ہے جو رسول اللہؐ کے ہاتھوں قتل ہوا تھا ۔

114 ۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے ابن ابی محیط کی بکریاں چرایا کرتے تھے ۔ایک دفعہ رسول خداؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا گزر اس جگہ پر ہوا جہاں وہ بکریاں چرا رہے تھے ۔رسول خداؐ نے دریافت فرمایا کہ اے لڑکے کیا تیرے پاس دودھ ہے ۔اس نے جواب دیا کہ دودھ تو ہے مگر وہ کسی کی امانت ہے اور میں دینے کا مجاز نہیں ہوں ۔آپؐ نے پوچھا کہ کیا تیرے پاس کوئی

Marfat.com

ایسی بکری ہے جو نہ کبھی حاملہ ہوئی ہو اور نہ اس نے کبھی دودھ دیا ہو۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں ایسی بکری تو ہے۔ چنانچہ اس نے بکریوں کے ریوڑ سے ایک ایسی بکری پیش کر دی جو نہ کبھی حاملہ ہوئی تھی اور نہ اس نے کبھی دودھ دیا تھا اور نہ اس کے تھن ہی تھے۔ رسول اکرمؐ نے بکری کے تھنوں کی جگہ پر اپنا دست مبارک پھیرا تو اس کے تھن نمودار ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد دودھ سے بھر گئے۔ چنانچہ آپؐ نے دودھ دوھیا، خود پیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو بھی پلایا۔ پھر حضورؐ نے تھنوں کو حکم دیا کہ سکڑ جاؤ۔ آپؐ کا فرمانا تھا کہ بکری کے تھن سکڑ کر پہلے کی طرح بے نشان ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! آپؐ نے جو کلام پڑھا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی بتلا دیجئے۔ آپؐ نے اس کے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو پہلے ہی پڑھا پڑھایا ہے۔ سرور کونینؐ کی دعا کی بدولت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بعد میں مسلمان ہو گئے اور لشکر اسلام میں داخل ہو گئے۔

115۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیقؓ اور تقریباً ایک سو تیس مزید صحابہ کرامؓ ایک سفر میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھے۔ راستے میں تمام خورد و نوش کا سامان ختم ہو گیا اور سب کا بھوک کی وجہ سے بُرا حال تھا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے تو وہ لے آئے۔ ایک صحابیؓ کے پاس ایک صاع آٹا بچا ہوا تھا۔ اس نے وہ حضورؐ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ حضورؐ کے حکم پر وہ آٹا گوندھ لیا گیا۔ اتنے میں ایک آدمی اپنی بکریاں ہانکتا ہوا ادھر نکل آیا

Marfat.com

حالانکہ چند لمحے پہلے بکریوں کے وہاں ہونے کا کوئی نشان نہیں تھا۔ رسول خداؐ نے اس سے ایک بکری خریدی۔ اس کو ذبح کیا گیا اور حضورؐ کے حکم کے مطابق اس کی کلیجی بھونی گئی۔ پھر حضورؐ نے اس کلیجی کی ایک ایک بوٹی تمام صحابہ کرامؓ کو دی۔ اس کے بعد گوشت پکایا گیا اور دو پیالوں میں ڈال دیا گیا۔ گوندھے ہوئے آٹے کی روٹیاں تیار کی گئیں۔ رسول خداؐ کے حکم کے مطابق تمام صحابہ کرامؓ نے روٹیاں اور گوشت کھانا شروع کیا اور خوب سیر ہو کر کھایا لیکن دونوں پیالے بھرے کے بھرے بچ گئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے بچا ہوا تمام کھانا اپنے اونٹ پر رکھ لیا اور حضورؐ کے ساتھ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

116۔ غزوہ حنین کے موقع پر شیبہ بن عثمان (جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے) نے جب رسول اللہؐ کو تنہا دیکھا تو اسے اپنے والد اور چچا یاد آ گئے جنہیں حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے قتل کیا تھا۔ شیبہ نے سوچا کہ اب انتقام کا موقع اچھا ہے۔ یہ سوچ کر اس نے دائیں طرف سے رسول اللہؐ کا رخ کیا مگر قریب پہنچے تو دیکھا کہ حضورؐ کے دائیں جانب حضرت عباسؓ کھڑے ہیں۔ شیبہ نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو محمدؐ کے چچا ہیں ان کا ساتھ ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ پھر شیبہ نے بائیں طرف سے حملے کا ارادہ کیا۔ جب قریب گیا تو دیکھا کہ حضرت ابو سفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلبؓ حضورؐ کے بائیں طرف کھڑے ہیں۔ اس نے دل میں کہا کہ یہ تو حضورؐ کے چچازاد بھائی ہیں اور بڑی بے جگری سے ان کا دفاع کریں گے۔ اسلئے وہ پیچھے ہٹ آیا اور پشت سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ رسول خداؐ کے قریب

پہنچ گیا اور جب تلوار چلانے لگا تو حضورؐ اور اس کے درمیان سخت تیز آگ کے شعلے حائل ہو گئے جن سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں اور اسے ڈر لگا کہ کہیں آگ کی وجہ سے اس کی بینائی زائل نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور پیچھے کی جانب الٹے پاؤں بھاگا۔ سرورِ کونینؐ نہایت خاموشی، سکون اور اطمینان سے کھڑے شیبہ کی یہ تمام حرکات دیکھ رہے تھے۔ آپؐ نے فوراً فرمایا کہ اے شیبہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں میرے پاس آؤ۔ شیبہ اسی طرح ہاتھ میں تلوار لئے پریشانی کے عالم میں حضورؐ کے قریب آ گیا۔ آپؐ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کی اے اللہ! شیبہ سے شیطان کو دور فرما دے۔ آپؐ کی دعا کے بعد شیبہ نے اللہ کے رسولؐ کی جانب دیکھا تو ایک لمحہ میں اس کی دنیا ہی بدل گئی۔ اس نے فوراً کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ رسول اللہؐ کے حکم پر بعد میں اس نے اسی تلوار سے کفار کے ساتھ جہاد کیا اور بہت سے مشرکین کو جہنم رسید کیا۔

117۔ حضرت اُم مالکؓ کے پاس ایک چمڑے کی کپی تھی جس میں وہ گھی ڈال کر سرورِ کونینؐ کی خدمت اقدس میں بطور ہدیہ بھیجا کرتی تھی۔ ایکدن وہ گھی کی کپی لیکر حضورؐ کے گھر آئی تو آپؐ نے خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اس کپی کو نچوڑنا نہیں اور اپنی ضرورت کے مطابق جتنا گھی نکالنا چاہو نکال لینا۔ اس کے بعد وہ کپی اس کو واپس کر دی۔ وہ حضورؐ کے گھر سے خالی کپی لیکر آئی تھی۔ جب گھر پہنچی تو کیا دیکھتی ہے کہ کپی گھی سے بھری ہوئی ہے۔ اس کے بچے کھانا مانگتے تو وہ کپی سے حسب ضرورت گھی نکالتی اور استعمال کر لیتی۔ ایک مدت تک وہ اس کپی سے گھی استعمال

Marfat.com

کرتی رہی اور ہمیشہ اس کو بھرا ہوا پاتی۔ پھر ایک روز اس نے غلطی سے اس کپی کو نچوڑ لیا تو وہ خالی ہو گئی اور گھی ہمیشہ کیلئے غائب ہو گیا۔

118۔امام شرف الدین بوصیریؒ نے رسول اکرمؐ کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے تھے۔ بعد آزاں وہ مرض فالج میں مبتلا ہو گئے جس سے ان کا آدھا بدن بیکار ہو گیا۔اس بیماری کی حالت میں انہوں نے رسول اللہؐ کی مدح میں ایک اور قصیدہ لکھنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ جب قصیدہ تیار ہو گیا تو اس کا نام قصیدہ بردہ رکھا۔ پھر اس کے توسل سے رسول اللہؐ سے اپنی عافیت کی دعا مانگی۔انہوں نے اس قصیدے کو بار بار پڑھا اور رسول اللہؐ کے توسل سے اپنی صحت کیلئے دعا کرتے ہوئے سو گئے۔ خواب میں انہیں رسول اللہؐ کی زیارت ہوئی اور انہوں نے اپنا لکھا ہوا قصیدہ بار رسالت میں پیش کیا جس پر حضورؐ نے انہیں بے حد داد دی۔ پھر حضورؐ نے اپنا دست شفا ان کے بدن کے فالج زدہ حصے پر پھیرا اور اپنی چادر (بردہ) مبارک ان پر ڈال دی۔ آنکھ کھلی تو انہوں نے اپنے آپ کو بالکل تندرست وتوانا پایا اور دیکھا کہ حضورؐ کی عطا کردہ چادر (بردہ) ان کے بدن پر پڑی ہے۔امام بوصیری نے اس قصیدے کا ذکر کسی سے نہ کیا۔ مگر جب وہ صبح گھر سے باہر نکلے تو راستے میں ایک درویش ملے۔انہوں نے کہا کہ جناب وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمایئے جو آپ نے رسول اللہؐ کی مدح میں لکھا ہے۔امام بوصیری نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کی مدح میں کئی قصیدے لکھے ہیں آپ کو کون سا چاہیئے۔ درویش نے کہا کہ وہ قصیدہ جو آپ نے بیماری کی حالت میں لکھا ہے۔انہوں نے اس قصیدہ کا ایک مطلع بھی بتا دیا اور پھر

Marfat.com

کہنے لگا کہ خدا کی قسم رات میں نے یہ قصیدہ دربارِ نبویؐ میں سنا ہے۔ جب یہ قصیدہ پڑھا جا رہا تھا تو حضورؐ بہت خوش تھے۔ آپؐ نے اسے بہت پسند فرمایا اور پڑھنے والے پر اپنی چادر ڈال دی۔ درویش کی یہ بات سن کر امام بوصیری نے اپنا خواب بیان کیا اور وہ قصیدہ انکو دے دیا۔ مشہور ہے کہ اس قصیدہ کے ذریعے شفا مانگنے والوں کو شفا مل جاتی ہے۔

119۔ حضرت طفیل بن عمروؓ اپنی قوم کے سردار اور بہترین شاعر تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے رسول اللہؐ سے عرض کی کہ میں قوم دوس کا سردار ہوں اور وہ میری فرمابرداری کرتے ہیں۔ آپؐ مجھے کوئی ایسی کرامت یا نشانی عطا فرمایئے جس کو دیکھ کر میری قوم میری صداقت کی قائل ہو جائے۔ چنانچہ حضورؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! طفیل کو ایک نور عطا فرما جو برابر اس کے ساتھ رہے۔ آپؐ کی دعا کی وجہ سے اس کی پیشانی پر بالکل سامنے ایک نور ظاہر ہو گیا جو ستارے کی طرح چمکتا تھا۔ جب وہ اپنے قبیلے میں واپس گئے تو انہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں میری قوم اس کو برص کا داغ نہ سمجھ لے۔ اس لئے انہوں نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر دعا کی تو وہ نور ان کے کوڑے کے ایک کنارے میں ظاہر ہو گیا۔ یہ نور ایسا تھا کہ رات کو چراغ کی طرح روشن رہتا تھا۔ اسی وجہ سے ان کو ذوالنور کہا جاتا تھا۔

120۔ مکہ مکرمہ کا ایک شخص جس کا نام حصین تھا رسول اللہؐ کا سخت دشمن تھا۔ اس کا بیٹا حضرت عمرانؓ مسلمان ہو چکا تھا اور اپنے باپ کے رویہ سے بہت نالاں تھا اور رسول اللہؐ سے اکثر ان کی شکایت کرتا رہتا تھا۔ ایک دن حصین بُرے ارادے سے

Marfat.com

آیا اور رسول اللہؐ کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ حضرت عمرانؓ بھی اس مجلس میں موجود تھا اور حضورؐ کے بالکل قریب بیٹھا تھا۔ اس نے اپنے باپ کو آتے دیکھا تو نہ وہ اس کی تعظیم کیلئے کھڑا ہوا اور نہ ان سے کوئی بات کی بلکہ ایسے ہو گیا جیسے وہ ان کو جانتا ہی نہیں۔ حصین چپ چاپ بیٹھا تھا۔ رسول اللہؐ جانتے تھے کہ وہ ان کا دشمن ہے اور انہیں نقصان پہنچانے کی غرض سے آیا ہے۔ سرورکونینؐ نے اس کی طرف توجہ فرمائی، قرآن پاک کی چند آیتیں پڑھیں اور پھر اس کو ایمان لانے کی دعوت دی۔ حصین خاموشی سے بیٹھا سنتا رہا۔ اس کے دل پر اللہ کے رسولؐ کے اخلاق، آپؐ کی باتوں اور قرآن پاک کی آئیتوں کا ایسا اثر ہوا کہ اچانک وہ بول اٹھا کہ آپؐ اللہ کے سچے نبیؐ ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں وہ برحق ہے۔ پھر اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ جونہی حصین مسلمان ہوا۔ حضرت عمرانؓ بڑے ادب سے کھڑے ہو گئے اور اپنے باپ سے لپٹ گئے۔ ان کو مبارک باد دی اور ان کے سر کو چوما اور ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس کے باپ کو اس عظیم نعمت سے نوازا ہے۔

121۔ حضرت اہبان بن اوس اسلمیؓ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے، مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر حرۃ الوبرہ میں بکریاں چرا رہے تھے کہ اچانک ایک بھیڑیا ان کی بکریوں کے ریوڑ کی طرف آنکلا اور ایک بکری پکڑ لی۔ حضرت اہبانؓ نے بھیڑیے کا پیچھا کیا اور اپنی بکری چھڑا لی۔ اس پر بھیڑیا ایک ریت کے ٹیلے پر چڑھ گیا اور اپنی دم پر کتے کی طرح بیٹھ کر حضرت اہبانؓ سے مخاطب ہوا۔ کیا

Marfat.com

تو اللہ سے نہیں ڈرتا جو میرے اور میرے رزق کے درمیان حائل ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔حضرت اہبان نے بھیڑیے کی بات سن کر کہا کہ تعجب ہے تو بھیڑیا ہوکرانسان کی طرح کلام کرتا ہے۔خدا کی قسم میں نے آج تک کسی بھیڑیے کو کلام کرتے نہیں دیکھا۔اس پر بھیڑیا بولا کہ میں تجھے اس سے بھی زیادہ عجیب بات بتاتا ہوں۔ذوحرہ کے درمیان نخلستان (مدینہ) میں ایک شخص جس کا نام محمدؐ ہے لوگوں کوان معاملات اور واقعات کی خبر دیتا ہے جو گزر چکے ہیں اور جو ابھی ہونے والے ہیں۔یہ کہہ کر بھیڑیا تو چلا گیا لیکن حضرت اہبان کچھ دیر وہیں گم سم کھڑے رہے۔ان کو یقین ہو گیا کہ یہ واقعی اللہ کے آخری رسولؐ ہیں جن کی خبر ایک بھیڑیا دے رہا ہے۔ان کو اپنے اوپر غصہ آنے لگا کہ اگر چہ آخری رسولؐ کا تذکرہ تمام پہلی کتابوں میں ہے پھر بھی وہ ان کی آمد سے بے خبر رہا۔وہ فوری طور پر مدینہ منورہ پہنچا، رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، بھیڑیے کا قصہ آپؐ کو بتلایا اور اسلام قبول کرلیا۔

122۔جب رسول اکرمؐ کا نکاح حضرت زینب بنت جحش سے ہوا تو حضرت انسؓ کی والدہ حضرت اُم سلیمؓ نے کھجوروں، گھی اور پنیر سے کھانا تیار کیا۔اسے ایک پیالے میں ڈال کر حضرت انسؓ سے کہا کہ اس کو رسول اللہؐ کی خدمت میں لے جاؤ۔وہاں عرض کرنا کہ یہ میری ماں نے آپؐ کیلئے بھیجا ہے۔وہ سلام عرض کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یارسول اللہؐ یہ تھوڑا سا کھانا ہماری طرف سے قبول فرمایئے۔حضرت انسؓ کھانے کا پیالہ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ساتھ ہی جو کچھ

Marfat.com

ماں نے کہا تھا وہ بھی عرض کر دیا۔ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اسے رکھ دو اور تین آدمیوں کا نام لیکر فرمایا کہ ان کو بلا لاؤ۔ ان کے علاوہ جو بھی ملے اس کو بھی بلا لاؤ۔ حضرت انسؓ نے حکم کی تعمیل کی اور جو بھی راستے میں ملا اس کو کھانے کی دعوت دے دی۔ تھوڑی دیر بعد جب واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ حضورؐ نے اپنا دست مبارک اس کھانے پر رکھا اور دعا فرمائی۔ پھر آپؐ حاضرین میں سے دس دس افراد کو بلاتے رہے اور فرماتے رہے کہ اللہ کا نام لیکر کھاؤ مگر صرف اپنے سامنے سے کھانا۔ اس طرح دس آدمیوں کا ایک گروہ کھانا کھا کر نکلتا تو دوسرا آجاتا۔ دوسرا گروہ کھانے سے فارغ ہوتا تو تیسرا آجاتا۔ یہاں تک کہ سب نے سیر ہو کر کھایا۔ جب سب لوگ کھانا کھا چکے تو حضورؐ نے حضرت انسؓ سے فرمایا کہ پیالہ اٹھا لو۔ انہوں نے پیالہ اٹھا لیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ پیالے میں کھانا جوں کا توں پڑا ہوا تھا اور تقریباً تین سو آدمی کھانا کھا چکے تھے۔

123۔ سرورِ کونینؐ نے غزوہ احد کے دن اپنا سر مبارک ایک پتھر کی طرف جھکایا تاکہ مشرکین سے اپنا جسم مبارک چھپا لیں۔ وہ پتھر ایسا نرم ہوا کہ حضورؐ کا پورا سر مبارک اس میں داخل ہو گیا۔ وہ پتھر اب تک موجود ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مکرمہ کے ایک درہ میں حضورؐ نے ایک سخت پتھر کو سہارا لینے کیلئے پکڑا تو وہ ایسا نرم ہو گیا کہ حضورؐ کے دونوں بازو مبارک کے نشان اس پر ثبت ہو گئے۔ وہ پتھر آج بھی موجود ہے جو لوگ حج یا عمرہ کیلئے جاتے ہیں اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح شب معراج کو صخرہ بیت المقدس حضورؐ کیلئے خمیر کی

Marfat.com

مانند نرم ہو گیا تھا۔ یہ صخرہ بیت المقدس میں ایک متبرک چٹان ہے جس پر ایک عبادت گاہ بنی ہوئی ہے۔ شب معراج کو رسول اللہؐ نے اس چٹان کے ساتھ اپنا براق باندھا تھا۔ لوگ آج تک اس کو اپنے ہاتھوں سے چھوتے ہیں اور اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔

124۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ زمانہ جاہلیت میں بہت بڑے تاجر تھے۔ ایک دفعہ وہ تجارت کے سلسلے میں ملک شام گئے ہوئے تھے۔ وہاں ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے نور کا ایک ہالہ اترا اور خانہ کعبہ کی چھت پر چمکنے لگا۔ اس کے بعد وہ نوران کے مکان میں جمع ہو گیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے اپنا خواب ایک یہودی کو سنایا اور اس کی تعبیر پوچھی مگر اس کے جواب سے وہ مطمئن نہ ہوئے۔ پھر وہ ایک راہب کے پاس گئے۔ اس نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے انکا نام، رہائش گاہ، پیشہ اور قبیلہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتلایا کہ انکا نام عبد الکعبہ، قبیلہ قریش سے تعلق، مکہ کے رہنے والے اور پیشہ تجارت ہے۔ واضح رہے کہ والدین نے ان کا یہی نام رکھا تھا جسے قبول اسلام کے بعد رسول اللہؐ نے بدل کر عبد اللہ کر دیا تھا جبکہ ابو بکر ان کی کنیت اور صدیقؓ لقب تھا۔ یہ سن کر راہب نے کہا کہ تمہاری قوم میں ایک نبیؐ پیدا ہوگا جس کے ماننے والے ساری دنیا میں ہوں گے۔ تم اس نبیؐ کے پیارے ساتھی ہو گے۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ ملک شام سے واپس آئے تو لوگوں نے انہیں بتلایا کہ حضرت ابو طالب کے بھتیجے محمدؐ نے نبیؐ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ بتوں کو چھوڑ کر

Marfat.com

ایک خدا کی عبادت کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ لوگوں کی باتیں سن کر ان کو اپنے خواب کا خیال آیا اور فوراً رسول اللہ ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو کہ ان کے بچپن کے ساتھی اور گہرے دوست تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے نبیؐ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا رسولؐ بنایا ہے اور وحی کے ذریعے حکم بھیجا ہے کہ لوگوں کو اس بات کی تلقین و تبلیغ کروں کہ وہ بتوں کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کریں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا کہ آپؐ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی یہ بات سن کر حضور ؐ مسکرائے اور فرمایا کہ کیا ملک شام میں جو خواب تم نے دیکھا تھا اور راہب نے جو اس کی تعبیر بتائی تھی وہ کافی نہیں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ سنتے ہی فوراً ایمان لے آئے اور اس طرح ان کا وہ خواب سچا ثابت ہوا جو انہوں نے ملک شام میں دیکھا تھا۔

125۔ قباث بن اشیم جنگ بدر میں مشرکین مکہ کی طرف سے لڑے تھے۔ جنگ کے آغاز میں انہوں نے دیکھا کہ محمدؐ کے ساتھی بہت کم ہیں جبکہ قریش مکہ کی پیادہ اور گھوڑ سوار فوج ان سے بہت زیادہ ہے۔ پھر انہوں نے قریش مکہ کی شکست کا منظر دیکھا اور بھاگنے والوں کے ساتھ وہ بھی بھاگ نکلے۔ انہوں نے قریش مکہ میں سے ہر ایک کے چہرے کی طرف دیکھا اور دل میں کہا کہ ایسی شکست تو میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ یوں تو عورتیں ہی بھاگتی ہیں۔ وہ پکڑے جانے کے خوف سے عام راستہ چھوڑ کر ایک غیر معروف راستے سے ہوتے ہوئے مکہ پہنچے۔ ان کے

Marfat.com

مکہ پہنچنے سے پہلے ہی اہل مکہ کو جنگ بدر میں شکست کی خبر مل چکی تھی اور وہ اپنے مقتولین کو رو پیٹ رہے تھے۔ جنگ خندق کے بعد وباث کے دل میں کچھ تبدیلی آنے لگی۔ وہ اکثر جنگ بدر میں قریش مکہ کی بدترین شکست کے متعلق سوچتا رہتا اور رسول اللہ کی باتیں جو وہ دوسروں سے سنتا اس کے دل پر اثر کرنے لگیں۔ آخر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ مدینہ منورہ جائے اور رسول اللہؐ سے ملے اور آپؐ کی باتیں بالمشافہ سنے۔ چنانچہ وہ مدینہ منورہ پہنچے اور رسول اللہ کے متعلق پوچھا۔ اس کو بتلایا گیا کہ رسول اللہؐ مسجد نبوی کی دیوار کے سائے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ قباث مسجد میں گئے اور دیکھا کہ رسول اللہؐ کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ صحابہ کرامؓ کے درمیان رسول خداؐ کو پہچان نہ سکے۔ اسلئے ایک جگہ بیٹھنے لگے تو حضورؐ نے فرمایا کہ اے آشیم کے بیٹے قباث تم نے بدر کے دن کہا تھا کہ ایسی شکست تو میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ یوں تو عورتیں ہی بھاگتی ہیں۔ رسول اللہؐ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنتے ہی قباث پکار اٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے سچے رسولؐ ہیں۔ میں نے یہ بات اپنے دل میں ہی کہی تھی اور کسی کے سامنے زبان سے کبھی اس کا اظہار نہ کیا تھا۔ اگر آپؐ اللہ کے نبیؐ نہ ہوتے تو اس واقعہ کی اطلاع ہرگز آپؐ کو نہ ملتی۔ یقیناً آپؐ کو یہ بات اللہ تعالیٰ نے ہی بتائی ہے۔ وہ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور لشکر اسلام میں داخل ہو گیا۔

126۔ ایک بدو اپنے اوپر ایک چادر اوڑھے رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضورؐ صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ بدو نے کہا کہ تم میں محمدؐ

Marfat.com

کون ہے۔صحابہ کرام نے حضورؐ کی طرف اشارہ کر دیا تو بدو نے کہا کہ اے محمدؐ! اگر تم سچے نبی ہو تو بتاؤ میرے پاس کیا ہے۔حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں بتلا دوں تو کیا تم اسلام قبول کر لو گے۔اس نے کہا کہ یقیناً میں آپؐ کو اللہ تعالیٰ کا سچا نبی مان لونگا اور اسلام قبول کر لونگا۔حضورؐ نے فرمایا تو سنو! تم فلاں وادی سے گزر رہے تھے۔تمہاری نظر فاختہ کے گھونسلے پر پڑی۔اس گھونسلے میں فاختہ کے دو بچے تھے وہ تم نے پکڑ لیے۔جب فاختہ نے گھونسلا خالی دیکھا تو وہ وادی میں چاروں طرف اڑنے لگی۔تمہارے سوا اس کو اور کوئی دکھائی نہ دیا۔تو اس کو یقین ہو گیا کہ اس کے بچے تمہارے ہی پاس ہیں۔اپنے بچوں کی خاطر وہ تمہارے سامنے گر پڑی تو تم نے اس کو بھی دبوچ لیا۔اس وقت فاختہ اور اس کے دونوں بچے تمہارے پاس ہیں۔یہ سن کر بدو نے اپنی چادر اتار دی۔رسول اللہؐ کے ارشاد کے مطابق فاختہ اور اس کے دونوں بچے اس کے پاس موجود تھے۔بدو کلمہ شہادت پڑھ کر فوری ایمان لے آیا۔صحابہ کرامؓ بچوں کیلئے فاختہ کی مامتا پر حیران ہو رہے تھے۔اس لئے حضورؐ کی ہدایت پر بدو نے فاختہ اور اس کے بچوں کو آزاد کر دیا۔فاختہ حضورؐ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے بچوں کے ساتھ چلی گئی۔

127۔قریش مکہ کے باہمی معاہدے کے نتیجے میں مسلمان تین سال شعب ابی طالب میں محصور ہو کر سختیاں جھیلتے رہے تھے۔مکہ میں غلہ یمامہ سے آتا تھا اور کفار مکہ کے ایماء پر رئیس یمامہ نے غلہ شعب ابی طالب کے محصورین کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔رئیس یمامہ،ثمامہ بن آثال نے ایسا اہتمام کیا تھا کہ

Marfat.com

یمامہ کے غلے کا ایک دانہ بھی شعب ابی طالب میں نہ پہنچ سکتا تھا۔صرف یہی نہیں ثمامہ بن آثال رسول خداؐ سے اس قدر عداوت رکھتا تھا کہ حضورؐ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ مدینہ منورہ میں اسلامی سلطنت کے قیام کے بعد رسول اللہؐ نے مختلف بادشاہوں، سلاطین اور والیان کو تبلیغ اسلام کیلئے خطوط روانہ فرمائے تھے۔آپؐ نے ایک خط حاکم بحرین کو بھی لکھا تھا جو حضرت علاء بن حضرمیؓ لے کر گئے تھے۔حاکم بحرین نے اسلام قبول کرلیا اور حضرت علاء بن حضرمیؓ واپسی پر یمامہ سے گزرے تو یمامہ کے حاکم ثمامہ بن آثال کے حکم پر ان کو گرفتار کر کے ان کے سامنے پیش کیا گیا ۔ثمامہ بن آثال کے پوچھنے پر جب حضرت علاء بن حضرمیؓ نے بتلایا کہ وہ حضرت محمدؐ کے ایلچی ہیں تو ثمامہ غضب ناک ہو گیا اور ان کو قتل کرنے کی دھمکیاں دینے لگا۔ثمامہ کے چچا عامر کی مداخلت پر علاء بن حضرمیؓ کو چھوڑ دیا گیا۔وہ فوری مدینہ منورہ میں دربار رسالتؐ میں پہنچے اور سارا واقعہ عرض کر دیا۔اسی وقت حضورؐ نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دعا کی اے اللہ! عامر کو ہدایت نصیب کر اور ثمامہ پر مجھے غلبہ عطا فرما۔

چنانچہ رسول اللہؐ نے سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف بھیجا۔رسول اکرمؐ کی دعا کی بدولت ثمامہ اتفاقیہ اس دستہ کے راستے میں آگیا جس نے اس کو گرفتار کرلیا اور حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔آپؐ کے حکم پر اس کو مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔اگلی صبح رسول اکرمؐ اس کے پاس آئے اور اس کا حال پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اے محمدؐ! اگر آپؐ مجھے قتل کر دینگے تو یہ ایک خونی کا قتل ہوگا۔اگر

Marfat.com

آپؐ مجھ پر احسان کریں گے تو یہ ایک شکر گزار پر احسان ہوگا اور اگر زرفدیہ پر میری رہائی ہوسکتی ہے تو جس قدر دولت طلب کرینگے دینے کو تیار ہوں۔ حضورؐ نے کوئی جواب نہ دیا اور مسجد سے تشریف لے گئے۔ دوسرے دن ثمامہ نے پھر حضورؐ کے سامنے یہی بات کہی مگر حضورؐ خاموش رہے۔ تیسرے دن ثمامہ نے پھر وہی کلمات دھرائے تو حضورؐ نے حکم دیا کہ اس کو آزاد کر دو۔ ثمامہ کو اپنی شقاوت اور اسلام دشمنی اچھی طرح یاد تھی۔ وہ توقع کیے ہوئے تھا کہ کسی بھی لمحے اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ مگر رہائی پر وہ اس قدر متاثر ہوا کہ اسی وقت مسجد کے قریب ایک درخت کی آڑ میں غسل کیا اور مسجد میں آ کر صدق دل سے کلمہ شہادت پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ مسلمان ہونے کے بعد جب ثمامہؓ مکہ گئے تو قریش نے طعنہ دیا کہ تیری عقل ٹھکانے نہیں رہی جو تو نے محمدؐ کا دین اختیار کر لیا ہے۔ ثمامہ نے غضب ناک ہو کر جواب دیا کہ خدا کی قسم! اب محمدؐ کی اجازت کے بغیر غلہ کا ایک دانہ بھی یمامہ سے باہر نہیں جائے گا۔ چنانچہ اس نے مکہ کو غلہ کی ترسیل بند کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ میں قحط پڑ گیا اور لوگوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔ قریش مکہ نے ایک وفد حضورؐ کی خدمت میں بھیجا کہ مکہ کے بوڑھے، بچے، مرد اور عورتیں سب اناج کے ایک ایک دانے کو ترس رہے ہیں۔ براہ کرم آپؐ اس بندش کو ختم کر دیں۔ چنانچہ حضورؐ کے حکم پر بندش اٹھا لی گئی۔

128۔ مدینہ منورہ کا ایک منافق ثعلبہ بن حاطب انصاری رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہؐ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال و دولت

Marfat.com

سے مالا مال کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ ثعلبہ افسوس ہے تجھ پر کہ تو نے اللہ کے نبی سے سوال بھی کیا تو حقیر چیز کا۔ وہ تھوڑا مال جس کا تو شکریہ ادا کر سکے اُس کثیر مال سے اچھا ہے جو تجھ کو غفلت میں ڈال دے۔ ثعلبہ یہ جواب سن کر لاجواب ہو گیا اور چلا گیا۔ وہ چند دنوں کے بعد پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی یارسول اللہؐ میرے لئے مال و دولت کی دعا فرمائیے۔ رسول خداؐ نے پھر اس کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ اے ثعلبہ کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ اللہ کے نبی جیسی زندگی بسر کرے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں چاہتا تو یہ پہاڑ سونے چاندی کے بن جاتے اور میرے ساتھ ساتھ چلتے۔ ثعلبہ نے کہا کہ یارسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو رسول برحقؐ بنا کر بھیجا ہے۔ اگر مجھے مال کی فراوانی عطا ہوئی تو میں بہت صدقہ خیرات کرونگا اور حقدار کا حق بطریق احسن ادا کرونگا۔ کبھی غفلت میں نہ پڑونگا۔ ثعلبہ کے بار بار اصرار پر رسول اکرمؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ثعلبہ کو مال دے دے۔ ثعلبہ نے بکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ حضورؐ کی دعا کی وجہ سے اس کی بکریوں میں یوں اضافہ ہونے لگا جیسے برسات میں کیڑے مکوڑوں میں ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ اس کیلئے تنگ ہو گیا تو وہ جنگل میں چلا گیا۔ جب جنگل میں بھی تنگی محسوس ہوئی تو وہ وادی میں جا رہا۔ بکریوں میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا گیا۔ جب بکریوں میں مزید اضافہ ہوا تو وہ کھلے علاقے میں چلا گیا۔ ایک روز رسول اللہؐ نے صحابہ کرام سے ثعلبہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ اس کی بکریاں بہت زیادہ ہو گئی ہیں اور وہ مدینہ منورہ سے بہت دور چلا گیا ہے۔

Marfat.com

رسول اللہؐ نے یہ سن کر فرمایا کہ اے ثعلبہ تم پر افسوس ہے۔ آپؐ نے یہ فقرہ تین بار دھرایا۔ جب زکوٰۃ کے احکام نازل ہوئے تو رسول اللہؐ نے دو صحابہ کرامؓ کو اس کے پاس زکوٰۃ لینے کیلئے بھیجا۔ اس کے انکار پر رسول اللہؐ نے پھر فرمایا کہ اے ثعلبہ تم پر افسوس ہے۔ اس موقع پر سورت توبہ کی آیات 75 تا 77 نازل ہوئیں جن کا ترجمہ اس طرح ہے "اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اس نے اپنے فضل سے ہم کو نوازا تو ہم خیرات کرینگے اور صالح بن کر رہیں گے۔ مگر جب اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دولت مند کر دیا تو وہ بخل پر اتر آئے اور اپنے عہد سے پھر گئے کہ انہیں اس کی پرواہ تک نہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی اس بدعہدی کی وجہ سے جو انہوں نے اللہ سے کی اور اس جھوٹ کی وجہ سے جو وہ بولتے رہے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق بٹھا دیا جو اس کے حضور ان کی پیشی کے دن تک ان کا پیچھا نہ چھوڑیگا"۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے بعد ثعلبہ اپنی بکریاں لے کر مدینہ منورآیا اور حضورؐ سے درخواست کی کہ اس کا صدقہ اور زکوٰۃ قبول فرمائیں مگر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے تمہارا صدقہ قبول کرنے سے منع کر دیا۔ ثعلبہ بہت رویا چیخا مگر حضورؐ نے اس کی بات نہ مانی۔ اللہ کے رسولؐ کے وصال کے بعد ثعلبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کے پاس بھی گیا کہ اس کی طرف سے صدقہ قبول کر لیا جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ جو مال حضورؐ نے قبول نہ کیا ہم کیسے کر سکتے ہیں۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت ہی میں ثعلبہ ذلت ورسوائی کے ساتھ ہلاک ہو گیا اور منافقت کی حالت ہی میں مرا۔

Marfat.com

129۔محترمہ حلیمہ سعدیہؓ حضورؐ کو کسی دور جگہ نہ جانے دیتی تھیں۔ایک روز وہ کسی ضروری کام میں مصروف تھیں۔چنانچہ حضورؐ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ دوپہر کے وقت بھیڑوں کے ریوڑ میں چلے گئے۔حضرت حلیمہ سعدیہؓ اپنے کام سے فارغ ہوئیں اور اِدھر اُدھر دیکھا تو حضورؐ کو موجود نہ پایا۔وہ گھبرا کر حضورؐ کی تلاش میں نکلیں اور مختلف جگہوں پر دیکھتے ہوئے بھیڑوں کے ریوڑ کے پاس جا پہنچیں جہاں حضورؐ اپنی رضاعی بہن کے ساتھ موجود تھے۔حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے اپنی بیٹی کو ڈانٹا کہ تم اتنی شدید گرمی میں اور عین دوپہر کے وقت اپنے بھائی کو یہاں کیوں لائی ہو۔اس پر شیما نے کہا کہ اماں جان میرے بھائی نے گرمی بالکل محسوس نہیں کی۔میں نے خود دیکھا کہ ایک بادل ان پر سایہ کیے ہوئے تھا۔جب میرے بھائی ٹھہر جاتے تو وہ بادل بھی ٹھہر جاتا اور جب وہ چلتے تو وہ بھی چلنے لگتا تھا۔اس طرح ہم بغیر کسی تکلیف اور گرمی محسوس کیے ہوئے بھیڑوں کے ریوڑ کے ساتھ اس جگہ آ پہنچے۔

130۔رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفےٰؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہؓ ایک دفعہ سمندر میں ایک کشتی میں سفر کر رہے تھے۔سمندر میں اچانک طوفان آیا اور کشتی بری طرح ٹوٹ گئی۔خوش قسمتی سے کشتی کا ایک ٹوٹا ہوا تختہ ان کے ہاتھ آ گیا اور وہ اس پر چڑھ گئے۔اس ٹوٹے ہوئے تختے کے سہارے وہ خشکی پر پہنچ گئے اور ایک جنگل میں جا نکلے۔اچانک ایک شیر جنگل سے نکل کر ان کی طرف آیا۔شیر ان پر حملہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ شیر سے مخاطب ہوئے کہ اے شیر! میں رسول اللہؐ کا غلام ہوں۔ان

Marfat.com

کا اتنا کہنا تھا کہ شیر یک دم رک گیا۔ پھر وہ پالتو جانوروں کی طرح دم ہلاتا ہوا آیا اوران کے پہلو میں کھڑا ہو گیا اور زبان حال سے بول اُٹھا:۔

کیہا شیر سفینہؓ تائیں سن راہی راہ جاندے

جو غلام رسول اللہ دے اسیں غلام انہاندے

حضرت سفینہؓ کے کہنے پر شیر ان کے ساتھ ہولیا یہاں تک کہ اس نے انہیں جنگل سے بحفاظت نکال کر راستے پر ڈال دیا۔ جب حضرت سفینہؓ آگے چلنے لگے تو شیر نے ہلکی ہلکی آواز نکالی جیسے انہیں الوداع کہہ رہا ہو۔ اس کے بعد شیر واپس جنگل میں چلا گیا اور حضرت سفینہؓ بحفاظت اپنے گھر پہنچ گئے۔

131۔ نبی کریمؐ نے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی جنوں کو دیکھنا چاہے وہ آج رات کو آجائے۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ سوائے ان کے اور کوئی نہ آسکا۔ آنحضورؐ انہیں اپنے ساتھ لیکر مکہ کی ایک اونچی پہاڑی پر تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ نے اپنے پاؤں مبارک سے ایک دائرہ کھینچ کر فرمایا تم اسی کے اندر بیٹھے رہنا۔ مجھے اس دائرے میں بٹھا کر حضورؐ آگے تشریف لے گئے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دی۔ اچانک جنوں کی ایک بڑی جماعت نے آپؐ کو گھیر لیا۔ اس طرح میرے اور آپؐ کے درمیان جنوں کی ایک بڑی جماعت حائل ہو گئی۔ میں نے جنوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تمہارے پیغمبر ہونے کی کون گواہی دیتا ہے۔ قریب ہی ایک درخت تھا۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ اگر یہ درخت گواہی دے تو کیا تم مان لو گے۔

Marfat.com

جنوں نے کہا کہ ہاں مان لیں گے۔اس پر آپؐ نے اس درخت کو بلایا تو وہ فوراً حاضر ہو گیا اور آپؐ کی نبوت کی گواہی دی۔ سارے جن اسی وقت آپؐ کی نبوت پر ایمان لے آئے۔ جنوں کی رسول اللہؐ سے ملاقات کے بہت سے واقعات ہیں جن میں سے چھ احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں۔ پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ میں یہ واقعہ ہوا کہ آپؐ اچانک صحابہ کرامؓ سے کہیں بچھڑ گئے۔ صحابہ کرامؓ نے ہر طرف میدانوں اور پہاڑوں میں آپؐ کو تلاش کیا مگر آپؐ کو کہیں نہ پایا۔ صبح کو آپؐ حرا پہاڑ کی جانب سے تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے پاس جنوں کا ایک قاصد دعوت نامہ لے کر آیا تھا۔ میں اس کے ساتھ گیا اور جنوں کو اللہ کا کلام سنایا اس مرتبہ آپؐ بالکل تنہا تھے۔ دوسری مرتبہ مکہ کی پہاڑی حجون پر آپؐ کی ملاقات جنوں سے ہوئی۔ تیسری مرتبہ مکہ کے پہاڑوں میں جنوں سے ملاقات ہوئی۔ چوتھی مرتبہ بقیع الغرقد میں ملاقات ہوئی۔ ان دونوں موقعوں پر حضرت ابن مسعودؓ بھی آپؐ کے ہمراہ تھے۔ پانچویں مرتبہ مدینہ منورہ سے باہر جن آپؐ سے ملے۔ اس بار حضرت ابن زبیرؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ چھٹی مرتبہ ایک سفر میں جن آپؐ سے ملے جب حضرت بلالؓ آپؐ کے ہم سفر تھے۔

132۔ ایک شخص مازن نامی ملک شام کے شہر عمان میں بتوں کی نگرانی و خدمت پر مقرر تھا۔ اس کا بیان ہے کہ وہاں کے بتوں میں ایک بت کا نام تاجر تھا۔ ایک دن اس بت پر چڑھانے کیلئے ایک جانور میں نے ذبح کیا۔ اس وقت اس بت کے شکم سے اس طرح کے اشعار کی آواز آئی جن کا مطلب تھا اے مازن میرے پاس آ،

میں تجھے ایک ضروری بات بتاؤں۔ یہ خدا کے پیغمبرؐ ہیں۔ یہ خدا کا بھیجا ہوا پیغام بر حق لائے ہیں تو ان پر ایمان لا تا کہ اس آگ کی گرمی سے تجھے نجات ملے جو سخت شعلوں والی ہے۔اس آگ میں لکڑیوں کی بجائے پتھر جلائے جاتے ہیں۔ مازن کا بیان ہے کہ یہ آواز سن کر مجھے بہت حیرت ہوئی۔ پھر دوسرے دن بھی ایک جانور ذبح کر کے چڑھایا تو اس بت کے پیٹ میں سے پھر آواز آئی۔ یہ اشعار اُن اشعار سے زیادہ واضح تھے جو پہلے دن سنے تھے۔ان کا مطلب یہ تھا اے مازن سن اور خوش ہو جا کہ نیکی ظاہر ہوگئی۔ برائی چھپ گئی۔اللہ کا دین لیکر ایک نبیؐ پیدا ہوا ہے۔تم پتھر کی مورتیوں کو پوجنا ترک کر دو۔ دوزخ کی آگ سے نجات پاؤ گے۔ مازن کا بیان ہے کہ اس وقت سے میں نے اس نبیؐ کی تلاش شروع کر دی۔ اچانک ایک قافلہ حجاز سے آیا۔میں نے وہاں کے حالات پوچھے تو قافلہ والوں نے بتلایا کہ مکہ میں ایک شخص ہیں جن کا نام احمدؐ ہے۔ وہ اپنے آپ کو خدا کا بھیجا ہوا نبیؐ بتاتے ہیں۔میں نے سمجھ لیا کہ بت کے شکم سے اِسی نبیؐ کے متعلق آواز آئی تھی اور اشعار سنائی دیئے تھے۔ چنانچہ میں نے سواری کا انتظام کیا اور سامان سفر تیار کر کے روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضورؐ کی صورت مبارک دیکھتے ہی میرا دل مائل ہو گیا اور اسلام قبول کر لیا۔ آنحضورؐ نے پوچھا کہ تمہارا اور بھی کوئی مقصد ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ میرے تین مقاصد ہیں۔اول یہ کہ مجھے گانے بجانے اور زنا کاری کا شوق ہے۔ دوم یہ کہ ہمارے ملک میں زبردست قحط ہے۔سوم یہ کہ میری کوئی اولاد نہیں۔ مجھے

Marfat.com

اولاد کی تمنا ہے۔ آپؐ ان کیلئے دعا فرمائیں۔ حضورؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ گانے بجانے کی بجائے اس کو قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی توفیق دے۔ بازاری اور حرام عورتوں کی بجائے اس کو حلال اور شرم وحیا والی عورتیں اور نیک اولاد عطا فرما، اس کے ملک سے قحط دور فرما۔ حضرت مازن ؓ کا بیان ہے کہ آپؐ کی دعا کی برکت سے ہمارا ملک سرسبز وشاداب ہو گیا۔ میرے عیب دور ہو گئے اور چار حسین عورتیں میرے نکاح میں آئیں اور حضرت حبابؓ جیسا نیک اور لائق بیٹا اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمایا۔

133۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کا بیان ہے کہ وہ آنحضورؐ کے پاس تنہائی کے وقت جایا کرتا تھا۔ ایک دن آپؐ کو اکیلا پا کر میں آپؐ کی خدمت میں جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ، پھر حضرت عمر فاروقؓ اور پھر حضرت عثمان غنیؓ تشریف لائے اور سلام ونیاز کے بعد بیٹھ گئے۔ آنحضورؐ کے سامنے سات کنکریاں پڑی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے اپنی مٹھی میں کنکریاں رکھ لیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے لگیں۔ کنکریوں کی تسبیح کی آواز جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے، سب نے سنی۔ پھر ان کنکریوں کو آپؐ نے رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ اس کے بعد آپؐ نے وہ کنکریاں اٹھا کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں دیں تو وہ پھر تسبیح پڑھنے لگیں اور شہد کی مکھیوں کی طرح آواز آنے لگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کنکریاں رکھ دیں تو وہ چپ ہو گئیں۔۔ پھر حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں دیں تو وہ اسی طرح کی آواز سے تسبیح پڑھنے لگیں۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں بھی وہ تسبیح پڑھنے لگیں۔ اس کے بعد

Marfat.com

حضورؐ نے فرمایا کہ یہ خلافت ہے نبوت کی۔ حضرت انسؓ نے اپنی روایت میں چند الفاظ کا اضافہ کیا ہے جو کہ اس طرح ہیں:۔

اس کے بعد حضورؐ نے حاضرین میں سے ہر ایک کو وہ کنکریاں دیں لیکن انہوں نے کسی کے ہاتھ میں بھی تسبیح نہ کی۔ بعض شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اس وقت حضرت علیؓ موجود نہ تھے ورنہ ان کے ہاتھ میں بھی کنکریاں تسبیح پڑھتیں کیونکہ وہ بھی نبی کریمؐ کے چوتھے خلیفہ تھے۔

134۔ ایک مرتبہ نبی کریمؐ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا کل تم اور تمہارے اہل وعیال اس وقت تک گھر سے باہر نہ نکلیں جب تک میں نہ آجاؤں، مجھے تم سے کچھ کام ہے۔ تمام لوگ آپؐ کے انتظار میں رہے۔ آپؐ تشریف لائے۔ خیریت دریافت فرمائی تو حضرت عباسؓ نے کہا کہ ہم سب خیریت سے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ تم سب ملکر ایک جگہ ہو جاؤ۔ سب ملکر قریب قریب بیٹھ گئے تو حضورؐ نے ان سب کے اوپر ایک چادر ڈال دی اور دعا فرمائی کہ اے اللہ! یہ میرے چچا ہیں اور میرے باپ کے برابر ہیں اور یہ ان کی اولاد ہے۔ جس طرح میں نے ان کو یہ چادر اڑھائی ہے اسی طرح تو بھی انہیں دوزخ کی آگ سے بچانا۔ آپؐ نے یہ دعا فرمائی تو گھر کی کھڑکی، چوکھٹ اور دیواروں نے آمین آمین کہا۔ یہ آوازیں سب گھر والوں نے سنی اور انہوں نے بھی آمین کہا۔

135۔ حضرت بلال بن حارثؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریمؐ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ مقام عروج میں جب ہمارا پڑاؤ ہوا تو میں حضورؐ کی خدمت

Marfat.com

اقدس میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ لشکر کے خیمے سے دور جنگل میں اکیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں آپؐ کے قریب پہنچا تو بڑا شور وغل سنا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بہت سے آدمی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں وہیں ٹھہر گیا۔ میں نے سمجھا کہ غیب سے کچھ لوگ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ کیونکہ مجھے کوئی انسان نظر نہیں آرہا تھا البتہ شور وغل کی آواز لگاتار آرہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد آپؐ اپنی جگہ سے اٹھ کر مسکراتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے۔ میں نے شور وہنگامہ کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا کہ مسلمان جنات اور کافر جنات کے درمیان جائے قیام کے بارے میں جھگڑا تھا۔ میں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ مسلمان جنات جبش میں اور کافر جنات غور میں قیام کریں اور ایک دوسرے سے نہ ملیں۔ اس کے بعد جاش میں اگر کسی کو جن کا اثر ہوتا تو اسے شفا ہو جاتی لیکن غور میں جسے آسیب ہوتا وہ اکثر ہلاک ہو جاتا تھا۔

136۔ ایک دفعہ مکہ کے پہاڑ ابوقبیس سے بلند آواز کے ساتھ چند اشعار اسلام کی برائی میں سنے گئے۔ جن کا مطلب تھا کہ مسلمانوں کو مار ڈالو۔ شہر سے نکال دو۔ بت پرستی مت چھوڑو۔ کفار بہت خوش ہوئے اور اُترا کر کہنے لگے کہ غیب سے بھی مسلمانوں کو قتل کرنے اور شہر بدر کرنے کا حکم ہوا ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بڑا صدمہ ہوا۔ اسلئے نبی کریمؐ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم تسلی رکھو۔ یہ آواز مسعر نامی جن کی ہے۔ بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کو سزا دے گا۔ تیسرے دن آنحضورؐ نے مسلمانوں کو خوشخبری دی کہ آج ایک بہت بڑا جن سحہ

Marfat.com

نامی میرے پاس آ کر مسلمان ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے۔ اس نے مجھ سے مسعر جن کو قتل کرنے کی اجازت مانگی اور میں نے اجازت دے دی۔ آج مسعر جن اپنی کرتوتوں کی وجہ سے مارا جائے گا۔ مسلمان خوش ہو کر انتظار کرنے لگے۔ شام کے وقت اسی پہاڑ سے چند اشعار بلند آواز کے ساتھ سنے گئے جن کا مطلب تھا کہ ہم نے مسعر کو اس وجہ سے قتل کر دیا ہے کہ اس نے سرکشی کی۔ حق کی توہین کی اور برائیوں کا راستہ اپنایا۔ رسول خداؐ کی شان میں بے ادبی کی۔ اسلئے ایک چمکتی ہوئی تیز تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا گیا ہے۔

137۔ جب رسول اکرمؐ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے، اس وقت حضرت سلمان فارسیؓ ایک یہودی کے ہاں بطور غلام کام کر رہے تھے۔ رسول اللہؐ کے ایما پر حضرت سلمان فارسیؓ نے اپنی آزادی کے لئے اپنے یہودی آقا سے ایک تحریری معاہدہ کیا جس کی دو شرائط تھیں۔ اول یہ کہ حضرت سلمان فارسی اپنے یہودی آقا کو چالیس اوقیہ سونا ادا کریں گے۔ دوئم یہ کہ حضرت سلمان فارسیؓ اپنے یہودی آقا کیلئے کھجوروں کے تین سو پودے لگائیں گے اور اس وقت تک ان کی دیکھ بھال کرتے رہیں گے جب تک کہ وہ پھل نہ دینے لگیں۔ اس معاہدے کے متعلق جب حضرت سلمان فارسیؓ نے رسول اللہؐ کو بتلایا تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اپنے بھائی سلمان کی مدد کرو۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ان سے تعاون کیا۔ کسی نے دس، کسی نے پندرہ، کسی نے بیس اور کسی نے تیس پودے فراہم کیے اس طرح کھجور کے تین سو پودے جمع کر کے

خدمت اقدسؐ میں پیش کر دیئے۔ حضورؐ کے حکم پر حضرت سلمان فارسیؓ نے گڑھے کھودے اور آپؐ نے تمام پودے اپنے دست مبارک سے لگا دیئے۔ وہ اسی وقت بارآور بھی ہو گئے۔ اتفاق سے ان میں سے ایک پودا رسول اللہؐ کے کسی صحابی نے لگایا تھا وہ پھل نہ لایا تو حضورؐ نے اسے اکھاڑ کر اپنے دست مبارک سے دوبارہ لگا دیا اور وہ بھی کھجور کے دوسرے پودوں کے ساتھ ہی پھل لے آیا۔ اس طرح یہودی کی دوسری شرط پوری ہو گئی۔ یہودی کی پہلی شرط پوری کرنے کیلئے رسول اللہؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کو مرغی کے انڈے کے برابر سونا دیا جو کہیں سے آپؐ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ مجھے تو چالیس اوقیہ سونا ادا کرنا ہے۔ یہ تو تھوڑا سا ہے اسے چالیس اوقیہ سے کیا نسبت۔ حضورؐ نے اس پر اپنی زبان مبارک پھیری اور فرمایا کہ یہی لے جاؤ اور تول دو۔ اللہ تعالیٰ اسی کے ساتھ تمہارا قرض ادا کر دے گا۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسیؓ وہ سونا لے گئے۔ انہوں نے یہودی کو وہ سونا تول دیا۔ وہ پورے چالیس اوقیہ نکلا اور اس طرح حضرت سلمان فارسیؓ آزاد ہو گئے۔

138۔ غزوہ خندق کے موقع پر خندق کی کھدائی کے دوران ایک جگہ سخت پتھریلی چٹان آ گئی جو کسی سے ٹوٹتی نہ تھی۔ صحابہ کرامؓ نے حضور اکرمؐ سے ماجرا عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ کسی برتن میں پانی ڈال کر لاؤ۔ صحابہ کرام آپؐ کے حکم کے مطابق ایک برتن میں پانی ڈال کر لے آئے۔ رسول اللہؐ نے اس پانی میں پھونک ماری، پھر حضورؐ دیر تک اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے۔ دعا سے فارغ ہو کر حضورؐ نے وہ

پانی اس چٹان پر ڈال دیا۔ وہ چٹان دیکھتے ہی دیکھتے ریت کی طرح نرم ہوگئی۔

139۔ حضرت عثمان بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ! آپؐ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے بصارت بخشے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں دعا کرتا ہوں اور اگر چاہے تو صبر کر۔ صبر تیرے واسطے اچھا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے بہت دشواری ہے۔ کوئی میرا عصا پکڑنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے۔ اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرنا اور پھر یہ دعا پڑھنا۔ یا اللہ میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے محبوب پیغمبر حضرت محمدؐ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ یا محمدؐ! میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں آپؐ کا وسیلہ پیش کیا ہے اپنی اس ضرورت میں تا کہ وہ پورا ہو۔ یا اللہ تو میرے حق میں حضورؐ کی شفاعت قبول فرما۔ اس نابینا شخص نے ایسا ہی کیا اور وہ فوری بینا ہوگیا یعنی اس کو اللہ تعالیٰ نے آنکھوں جیسی نعمت سے نواز دیا۔

140۔ رسول اکرمؐ اگرچہ عام انسانوں کی طرح صفت بشریت سے متصف تھے مگر عام انسانوں کی طرح آپؐ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ جب منافقین اسلام نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی تو جہاں صحابہ کرامؓ نے ان کی عصمت و عفت کی گواہی دی وہاں حضرت عثمان غنیؓ نے یہ الفاظ کہے تھے۔ یا رسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ کو آپؐ کے سائے کی بھی اسقدر حفاظت منظور ہے کہ وہ اس کو زمین پر نہیں پڑنے دیتے کہ کہیں زمین پر نجاست نہ ہو، تو آپؐ کے اہل کی حفاظت اس نے کیوں نہ کی

ہوگی۔اس سے یہ بات مبنی برحق ہے کہ آپ ؐ کا سایہ نہ تھا۔

141۔حضرت عثمان بن طلحہؓ سے روایت ہے کہ ہم ایام جاہلیت میں کعبہ کا دروازہ، ہفتہ میں دو دن یعنی پیر اور جمعرات کو کھولا کرتے تھے اور باقی دنوں میں وہ بند رہا کرتا تھا۔ایک دن نبی کریم ؐ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ کعبہ میں داخل ہونے کی غرض سے تشریف لائے تو میں نے آپ ؐ سے سخت کلامی اور ترش روئی کا برتاؤ کیا۔ مگر رسول اللہ ؐ نے اپنے ضبط اور حلم کا ثبوت دیا اور فرمایا کہ اے عثمان! ایک دن تو کعبہ کی کنجی خود میرے ہاتھ میں دیگا کہ میں جسے چاہوں اس کو دے دوں۔میں نے جواب دیا تھا کیا قریش اس دن مرجائیں گے اور ذلیل ہو جائیں گے کہ کعبہ کے دروازے کی چابی تمہارے ہاتھ میں چلی جائے گی۔آپ ؐ نے فرمایا نہیں اس دن قریش کو اور زیادہ عزت حاصل ہوگی۔پھر آپ ؐ کعبہ میں داخل ہوئے اور آپ ؐ کی بات نے میرے دل میں گہرا اثر کیا۔فتح مکہ کے بعد آپ ؐ نے اس دروازے کی کنجی مجھ سے منگوائی۔میں نے خدمت اقدس میں حاضر کر دی۔آپ ؐ نے وہ کنجی پھر مجھے ہی واپس کر دی اور فرمایا کہ یہ کنجی لو! یہ قیامت تک تمہارے ہی خاندان میں رہے گی۔تم سے سوائے ظالم اور جابر کے کوئی نہیں چھینے گا۔جب میں واپس جانے لگا تو پھر مجھے بلا کر فرمایا کہ اس دن کی بات یاد کرو جو میں نے تم سے کہی تھی کہ کعبہ کی کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جس کو چاہوں گا دونگا۔میں نے عرض کیا یقیناً جو آپ ؐ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ ؐ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے رسول ؐ ہیں۔وہ کنجی آج تک تقریباً 14 سو سال گزرنے کے باوجود حضرت

Marfat.com

عثمان بن طلحہؓ کے خاندان کے پاس ہے۔

142۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ حنین میں نبی کریمؐ کے ہمراہ تھے۔ ہمارے ساتھیوں میں ایک شخص اسلام کا مدعی تھا اور اس کا نام قرمان تھا۔ آپؐ نے اس (قرمان) کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ دوزخی ہے۔ چنانچہ وہ شخص جنگ میں شریک ہوا اور کفار سے اس نے خوب مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ زخموں سے چور ہو گیا۔ ایک آدمی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ جس شخص کو آپؐ نے دوزخی فرمایا تھا وہ تو خوب جنگ کر رہا ہے اور زخمی بھی ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ دوزخی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ زخموں کی تاب نہ لا سکا اور اس نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر خودکشی کر لی۔ اس واقعہ پر کچھ مسلمان دوڑے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپؐ کی بات برحق ثابت ہوئی اور اس شخص نے خودکشی کر لی جو کہ اسلام میں حرام ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسولؐ ہوں۔ کہتے ہیں کہ قرمان منافق تھا اسلئے اس کو شہادت نصیب نہ ہوئی۔

143۔ شرح السنہ میں یعلیٰ بن مرہ ثقفی سے روایت ہے کہ میں نے ایک سفر میں رسول اکرمؐ کے تین معجزے دیکھے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(الف) ہم آپؐ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ہمارا گزر ایک پانی کھینچنے والے اونٹ کے پاس سے ہوا۔ اونٹ آپؐ کو دیکھ کر بولا اور پھر گردن زمین پر رکھ دی۔ آپؐ وہیں ٹھہر گئے اور اونٹ کے مالک کو بلایا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا کہ اونٹ کو

Marfat.com

ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ اس نے جواب دیا کہ ہم بلا قیمت اونٹ آپؐ کی نذر کرتے ہیں مگر مسئلہ یہ ہے کہ اونٹ جن لوگوں کا ہے ان کے گھر کی پوری روزی اسی سے حاصل کی جاتی ہے اور اسی کی کمائی پر ان کا دارومدار ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو میں اس کو نہیں خریدوں گا۔ ہاں! یہ بات یاد رکھو کہ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ اس سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اور کھانے کو کم دیا جاتا ہے۔ تم اس کو اچھی طرح رکھو۔

(ب) ہم آگے بڑھے اور ایک جگہ آرام کرنے لگے۔ آنحضورؐ سو گئے تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ کو ڈھانپ لیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اسی طرح زمین کو چیرتا ہوا واپس چلا گیا۔ آنحضورؐ بیدار ہوئے۔ میں نے اس درخت کا حال بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ درخت اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر مجھے سلام کرنے آیا تھا۔

(ت) ہم اور آگے بڑھے اور ایک دریا کے پاس پہنچے۔ وہاں ایک عورت اپنے پاگل لڑکے کو لے کر آئی۔ آنحضورؐ نے اس لڑکے کی ناک پکڑ کر فرمایا کہ نکل جا۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسولؐ ہوں۔ ہم وہاں سے آگے چلے گئے۔ واپسی پر ایک ندی کے پاس پھر وہی عورت ملی۔ اس سے پاگل لڑکے کا حال آنحضورؐ نے دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ قسم ہے اس خدا کی جس نے آپؐ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس دن سے میرا بیٹا بالکل اچھا ہے کوئی مرض نہیں رہا۔

144۔ ہجرت کے چھٹے سال رسول اکرمؐ چودہ سو صحابہ کرامؓ کے ہمراہ عمرہ کے

Marfat.com

ارادے سے نکلے۔ رابغ اور مکہ مکرمہ کے درمیان سفان کے مقام پر پہنچ کر حضور اکرمؐ کو علم ہوا کہ قریش اپنے حلیفوں سمیت مکہ سے باہر جمع ہیں اور یہ ارادہ کئے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ اس پر رسول اللہؐ نے وہ راستہ چھوڑ دیا جس پر قریش جمع تھے اور گھاٹیوں کے درمیان سے ایک سخت پتھریلے اور غیر ہموار راستے سے ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ کے بالکل نزدیک حدیبیہ کے مقام پر جا پہنچے۔ رسول اللہؐ نے اس مقام پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا تو صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہؐ اس وادی میں تو پانی نہیں ہے۔ ایک کنواں ہے جو عرصہ دراز سے متروک اور خشک پڑا ہوا ہے۔ اس پر رسول خداؐ نے اپنے ترکش مبارک سے ایک تیر نکالا اور صحابہ کرامؓ میں سے ایک صحابی حضرت ناجیہؓ کو دیتے ہوئے فرمایا کہ اس متروک کنوئیں میں اترو اور اس کے بیچ میں یہ تیر گاڑ دو۔ حضورؐ کے حسب حکم تیر گاڑ دیا گیا۔ تیر گاڑتے ہی کنوئیں میں سے پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ سب نے سیر ہو کر پیا اور پانی کی کوئی کمی نہ رہی۔

145۔ غزوہ احزاب (خندق) کے موقع پر مدینہ منورہ کے دفاع کیلئے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے کے مطابق شہر کے گرد خندق کھودی جا رہی تھی۔ کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آ گئی۔ صحابہ کرامؓ نے اس چٹان کو توڑنے کی بہت کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ رسول اللہؐ قریب ہی کھدائی میں مصروف تھے۔ جب صحابہ کرامؓ نے حضورؐ سے صورت حال بیان کی تو حضورؐ اس چٹان کی جگہ پر تشریف لے آئے اور کدال تھام لی:۔

Marfat.com

۔رسول اللہؐ نے بسم اللہ کہہ کر اس سخت چٹان پر کدال ماری تو اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا اور ساتھ ہی کدال کے نیچے سے ایک شعلہ سا نکلا۔ حضورؐ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی کنجیاں دی گئیں۔ میں اس وقت ملک شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔

۔رسول اللہؐ نے دوسری کدال ماری تو چٹان کا دوسرا تہائی حصہ ٹوٹ گیا اور ساتھ ہی کدال کے نیچے سے ایک شعلہ سا نکلا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ اکبر! مجھے فارس کی کنجیاں دی گئیں۔ خدا کی قسم میں اس وقت کسریٰ کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔

۔رسول اکرمؐ نے تیسری بار کدال ماری تو چٹان کا باقی حصہ بھی ٹوٹ گیا اور ساتھ ہی کدال کے نیچے سے ایک شعلہ سا نکلا۔ حضورؐ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے یمن کی کنجیاں دی گئیں۔ خدا کی قسم یہاں سے میں صنعا کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔ حضرت سلمان فارسیؓ حضورؐ کے قریب کھڑے تھے۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا اے سلمان! میری امت روم، شام اور یمن و فارس کو فتح کرے گی۔ رسول اللہؐ کی یہ بشارت اور پیشین گوئی جس طرح پوری ہوئی اس کے بیان کی حاجت نہیں۔

146۔ حضرت سفینہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرمؐ نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی اور اس کی بنیاد کھودی گئی تو آپؐ نے خود اپنے دست مبارک سے ایک پتھر اس کی بنیاد میں رکھا۔ پھر رسول اللہؐ کے حکم کے مطابق حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک پتھر حضورؐ کے پتھر کے برابر رکھا۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ نے ایک پتھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پتھر کے برابر رکھا۔ اسی طرح حضرت عثمان غنیؓ نے

Marfat.com

ایک پتھر حضرت عمر فاروقؓ کے پتھر کے برابر رکھا۔اس کے بعد ارشاد نبی کریمؐ ہوا کہ آپ لوگ میرے خلیفہ ہونگے۔چنانچہ اسی ترتیب سے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ رسول اکرمؐ کے وصال کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے۔اس ترتیب خلافت کی بعض اور روایتیں بھی موجود ہیں۔حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی المصطلق کے بعض لوگوں نے مجھے حضرت محمد مصطفےٰؐ کی خدمت اقدس میں یہ دریافت کرنے کیلئے بھیجا کہ آپؐ کے بعد صدقات کس کے پاس بھیجے جائیں۔چنانچہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سوال آپؐ کے روبرو پیش کیا۔سرور کونینؐ نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد صدقات حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس جمع کئے جائیں۔ان کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کے پاس اور پھر ان کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کی خدمت میں پیش کئے جائیں۔میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ حضرت عثمان غنیؓ کی وفات کے بعد کیا ہوگا۔رحمت دو عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت عثمان غنیؓ کو بھی کوئی حادثہ پیش آجائے تو پھر تمہارے لئے خرابی ہی خرابی ہے۔

147۔حضرت سفینہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ خلافت تیس برس ہوگی۔اس کے بعد سخت گیر ملوکیت ہو جائے گی۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔رسول اکرمؐ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دو سال، حضرت عمر فاروقؓ کی دس سال، حضرت عثمان غنیؓ کی بارہ سال اور حضرت علیؓ کی چھ سال خلافت رہی۔اس طرح تیس سال کے بعد مروانیوں کا راج ہو گیا اور خلافت راشدہ کا دور ختم

Marfat.com

ہو گیا۔ بعض علماء کرام نے حضرت حسنؓ کی خلافت کے چھ ماہ ان ہی تیس برسوں میں شامل کئے ہیں کیونکہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت کچھ ماہ کم رہی تھی اور پورے تیس سال حضرت امام حسنؓ کی چھ ماہ کی مدت ملا کر پورے ہوتے ہیں۔

148۔ ایک سفر میں صحابہ کرامؓ نے رسول خداؐ سے پیاس کی شکایت کی اور عرض کی کہ کسی کے پاس پانی موجود نہیں ہے۔ رسول اکرمؐ اپنی سواری سے نیچے اترے اور حضرت علیؓ اور ایک دوسرے صحابیؓ کو بلا کر فرمایا جاؤ اور پانی تلاش کر کے لاؤ۔ وہ دونوں صحابیؓ پانی کی تلاش میں روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دور جا کر انہوں نے ایک عورت کو دیکھا جو اونٹ پر سوار تھی اور اس نے اونٹ پر دو بڑی پانی سے بھری ہوئی مشکیں لادی ہوئی تھیں۔ صحابہ کرامؓ نے اس عورت سے پوچھا کہ پانی کہاں سے لا رہی ہو۔ اس عورت نے جواب دیا کہ کل اسی وقت میں پانی کے چشمے سے چلی تھی۔ میرے قبیلے اور چشمے کے درمیان ایک دن رات کا فاصلہ ہے۔ حضرت علیؓ نے اس عورت سے کہا کہ ہمارے ساتھ رسول اکرمؐ کے پاس چلو جو نزدیک ہی دوسرے صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ چنانچہ وہ اس عورت کو لیکر سرور کونینؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے اس عورت کو اونٹ سے نیچے اتروایا۔ پھر ایک برتن منگوا کر اس میں ایک مشک سے تھوڑا سا پانی انڈیلا۔ حضورؐ نے دعا فرمائی اور پانی کے برتن میں پھونک مار کر دوبارہ دونوں مشکوں میں تھوڑا تھوڑا پانی ڈال دیا۔ اس کے بعد ان مشکوں کے چھوٹے منہ کھول دیئے اور صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ جس نے پانی پینا ہو آ کر پی لے اور جس نے برتن میں لینا ہو لے لے۔ چنانچہ تمام صحابہ

Marfat.com

کرامؓ نے خوب پانی پیا اور اپنے برتن بھی بھر لئے لیکن مشکوں کے پانی میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ وہ عورت حیرت و استعجاب کی تصویر بنی یہ سارا ماجرہ دیکھ رہی تھی۔ رسول خداؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اس عورت کیلئے کچھ کھجوریں، آٹا اور ستو کا انتظام کرو۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے کھانے پینے کا کچھ سامان جمع کیا اور ایک کپڑے میں باندھ کر عورت کو اونٹ پر سوار کرایا اور گٹھڑی اس کے آگے رکھ دی۔ پھر رحمت دو عالمؐ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو جانتی ہے کہ ہم نے تمہارے پانی میں کوئی کمی نہیں کی۔ تمہاری دونوں مشکیں پہلے کی طرح بھری کی بھری ہوئی ہیں۔ یہ جو پانی ہم نے لیا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے۔ وہ عورت جب اپنے خاندان میں پہنچی تو اس نے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ خدا کی قسم یا تو زمین اور آسمان کے درمیان اسؐ سے بڑا ساحر کوئی نہیں یا پھر وہ اللہ کا سچا رسولؐ ہے۔

149۔ مسلم نے حضرت سلمہؓ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ نبی کریمؐ کی بارگاہ میں ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپؐ نے نصیحت فرمائی کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا حالانکہ اس کے سیدھے ہاتھ میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ یہ بات اس نے بے باکی اور بے ہودگی سے کہی تھی۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ سیدھے ہاتھ سے کبھی بھی نہ کھا سکے گا۔ رسول اللہؐ کے فرمان کے مطابق اس کا سیدھا ہاتھ ہمیشہ کیلئے بے کار ہو گیا اور تمام تر کوشش کے باوجود وہ منہ تک اٹھایا نہیں جاتا تھا۔

150۔ حضرت محمدؐ کی صاحب زادی ام کلثومؓ آپؐ کے چچا ابولہب کے بیٹے عتبہ

Marfat.com

کے نکاح میں تھیں۔ جب قرآن پاک میں سورۃ لہب نازل ہوئی تو ابولہب اور اس کی بیوی نے بہت برا منایا۔ وہ رسول اللہ ؐ کے جانی دشمن تو پہلے ہی تھے۔ اسلئے ان کے کہنے پر انکے بیٹے عتبہ نے رسول اللہ ؐ کی صاحب زادی کو طلاق دے دی اور آنحضور ؐ کے سامنے جا کر اسؓ نے طلاق کی خبر دی اور بہت بے ادبی کی باتیں بھی کیں۔ تب آپ ؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط فرما دے۔ چنانچہ ابولہب اور اس کا بیٹا عتبہ ملک شام کے سفر پر گئے۔ راستہ میں مقام زرقاء پر ایک راہب کے تھان کے پاس دونوں ٹھہرے۔ راہب نے ان سے کہا کہ یہاں درندے بہت ہیں۔ اپنے اپنے بچاؤ کا سامان کر لینا۔ ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد ؐ نے عتبہ کیلئے بددعا کی ہے۔ اس لئے اس کو بڑی حفاظت سے رکھنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ سارا سامان اکٹھا کر کے خوب اونچائی پر عتبہ کو سلایا اور سب اس کے آس پاس نگرانی کیلئے سو گئے۔ رات کو ایک شیر آیا اور اس نے ہر ایک کا منہ سونگھ کر چھوڑ دیا اور اونچائی پر جا کر عتبہ کا سر چبا ڈالا۔ یہ شیر آنحضور ؐ کی دعا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا تھا۔ اس لئے باقی سب کو چھوڑ کر عتبہ کو ہلاک کر دیا اور اس کے گوشت کو منہ تک نہ لگایا کیونکہ رسول اللہ ؐ کی دشمنی کی وجہ سے اس کا گوشت خباثت سے بھرا ہوا تھا۔

151۔ ابونعیم اور طبرانی نے حکمؓ بن ابی العاص سے روایت کی ہے کہ ہم چند مشرکین نے آپس میں نبی کریم ؐ کو قتل کرنے کا عہد کیا۔ ترکیب یہ سوچی کہ آپ ؐ رات کو جب باہر نکلیں تو بیک وقت حملہ کر دیں۔ چنانچہ ہم ایک دن آپ ؐ کے انتظار

Marfat.com

میں تھے کہ آپؐ باہر نکلے اور ہمارے پاس سے گزر گئے۔ مگر ہم کچھ بھی نہ کر سکے۔ حقیقتاً جب وہ ہمارے قریب پہنچے تو ہم نے ایک بڑی زوردار چیخ کی آواز سنی۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ اس چیخ سے مکہ میں کوئی آدمی زندہ نہ بچا ہوگا اور ہم بھی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ آنحضورؐ مسجد حرام تشریف لے گئے اور نماز پڑھ کر اپنے گھر واپس آ گئے۔ تب تک ہم بے ہوش ہی رہے۔ دوسری رات کو بھی ہم نے یہی ارادہ کیا۔ چنانچہ اس رات بھی جب حضورؐ اپنے گھر سے نکل کر ہمارے قریب پہنچے اور ہم حملہ کرنے کی نیت سے آگے بڑھے تو صفا اور مروہ کی پہاڑیاں ہمارے اور آپؐ کے درمیان آ گئیں اور ہم اپنے منصوبہ کی ناکامی پر پریشان ہو کر واپس آ گئے۔

152۔ حضرت اسامہ بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے جہاد کے ایک سفر میں مجھ سے فرمایا کہ دیکھو قضائے حاجت کیلئے کہیں کوئی جگہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس میدان میں اتنے آدمی ہیں کہ کہیں کوئی پردہ کی جگہ نہیں ہے۔ رسول اکرمؐ کے مزید حکم پر میں نے عرض کیا کہ درخت اور پتھر تو ہیں لیکن مختلف جگہوں پر بکھرے پڑے ہیں۔ رسول اکرمؐ کے ارشاد کے مطابق میں نے ان درختوں سے کہا کہ رسول اللہؐ کا حکم ہے کہ تم اکٹھے ہو جاؤ اور پتھروں سے بھی اکٹھا ہونے کو کہہ دیا۔ خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ درخت اکٹھے ہو کر آپس میں مل گئے اور پتھر باہم مل کر دیوار بن گئے۔ نبی کریمؐ نے ان ہی کی آڑ میں بیٹھ کر قضائے حاجت کی۔ جب آپؐ فارغ ہو گئے تو مجھ سے فرمایا کہ ان سے کہدو علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے حسب ارشاد ان درختوں اور پتھروں سے کہا کہ رسول اللہؐ کا حکم ہے تم سب اپنی

اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ خدا کی قسم! میں نے اپنی آنکھوں سے ان درختوں اور پتھروں کو علیحدہ ہو کر اپنی اپنی جگہ پر جاتے ہوئے دیکھا۔

153۔ رکانہ قریش کا ایک قوی ہیکل پہلوان تھا۔ یہ جنگل میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن نبی کریمؐ اس جنگل کی طرف تشریف لے گئے تو رکانہ سے ملاقات ہو گئی۔ وہاں کوئی تیسرا شخص موجود نہ تھا۔ رکانہ نے آپؐ سے کہا کہ تم ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہو اور اپنے مفروضہ معبود کی پوجا کرتے ہو۔ اگر میری تم سے رشتہ داری نہ ہوتی تو آج میں تمہیں مار ڈالتا۔ اس لئے آج تم اپنے خدا سے دعا کر کے مجھ سے نجات حاصل کرو تو میں جانوں۔ میں آج تمہاری سچائی کا اس طرح اندازہ لگانا چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے کشتی لڑو اور اپنے خدا سے دعا کرو۔ میں اپنے لات وعزیٰ سے دعا کرونگا۔ اگر تم نے مجھے پچھاڑ دیا تو ان بکریوں میں سے دس بکریاں جو تم پسند کرو گے تم کو دے دونگا۔ چنانچہ رکانہ سے کشتی ہوئی اور آنحضورؐ نے اسے پچھاڑ دیا۔ رکانہ بولا کہ تم نے نہیں پچھاڑا بلکہ تمہارا خدا غالب آ گیا اور لات وعزیٰ نے میری مدد نہ کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ میرا پہلو کسی نے آج تک زمین سے نہیں لگایا تھا مگر تم نے لگا دیا۔ اچھا ایک بار پھر کشتی لڑو۔ اگر اب کی بار بھی تم غالب آ گئے تو دس بکریاں مزید اپنی پسند سے لے لینا۔ چنانچہ دوسری دفعہ بھی آپؐ نے رکانہ کو پچھاڑ دیا اور پھر رکانہ نے وہی بات کہی۔ رکانہ نے کہا کہ بیس بکریاں تم میرے ریوڑ سے اپنی پسند کی لے لو۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ میں بکریاں نہیں لونگا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اسلام قبول کر لو۔ اسلام قبول کر کے تم دوزخ کی

Marfat.com

آگ سے نجات حاصل کرلو گے۔ رکانہ نے کہا ٹھیک ہے آپ کوئی معجزہ دکھائیں۔ آپ نے پاس ہی کھڑے ببول کے درخت کو بلایا تو وہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا آنحضور اور رکانہ کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ رکانہ نے کہا کہ واقعی یہ ایک بڑا معجزہ ہے۔ اچھا اس کو اپنی جگہ واپس لوٹا کر دکھایئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس کو واپس لوٹا دوں تو کیا تو مسلمان ہو جائے گا۔ اس نے کہا ہاں میں مسلمان ہو جاؤنگا۔ چنانچہ آپ نے حکم دیا تو وہ درخت کا ٹکڑا واپس ہو گیا اور دونوں ٹکڑے مل کر ایک ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب تو تم مسلمان ہو جاؤ۔ رکانہ نے کہا کہ اگر میں مسلمان ہو گیا تو مجھے عورتیں طعنہ دیں گی کہ رکانہ مرعوب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ بہر حال اس وقت تو وہ مسلمان نہ ہوا مگر فتح مکہ کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔

154۔ کفار قریش یوں تو رسول اکرم کو ستانے اور ایذا پہنچانے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کوشش کرتے تھے مگر پانچ اشخاص جو اشراف قریش میں گنے جاتے تھے، ایسے تھے جو اس کام میں دوسروں سے کہیں آگے تھے۔ وہ رسول اللہ کو جہاں دیکھتے مذاق اُڑاتے اور تضحیک کرتے تھے۔ جب ان کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو رسول اللہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان لوگوں کی شرارتوں سے خلاصی کی دعا فرمائی۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور سورت حجر کی آیات نمبر 95 اور 96 نازل ہوئیں جن کا ترجمہ ہے۔

"تمہاری طرف سے ہم ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کیلئے کافی ہیں جو اللہ کے

Marfat.com

ساتھ کسی اور کو بھی خدا قرار دیتے ہیں۔عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا"۔

چنانچہ پانچوں کے پانچوں الگ الگ، مختلف طور پر مگر ایک دن رات میں ہلاک ہو گئے۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۔پہلا آدمی عاص بن وائل سہمی تھا۔ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ سیر کرنے نکلا اور پہاڑی کی ایک گھاٹی میں اترا۔ جیسے ہی اس نے پاؤں زمین پر رکھا وہ چیخنے لگا کہ مجھے کسی چیز نے کاٹ لیا ہے۔اس کے بیٹے اور وہاں پر موجود دوسرے لوگوں نے ہر چند اِدھر اُدھر دیکھا مگر وہاں کچھ نہ پایا۔اس کے پاؤں میں ورم ہو گیا اور یہ ورم بڑھتے بڑھتے اونٹ کی گردن کی مانند ہو گیا اور وہ وہیں مر گیا۔

۔دوسرا شخص حارث بن قیس سہمی تھا۔اس نے نمکین مچھلی کھالی۔سخت پیاس لگی تو پانی پینے لگا۔وہ پانی پیتا جاتا تھا مگر اس کی پیاس نہ بجھتی تھی۔چنانچہ پانی پیتے پیتے اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا۔مرتے وقت اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔"مجھے محمدؐ کے رب نے مار ڈالا"۔

۔تیسرا شخص اسود بن المطلب بن الحارث تھا۔وہ اپنے غلام کے ساتھ باہر سیر کو نکلا اور سیر کرتے کرتے تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے اور اس کے سر کو درخت کے تنے پر مارنے لگے۔اس نے اپنے غلام کو پکارا کہ میری مدد کرو کوئی مجھے مار رہا ہے۔غلام نے اِدھر اُدھر دیکھا اور کہا کہ یہاں تو کوئی شخص نہیں ہے تم خود ہی اپنا سر اس درخت سے ٹکرا رہے ہو۔چنانچہ وہ اسی طرح چیختا چلاتا اسی درخت کے نیچے مر گیا۔

Marfat.com

۔ چوتھا شخص ولید بن مغیرہ تھا۔ وہ ایک تیر ساز کی دکان پر سے گزرا تو ایک تیر اس کی چادر کے دامن سے چمٹ گیا۔ وہ چادر کا دامن اپنے کندھے پر ڈالنے لگا تو تیر کی نوک اس کی گردن میں گھس گئی جس سے اس کی رگ کٹ گئی اور اس کے سر، سینہ، پشت، دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں یعنی ساتوں اعضاء سے خون جاری ہو گیا جو کسی طرح بھی بند نہ ہوا یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہو گئی۔

۔ پانچواں شخص اسود بن عبد یغوث تھا۔ وہ اپنے گھر سے نکلا تو اسے لو لگ گئی اور اس کا رنگ حبشی کی طرح سیاہ ہو گیا۔ وہ اپنے گھر واپس آیا تو گھر والوں نے اسے نہ پہچانا۔ آخر وہ اسی لو کے اثر سے مر گیا۔

اس طرح وہ پانچوں بد باطن، شریر اور گستاخ رسولؐ اللہ تعالیٰ کی وعید کے مطابق درد ناک اور عبرت انگیز انجام سے دوچار ہوئے۔

155۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے والد گرامی شاہ عبدالرحیمؒ کو ایک مرتبہ بخار ہو گیا۔ بیماری کے تسلسل سے ان کی حالت غیر ہو گئی اور وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ اسی اثنا میں ان پر غنودگی طاری ہو گئی اور خواب میں رسول اکرمؐ تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹا تیرا کیا حال ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضورؐ نے شاہ عبدالرحیمؒ کو اس طرح اپنی آغوش میں لے لیا کہ حضورؐ کی ریش مبارک ان کے سر پر تھی۔ پھر آپؐ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو موئے مبارک عطا فرمائے۔ بیدار ہونے پر شاہ عبدالرحیمؒ نے دونوں موئے مبارک اپنے تکیئے کے نیچے پائے اور ان کی بیماری اور نقاہت بھی جاتی رہی۔ شاہ عبدالرحیمؒ نے دونوں موئے مبارک کو بڑی عزت و

Marfat.com

احترام کے ساتھ ایک صندوقچے میں رکھ لیا اور ہر سال بارہ ربیع الاول کو حضورؐ کی نیاز کے موقع پر ان کی زیارت کرتے اور دوسروں کو بھی کراتے تھے۔ ان موئے مبارک کا ایک وصف یہ بھی تھا کہ وہ پہلے آپس میں گتھے ہوئے تھے مگر جب درود شریف پڑھا جاتا تو الگ الگ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ منکرین میں سے تین اشخاص نے ان موئے مبارک کا امتحان لینا چاہا۔ اگرچہ شاہ عبدالرحیمؒ کا دل اس بے ادبی پر آمادہ نہیں تھا مگر جب مناظرہ نے طول کھینچا تو وہ ان موئے مبارک کو دھوپ میں لے آئے۔ اسی وقت بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور اس نے موئے مبارک پر سایہ کر دیا حالانکہ دھوپ بڑی تیز تھی اور بادلوں کا موسم بھی قطعاً نہ تھا۔ اس اعجاز کو دیکھ کر ایک منکر نے توبہ کر لی مگر دوسرے نے کہا کہ یہ تو محض اتفاقی بات ہے۔ اس پر دوسری مرتبہ پھر موئے مبارک کو دھوپ میں لایا گیا تو دوبارہ بادل کا ٹکڑا ظاہر ہو کر موئے مبارک پر سایہ فگن ہو گیا۔ یہ اعجاز دیکھ کر دوسرے منکر نے بھی توبہ کر لی مگر تیسرے نے کہا کہ یہ بھی اتفاقی بات ہے۔ چنانچہ تیسری مرتبہ پھر موئے مبارک کو دھوپ میں لایا گیا تو بادل کے ٹکڑے نے پھر نمودار ہو کر موئے مبارک پر سایہ کر دیا۔ اس پر تیسرے منکر نے بھی توبہ کر لی۔ ان دونوں موئے مبارک میں سے ایک شاہ عبدالرحیمؒ نے شاہ ولی اللہؒ کو عنایت کیا تھا اور دوسرا اہل اللہ کو عطا کیا تھا۔

156۔ سرور کونینؐ حضرت محمد مصطفیٰؐ غزوہ تبوک سے واپسی پر ایک پہاڑی راستے سے گزر رہے تھے۔ اس موقع پر منافقین کے ایک گروہ نے حضورؐ کو ایک گھاٹی

Marfat.com

سے نیچے گرانے کی سازش کی۔ جب رسول اکرمؐ اس گھاٹی پر پہنچے تو سازشی منافقین بھی اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل کی خاطر حضورؐ کے ساتھ چلنا چاہتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کو ان کے ناپاک ارادوں سے مطلع کر دیا۔ چنانچہ حضورؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ گھاٹی سے گزرنے کی بجائے وادی کے درمیان کے آسان اور کشادہ راستے سے گزر جائیں۔ لوگوں کو اس راستے پر جانے کا حکم دے کر حضورؐ اپنی اونٹنی پر سوار گھاٹی کو عبور کرنے کے ارادے سے چل پڑے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ آگے آگے اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھے اور حضرت حذیفہ بن یمانؓ پیچھے سے اونٹنی کو ہانک رہے تھے۔ جب رسول اللہ گھاٹی کے بیچ میں پہنچے تو دیکھا کہ منافقین ان کے پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ حضورؐ نے حضرت حذیفہؓ کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو آگے آنے سے روک کر واپس کر دیں۔ چنانچہ حضرت حذیفہؓ نے ان لوگوں کی سواریوں کے منہ پر لاٹھی سے ضربیں لگاتے ہوئے پیچھے دھکیل دیا۔ ان لوگوں کو خیال گزرا کہ ان کی سازش رسول اللہؐ پر عیاں ہو گئی ہے اس لئے وہ جلدی جلدی وہاں سے گزر کر دوسرے لوگوں سے جا ملے تاکہ کوئی انہیں پہچان نہ سکے۔ اس سفر کے دوران سواریوں کی تیز رفتاری کی وجہ سے بعض صحابہ کرامؓ کی سواریوں سے کچھ سامان راستے میں گر پڑا۔ رسول اللہؐ نے جب گھاٹی سے باہر نکل کر ایک جگہ قیام فرمایا تو صحابہ کرامؓ نے سامان کے گر جانے کی بابت حضورؐ سے عرض کیا۔ اس پر آپؐ نے ایک صحابی حضرت حمزہ بن عمرا سلمیؓ کیلئے دعا فرمائی جس کی برکت سے حضرت حمزہ بن عمرؓ کے ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیاں تیز روشنی والے

Marfat.com

چراغوں کی طرح روشن ہو گئیں اور اس روشنی کی وجہ سے صحابہ کرامؓ نے اپنی چیزیں اکٹھیں کیں۔ یہاں تک کہ ان انگلیوں کی روشنی میں اونٹوں کے کوڑے، رسیاں اور ان جیسی دیگر اشیاء بھی انہیں مل گئیں۔

157۔سلطان نورالدینؒ زنگی رات کو تہجد اور وظائف پڑھا کرتے تھے۔ایک رات تہجد پڑھنے کے بعد وہ سوئے تو خواب میں رسول اکرمؐ کو تین بار دیکھا کہ حضورؐ دو سرخ فام اشخاص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ نورالدین مجھے ان دونوں سے بچاؤ۔دوسری دفعہ فرمایا کہ ان دو کتوں سے مجھے بچاؤ اور تیسری دفعہ فرمایا کہ یہ دو کتے مجھے تنگ کر رہے ہیں۔سلطان نورالدینؒ زنگی نے فوری اپنے وزیر جمال الدین موصلی سے مشورہ کے بعد رخت سفر باندھا اور مدینہ منورہ کو روانہ ہو گئے۔ وہ اپنے ساتھ ایک ہزار اونٹ اور گھوڑے مال سے لدے ہوئے لے گئے۔سولہ دن کے سفر کے بعد وہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔مسجد نبویؐ میں انہوں نے اعلان کروایا کہ وہ بہت سا مال تقسیم کرنے کیلئے اپنے ساتھ لائے ہیں۔چنانچہ اہل مدینہ مسجد نبوی میں آئیں اور سلطان کے ہاتھ سے اپنا اپنا حصہ لے جائیں۔ سلطا ن نورالدین زنگیؒ نے مسجد نبوی کے صحن میں تمام مال کا ڈھیر لگا دیا اور تقسیم کرنا شروع کر دیا۔جو شخص آتا سلطان اسے غور سے دیکھتا تا کہ وہ ان اشخاص کو پہچان سکیں جنکی صورت رسول اکرمؐ نے خواب میں دیکھائی تھی اور اس کا حصہ اسے دے کر روانہ کر دیتے۔ یہاں تک کہ سب اہل مدینہ آچکے۔مگر ان میں وہ دونوں سرخ فام اشخاص نہیں تھے۔سلطان کے پوچھنے پر لوگوں نے بتلایا کہ اہل مدینہ میں تو

Marfat.com

کوئی باقی نہیں رہا البتہ دو مغربی حاجی ہیں جو کسی سے کچھ نہیں لیتے۔ وہ بڑے نیک اور دولت مند ہیں اور محتاجوں کو اکثر صدقہ دیتے رہتے ہیں۔ سلطان کے حکم پر ان دونوں کو طلب کیا گیا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو سلطان نے فوری ان کو پہچان لیا کہ یہ دونوں وہی اشخاص ہیں جن کی طرف رسول اکرمؐ نے اشارہ کیا تھا۔ لوگوں نے مزید بتلایا کہ یہ اشخاص حجرہ شریف کے قریب رباط میں رہتے ہیں۔ لہٰذا سلطان کے حکم پر ان دونوں کو گرفتار کرلیا گیا۔ سلطان خود ان کی رہائش گاہ پر پہنچے اور ان کے گھر کی تلاشی شروع کی۔ سلطان نے ان کے گھر کے ایک کمرے کے فرش سے ایک چٹائی اٹھائی تو اس کے نیچے ایک تہہ خانہ نظر آیا جو حجرہ شریف کی طرف کھودا گیا تھا۔ سلطان نے جب ان کو سختی سے پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ وہ عیسائی ہیں۔ ان کو مغربی حاجیوں کے بھیس میں یہاں بھیجا گیا ہے اور بہت سا مال بھی دیا گیا ہے تا کہ وہ کسی طرح نیچے ہی نیچے سرنگ لگا کر محمدؐ کی لاش مبارک نکال کر لے جائیں۔ وہ رات کو سرنگ کھودتے اور مٹی کو اپنے تھیلوں میں ڈالتے اور علی الصبح جنت البقیع کی زیارت کے بہانے نکل جاتے اور مٹی قبروں پر ڈال دیتے۔ جب سرنگ کھودتے کھودتے وہ لاش مبارکؐ کے بالکل قریب آ گئے تو اسی رات سلطان نور الدینؒ زنگی وہاں پہنچ گئے اور ان کو گرفتار کرلیا۔ پھر سلطان کے حکم پر ان کو قتل کر دیا گیا اور حجرہ شریف کے گرد پانی کی تہہ تک خندق کھدوائی گئی اور اس خندق کو پگھلے ہوئے سیسہ سے بھروا دیا گیا تا کہ آئندہ کسی بد بخت کو ایسی حرکت کرنیکی جرات نہ ہو۔ اس کے بعد سلطان نور الدینؒ زنگی واپس ملک شام چلے گئے۔ روایات کے مطابق یہ واقعہ

Marfat.com

555ہجری کو پیش آیا۔

158۔غزوہ احزاب جسے غزوہ خندق بھی کہا جاتا ہے میں متحدہ عرب قبائل کا سیلاب مدینہ طیبہ کے چاروں اطراف سے اُمڈ آیا تھا۔لیکن اس واقعہ سے قبل اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر سرورِ کونینؐ کواس کی اطلاع کردی تھی۔آپؐ نے تمام مسلمانوں کواس کے متعلق آگاہ کردیا تھا۔چنانچہ جب یہ صورت حال ہوئی تو مسلمانوں میں زیادہ پختگی آگئی اوران کے دلوں میں آپؐ کی صداقت کا یقین مزید پختہ ہوگیا۔قرآن پاک میں اس واقعہ کا ذکراس طرح ہوا ہے:۔

"جب مسلمانوں نے ان متحدہ قبائل کے لشکرکو دیکھا تو کہا کہ یہی وہ ہے جس کا وعدہ ہم سے خدااوراس کے رسولؐ نے کیا تھااوران کا فرمان سچ تھا۔اس واقعہ نے ان کوایمان اوراقرارمیں اورزیادہ پختہ کردیا"(سورت احزاب آیت22)

چنانچہ متحدہ عرب قبائل کے لشکر نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کرلیااوراسے بیس دن تک قائم رکھا۔آس پاس کے یہودی جو پہلے مسلمانوں سے عہد کر چکے تھے،دشمنوں کے ساتھ مل گئے۔یہ حملہ اس قدر زور کا تھا کہ مسلمان فریضہ نماز بھی وقت پرادانہ کرسکتے تھے۔البتہ اپنی تمام تر کوشش وکاوش کے باوجود کفار خندق (جو رسول اللہؐ کے حکم پر کھودی گئی تھی) کوعبور نہ کرسکے۔محاصرہ کے طول کھینچنے پر مدینہ منورہ میں فاقے ہونے لگے۔منافقین اورکمزورعقیدہ کے لوگ گھبرا کر ساتھ چھوڑنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے صبرکوآزمانے اوراُنکے ایمان کی پختگی کودیکھتے ہوئے اس زور کی آندھی چلائی کہ دشمنوں کے خیمے اکھڑ گئے،طنابیں ٹوٹ گئیں ہانڈیاں

Marfat.com

الٹ گئیں اور جانور رسیاں توڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ایسی سردی پڑی کہ دشمن ٹھٹھر کر رہ گئے۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنا یہ احسان ان الفاظ میں جتایا۔

"مسلمانو! اپنے اوپر خدا کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب فوجوں نے تم پر حملہ کیا تو ہم نے ان پر ہوا اور ایسی فوجیں بھیجیں جن کو تم نے نہیں دیکھا اور جو تم کر رہے تھے خدا اس کو دیکھ رہا تھا" (سورت احزاب آیت 9)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج دیئے جنہوں نے کفار کے دل لرزا دیئے اور ان کے دلوں میں خوف ڈال دیا۔حدیث پاک میں رسول اکرمؐ کا فرمان ہے کہ میری مدد صبا سے کی گئی اور عاد وبور ہوا سے ہلاک کیے گئے۔

جب تیز آندھی چل رہی تھی تو حضور نبی پاکؐ نے حضرت حذیفہؓ بن یمان کو خبر لینے کیلئے بھیجا۔موسم نہایت سرد تھا۔وہ ہتھیار لگا کر روانہ ہوئے تو رسول اکرمؐ نے ان کے چہرے اور بدن پر اپنا نورانی دست مبارک پھیرا جس سے ان پر سردی اثر نہ کر سکی۔وہ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے۔وہاں تیز ہوا چل رہی تھی اور سنگریزے اڑ کر دشمن کو لگ رہے تھے۔آنکھوں میں گرد پڑ رہی تھی۔عجیب پریشانی کا عالم تھا۔لشکر کفار کے سردار ابوسفیان ہوا کا یہ عالم دیکھ کر اٹھے اور قریش کو پکار کر کہنے لگے کہ جاسوسوں سے ہوشیار رہنا۔ہر شخص اپنے برابر والے کو دیکھ لے۔اسلئے ہر ایک شخص نے اپنے برابر والے کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے دانائی سے اپنے دائیں طرف والے شخص کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون ہے۔اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔تھوڑی دیر بعد ابوسفیان بولا کہ اے گروہ قریش یہ ٹھہرنے کی جگہ

Marfat.com

نہیں ہے۔ گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو گئے ہیں۔ بنی قریظہ اپنے عہد سے پھر گئے ہیں۔ ہوا نے جو ہمارا حال کیا ہے وہ تم دیکھ رہے ہو۔ اب یہاں سے کوچ کا وقت آ گیا ہے۔ اسلئے میں کوچ کر رہا ہوں۔ یہ کہہ کر ابوسفیان اپنی اونٹنی پر سوار ہو گیا اور لشکر میں کوچ کوچ کا شور برپا ہو گیا۔ ہوا ہر چیز کو الٹا رہی تھی مگر یہ ہوا اس لشکر سے باہر نہ تھی۔ اب کفار کا لشکر بھاگ نکلا اور مال و سامان کو اٹھانا ان کے لئے مشکل ہو گیا۔ چنانچہ وہ کثیر مال اور ساز و سامان چھوڑ کر چلے گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی مدد سے مسلمان تو محفوظ رہے اور کفار مکہ کو ذلت و شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

159۔ ایک مرتبہ رسول اکرمؐ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ کفار نے آپؐ کو تنہا لیٹے ہوئے دیکھا تو ایک پہلوان جس کا نام غورث تھا اور بہت بہادر اور طاقتور تھا سے کہا کہ محمدؐ اس وقت اکیلے ہیں اور ان کو نقصان پہنچانے کا یہ بہترین موقع ہے۔ چنانچہ غورث تلوار کھینچ کر رسول اللہؐ کے سرہانے آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے محمدؐ! آج کون آپؐ کو مجھ سے بچا سکتا ہے۔ آپؐ نے انتہائی اطمینان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ۔ یہ سن کر غورث پر دہشت طاری ہو گئی اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے زمین پر گر پڑی۔ رسول اللہؐ نے تلوار اٹھا کر اپنے دست مبارک میں پکڑی اور اس سے فرمایا کہ اب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ غورث پریشانی اور دہشت کے عالم میں کہنے لگا کہ مجھے آپؐ سے آپؐ کے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔ پھر اس نے کلمہ پڑھا اور دولت ایمان سے مالا مال ہو گیا۔ غورث اپنے ساتھیوں میں واپس آ گیا تو انہوں نے کہا کہ تجھے کیا ہو گیا کہ تلوار کھینچ کر محمدؐ کے سر

Marfat.com

پر پہنچ گیا اور کام کئے بغیر واپس لوٹ آیا۔ غورث نے جواب دیا کہ میں نے ایک بلند و بالا سفید پوش آدمی دیکھا اس نے میرے سینے پر اس طرح مارا کہ میں پشت کے بل گر پڑا اور تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ یقیناً فرشتہ تھا اور محمدؐ اللہ تعالیٰ کے سچے رسولؐ ہیں۔ اس لئے میں محمدؐ پر ایمان لے آیا ہوں اور تم لوگوں سے بھی کہتا ہوں کہ ان پر ایمان لے آؤ۔

160۔ رسول اکرمؐ ایک روز حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا کہ ابا جان! تین روز سے نہ تو میں نے کچھ کھایا ہے نہ ہی حسینؓ اور علیؓ نے، رسول اللہؐ نے ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی کہ اے محمدؐ کے رب! فاطمہؓ بنت محمدؐ کیلئے وہی کچھ بھیج جو تو مریم بنت عمران کیلئے بھیجا کرتا تھا۔ اس دعا کے بعد حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ اپنے کمرے میں چلی جاؤ اور حالت رکوع میں اللہ کی حمد کہو۔ پھر دیکھنا کیا نظر آتا ہے۔ حضرت فاطمہؓ اپنے کمرے میں تشریف لے گئیں۔ بعد میں حضرت علیؓ، حضرت حسینؓ اور پھر رسول اللہؐ بھی اس کمرے میں چلے آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ انواع واقسام کے پھلوں سے بھرا ہوا ایک طشت لئے کھڑا ہے جس سے کستوری کی خوشبو پھیل رہی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ کا نام لیکر کھاؤ۔ وہ سب سات روز تک اس میں سے کھاتے رہے لیکن کھانے میں کچھ کمی نہ ہوئی۔

161۔ جب قریش مکہ نے یہ دیکھا کہ باوجود تشدد و مزاحمت کے اسلام قبائل عرب میں پھیل رہا ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ جیسے سرکردہ لیڈر ایمان لا چکے ہیں تو انہوں نے متفقہ طور پر حضورؐ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ حضرت ابوطالب کو جب

Marfat.com

یہ خبر پہنچی تو انہوں نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو جمع کیا اور کہا کہ محمدؐ کو حفاظت کی خاطر اپنے شعب (درہ) میں لے چلو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب قریش کو معلوم ہوا کہ ہاشم اور مطلب کی اولاد نے (سوائے ابولہب کے) بلا امتیاز مذہب حضورؐ کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ ہاشم اور مطلب کی اولاد سے رشتہ ناطہ اور لین دین سب موقوف کر دیا جائے یہاں تک کہ وہ تنگ آ کر محمدؐ کو قتل کرنے کیلئے ان کے حوالے کر دیں۔ مزید سختی کیلئے انہوں نے ایک معاہدہ تحریر کر کے خانہ کعبہ کی دیوار سے لٹکا دیا۔ قریش مکہ نے اس معاہدہ پر نہایت سختی سے عمل کیا۔ باہر سے جو غلہ مکہ مکرمہ میں آتا وہ خود ہی خرید لیتے اور ایک دانہ بھی مسلمانوں تک نہ پہنچنے دیتے۔ اگر کوئی بطور صلہ رحمی اپنے کسی مسلمان رشتہ دار کو اناج بھیجنے کی کوشش کرتا تو اس میں بھی مزاحمت کرتے۔ غرض مسلمان اور بنو ہاشم و بنو مطلب شعب ابی طالب میں محصور طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتے رہے اور قریش مکہ نے مکمل انکا بائیکاٹ کیا۔ اسطرح تین سال گزر گئے۔ ایک دن حضورؐ نے اپنے چچا ابو طالب سے کہا کہ مجھے میرے اللہ نے خبر دی ہے کہ قریش کے معاہدہ کو دیمک اسطرح چاٹ گئی ہے کہ اللہ کے نام کے سوا اس میں کچھ باقی نہیں بچا۔ چنانچہ حضرت ابو طالب نے قریش مکہ کو پیغام بھیجا کہ میرے بھتیجے کے مطابق تمہارے معاہدے کو دیمک نے چاٹ لیا ہے۔ اس میں سوائے اللہ کے نام کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اسلئے تم اپنا معاہدہ لاؤ۔ اگر یہ خبر درست ہے تو تمہارا بائیکاٹ کا فیصلہ خود بخود ختم ہو گیا ہے۔ اگر یہ خبر غلط نکلے تو میں اپنے بھتیجے کو تمہارے حوالے

Marfat.com

کر دونگا۔ کفار قریش بخوشی اس پر راضی ہو گئے۔ وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ معاہدے کو اتنی جلدی دیمک چاٹ سکتی ہے۔ پھر محمدؐ کو جو مکمل طور پر تین سال سے شعب ابی طالب میں بند ہیں کیسے اس کی خبر ہوسکتی ہے۔ انہوں نے اس کو اپنی کامیابی سمجھا اور فوری حضرت ابوطالب کے پیغام کو تسلیم کرلیا۔ پھر معاہدے کو خانہ کعبہ کی دیوار سے اتارنے کیلئے وہاں پہنچے تو ان کی حیرانی اور پریشانی کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے نام کے ہر چیز کو دیمک نے چاٹ لیا تھا اور وہاں کچھ باقی نہ بچا تھا۔ چنانچہ معاہدہ ختم ہو گیا اور کفار قریش کو اپنے منصوبے کی ناکامی پر بہت افسوس ہوا۔

162۔ غزوہ احد میں جب ایک چھوٹی سی کوتاہی کے باعث مسلمانوں کی فتح وقتی شکست میں بدل گئی اور مسلمانوں کی صفیں بکھر گئیں تو دشمنوں نے رسول اکرمؐ کے گرد گھیرا تنگ کر دیا۔ دشمنوں کے حملوں کے مقابلے میں جن صحابہ کرامؓ نے کمال جان نثاری سے حضورؐ کی حفاظت اور دفاع کیا ان میں حضرت ابودجانہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے علاوہ حضرت قتادہ بن نعمان انصاریؓ بھی تھے۔ اس جنگ میں حضرت قتادہؓ کی ایک آنکھ میں تیر لگا اور وہ بری طرح زخمی ہو گئی اور اس کی پتلی نکل کر باہر لٹکنے لگی۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد رسول خداؐ نے انہیں دیکھا تو پوچھا کہ قتادہؓ یہ کیا ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ میری آنکھ میں ایک تیر لگا تھا۔ رسول اکرمؐ نے اپنے دست مبارک سے وہ پتلی واپس آنکھ میں رکھ دی اور اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ چنانچہ حضرت قتادہؓ کی وہ آنکھ نہ صرف ٹھیک ہو گئی بلکہ اس

Marfat.com

کی نگاہ دوسری آنکھ کی نسبت زیادہ تیز اور بہتر ہوگئی۔حضرت قتادہ کے مطابق اس آنکھ میں پھر کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

163۔غزوہ بدر میں حضرت سلمہ بن اسلم بن حریشؓ کفار مکہ کے خلاف نہایت دلیری، شجاعت اور بے خوفیؒ سے لڑ رہے تھے کہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ بالکل نہتے ہوگئے۔خدشہ تھا کہ انہیں نہتہ پا کر دشمن ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور نقصان پہنچائیں گے۔وہ فوری رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور تلوار ٹوٹ جانے کا ماجرہ عرض کیا۔رسول خداؐ نے کھجور کی ایک تازہ اور باریک سی ٹہنی ان کو عنایت کی اور فرمایا کہ اس سے دشمن کا مقابلہ کرو۔حضرت سلمہؓ نے کھجور کی وہ ٹہنی یونہی اپنے ہاتھ میں لی تو وہ ایک نئی تلوار کی صورت اختیار کر گئی۔انہوں نے اس تلوار سے لڑائی میں خوب جوہر دکھائے۔وہ ہمیشہ اسی تلوار سے جنگوں میں حصہ لیتے رہے۔وہ نہ کبھی کند ہوئی اور نہ ٹوٹی۔یہ حضرت سلمہؓ کیلئے سرکار دوعالمؐ کا ایک عظیم اور شاندار تحفہ تھا جس کی انہوں نے اپنی زندگی سے بھی زیادہ حفاظت کی۔

164۔غزوہ احد میں بھی رسول اکرمؐ نے حصہ لیا تھا۔آپؐ نیزے اور تیر کمان سے برابر دشمن کا مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ نیزہ ٹوٹ گیا۔اسی طرح کمان کی لکڑی اور رسی بھی ٹوٹ گئی۔آپؐ کی کمان کی رسی صرف ایک بالشت رہ گئی۔حضرت عکاشہ بن محصنؓ نے وہ لکڑی اور رسی پکڑی۔وہ لکڑی کو خم دے کر اس میں رسی ڈالنے لگے مگر وہ بہت چھوٹی تھی اور لکڑی کے سروں تک نہیں پہنچتی تھی۔جب وہ اپنی تمام تر کوشش و کاوش اور طاقت کے کامیاب نہ ہوئے تو حضورؐ کی خدمت اقدس

میں حاضر ہوئے اور اپنی ناکامی کا اظہار کیا۔آپؐ نے اس رسی پر اپنا دست مبارک پھیرا اور حضرت عکاشہؓ سے فرمایا کہ اسے اب کھینچو۔ یہ دونوں سروں تک پہنچ جائے گی۔آپؐ نے لکڑی پر بھی اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ اب یہ نرم ہو جائے گی ۔حضورؐ کے اس ارشاد پر جب حضرت عکاشہؓ نے رسی کو کھینچا تو وہ لمبی ہوتی چلی گئی اور لکڑی کو موڑا تو وہ ملائم ہوگئی۔ چنانچہ حضرت عکاشہؓ نے کمان میں رسی ڈال کر اس کو درست کر دیا۔ پھر حضورؐ نے وہ کمان ان سے لے لی اور اس سے تیر اندازی کرتے رہے۔

165۔ایک مرتبہ حضرت قتادہ بن نعمانؓ رسول اللہؐ کے ہمراہ تھے۔انہوں نے آپؐ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ وہ اپنے گھر جانا چاہتے تھے مگر رات بہت اندھیری تھی اور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ وہ پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے ۔حضورؐ اس کے دل کی بات سمجھ گئے اور فرمایا کہ قتادہؓ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ بڑا کارساز ہے پھر آپؐ نے اس کو کھجور کی ایک شاخ دیکر فرمایا کہ یہ شاخ اتنی روشنی دے گی کہ تمہارے آگے پیچھے دس دس آدمی اس کی روشنی میں باآسانی اپنے راستے پر چل سکیں گے۔ جب تم گھر پہنچو گے تو ایک کالی چیز تمہیں نظر آئے گی۔اس کو مار کر باہر نکال دینا۔ چنانچہ حضرت قتادہؓ جونہی اپنے گھر کی طرف روانہ ہونے لگے کھجور کی وہ شاخ روشن ہوگئی۔ وہ باآسانی اپنے گھر پہنچ گئے ۔پھر حضورؐ کے ارشاد کے مطابق ان کو ایک کالی چیز نظر آئی۔انہوں نے اسے مار کر نکال دیا۔

Marfat.com

166 ۔حضرت شمر بن عطیہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں اپنے بیٹے کے ساتھ حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میرا یہ بیٹا گونگا ہے۔ جب سے یہ پیدا ہوا ہے اس نے کوئی بات نہیں کی۔ اس پر رسول خداؐ نے اس لڑکے سے فرمایا کہ اے لڑکے بتلا میں کون ہوں۔ لڑکے نے فوراً جواب دیا کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس لڑکے کی زبان کھل گئی اور گونگا پن جاتا رہا۔ پھر ساری زندگی اس کو یہ مرض لاحق نہ ہوا۔

167 ۔حضرت شرجیل جعفیؓ کی ہتھیلی پر ایک گلٹی تھی جس کی وجہ سے وہ تلوار کا قبضہ اور گھوڑے کی باگ مضبوطی سے نہیں پکڑ سکتے تھے۔ ایک بار انہوں نے رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس تکلیف کی شکایت کی۔ سرور کونین رحمت دو عالمؐ نے اپنی ہتھیلی سے اس گلٹی کو رگڑا تو وہ ہمیشہ کیلئے غائب ہو گئی۔ ان کا ہاتھ بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گیا اور کبھی کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ اب وہ پوری طاقت سے تلوار کا قبضہ اور گھوڑے کی باگ پکڑنے کے قابل ہو گئے۔

168 ۔رسول اکرمؐ نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ وہ اس وقت تک آپؐ پر ایمان نہیں لاسکتا جب تک آپؐ اس کی بیٹی کو زندہ نہ کر دیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کی قبر دکھاؤ۔ وہ شخص آپؐ کو اپنے ساتھ قبرستان لے گیا اور اپنی بیٹی کی قبر دکھائی۔ حضورؐ نے اس لڑکی کا نام لیکر آواز دی تو قبر کھل گئی اور لڑکی نے قبر سے باہر نکل کر کہا یا رسول اللہؐ! میں آپؐ کی اطاعت اور آپؐ کے دین کی تائید کیلئے حاضر ہوں۔ رسول خداؐ نے اس لڑکی سے فرمایا کہ کیا وہ پسند کرتی ہے کہ

Marfat.com

دنیا میں دوبارہ آجائے۔ لڑکی نے عرض کیا یارسول اللہؐ میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے والدین سے بہتر اور اپنے لئے آخرت کو دنیا سے اچھا پایا ہے۔ پھر آپؐ کی دعا سے وہ لڑکی دوبارہ قبر کے اندر چلی گئی اور قبر بند ہو گئی۔

169۔ حضرت محمد بن حاطبؓ کی والدہ ماجدہ حضرت ام جمیلؓ انہیں لیکر حبشہ کے ملک سے چلیں۔ راستے میں انہوں نے ایک جگہ قیام کیا۔ کم سن محمد بن حاطبؓ نے سالن کی گرم ہنڈیا اٹھالی تو وہ ان کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور سارہ گرم سالن ان کے ہاتھ پر گر پڑا جس سے ان کا ہاتھ بری طرح جل گیا۔ حضرت ام جمیلؓ مدینہ منورہ پہنچیں اور محمد بن حاطبؓ کو لے کر رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہؐ یہ میرا پہلا بچہ ہے جس کا نام آپؐ کے اسم گرامی کی مناسبت سے رکھا گیا۔ دوران سفر یہ گرم سالن سے جھلس گیا ہے اور اب اس کی حالت آپؐ کے سامنے ہے یہ بہت تکلیف میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ یہ ٹھیک ہو جائے اور اس کی تکلیف دور ہو جائے۔ حضورؐ نے یہ سن کر محمد بن حاطبؓ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور حضرت ام جمیلؓ کو برکت کی دعا دی۔ پھر آنحضورؐ نے اپنا لعاب دہن محمد بن حاطب کے منہ میں ڈالا اور اس کے جلے ہوئے ہاتھ پر بھی اپنا لعاب دہن لگایا۔ ساتھ ہی حضورؐ یہ دعا مانگتے رہے۔ اے انسانوں کے پروردگار! تکلیف دور کر دے اور شفا عطا فرمادے۔ تو ہی شفا بخشنے والا ہے۔ تیرے سوا کسی کے ہاتھ میں شفا نہیں ہے۔ ایسی شفا بخش جو بیماری کا بالکل خاتمہ کر ڈالے۔ حضرت ام جمیلؓ جب واپس آئیں تو محمد بن حاطبؓ کا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔

Marfat.com

170۔ حضرت ابن عباسؓ سے وایت ہے کہ آنحضورؐ ہر چیز کو دیکھتے تھے خواہ وہ آپؐ کے دائیں ہو، بائیں ہو، آگے ہو، پیچھے ہو، دور ہو، نزدیک ہو، دنیا سے مخفی ہو یا اندھیرے میں ہو جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۔ایک بار آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ کیا تم لوگ یہاں میرا قبلہ رو ہونا دیکھتے ہو۔ پھر فرمایا کہ خدا کی قسم مجھ سے تمہارا خشوع و خضوع اور رکوع و سجود ہرگز مخفی نہیں ہوتا۔ میں تم کو اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ چنانچہ رسول خداؐ نماز میں پچھلی صفوں والوں کو بھی یوں دیکھتے تھے جیسے کہ اپنے سامنے والوں کو۔

۔حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جس طرح میں تمہیں اپنے سامنے دیکھتا ہوں اسی طرح میں تمہیں نماز اور رکوع میں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

۔حضورؐ نے فرشتوں اور شیاطین کو بھی دیکھا جو اکثر آپؐ کے پاس آتے تھے مگر صحابہ کرامؓ ان کو نہ دیکھ سکتے تھے۔

۔شب معراج کی صبح کو مکہ مکرمہ میں آپؐ نے بیت المقدس کو اپنے سامنے دیکھ کر قریش مکہ کے مختلف سوالوں کے جواب دیئے تھے۔

۔مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت آپؐ نے مدینہ منورہ سے خانہ کعبہ کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کے منبروں، میناروں اور رخ کا تعین فرمایا تھا۔

۔غزوہ احزاب میں خندق کی کھدائی کے موقع پر شام کے سرخ محلات، کسریٰ کے سفید محل اور صنعا کے دروازوں کو آپؐ نے دیکھا اور صحابہ کرامؓ کو آگاہ کیا۔

Marfat.com

۔غزوہ موتہ میں جب حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ یکے بعد دیگرے بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے تو رسول اللہؐ مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور بیان فرما رہے تھے۔

171۔رسول اکرمؐ کے پاس ایک دفعہ بنو عامر کا ایک وفد مدینہ منورہ آیا اور اس میں عامر بن طفیل اور اربد بن قیس بھی شامل تھے۔ وہ اپنے اپنے قبیلے کے سردار تھے اور رسول اللہؐ سے سخت عداوت رکھتے تھے۔ مدینہ منورہ آنے سے پہلے ان دونوں نے منصوبہ بنایا تھا کہ عامر رسول اللہؐ کو باتوں میں لگائے گا اور اربد موقع پا کر انکو قتل کر دیگا۔ چنانچہ آنحضورؐ کے پاس پہنچ کر عامر نے آپؐ سے کہا کہ وہ آپؐ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک بات نہیں کر سکتا جب تک تم اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان نہ لے آؤ گے۔ عامر بار بار اپنا مطالبہ دہراتا رہا اور انتظار کرتا رہا کہ اس بحث و تکرار کے دوران اربد منصوبہ کے مطابق اپنا کام کر گزرے۔ مگر اربد اپنی جگہ کھڑا رہا اور ٹس سے مس نہ ہوا۔ جب بار بار کی تکرار کے باوجود حضورؐ نے عامر کا مطالبہ رد کر دیا تو اس نے بڑے غرور کے ساتھ کہا کہ اللہ کی قسم وہ اس علاقے کو سواروں اور پیادہ فوج سے بھر دیگا تا کہ وہ آپؐ کو ختم کر دیں۔ اس دھمکی کے بعد وہ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد رسول اکرمؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ عامر بن طفیل کے مقابلے میں میرے لئے تو کافی ہو جا۔ رسول اللہؐ سے رخصت ہونے کے بعد عامر نے اربد سے کہا کہ

Marfat.com

تیرا ستیاناس ہو۔ تو نے منصوبہ کے مطابق اپنا کام نہیں کیا۔ اربد نے جواب دیا کہ اس نے منصوبہ کے مطابق اپنا کام کرنے کا پورا پورا ارادہ کر رکھا تھا مگر محمدؐ تو مجھے نظر ہی نہیں آ رہے تھے۔ تیرے سوا وہاں مجھے کوئی اور دکھائی ہی نہ دے رہا تھا۔ کیا میں تجھ پر تلوار چلا دیتا۔ یوں آپس میں ایک دوسرے کو لعن طعن کرتے اور کوستے واپس جا رہے تھے کہ عامر طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اور راستے ہی میں مر گیا۔ اس کو دفن کرنے کے بعد جب اربد اپنے قبیلے میں پہنچا تو لوگوں نے پوچھا کہ بتاؤ کیا خبر لائے ہو۔ اربد نے جواب دیا کہ اس کے پاس کوئی اچھی خبر نہیں ہے۔ عامر طاعون میں مبتلا ہو کر مر گیا ہے اور یہ کام یقینی طور پر اس محمدؐ کا ہے جو اللہ تعالیٰ کا رسولؐ ہونے کا دعویدار ہے۔ میری خواہش ہے کہ اگر اس وقت وہ میرے سامنے آ جائے تو میں اسے اپنے تیر کا نشانہ بنا ڈالوں۔ اس ہرزہ سرائی کے دوسرے دن اربد اپنے اونٹ پر سوار ہو کر اسے بیچنے کی غرض سے گھر سے چلا۔ راستے میں آسمان سے بجلی کا ایک کوندا لپکا اور اس نے اربد اور اس کے اونٹ کو ہلاک کر دیا۔ اس طرح دونوں مشرکین جہنم رسید ہو گئے اور ان کا منصوبہ ناکام ہو گیا۔

172۔ رحمت دو عالم سرور کونینؐ کے وصال کے بعد ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا۔ لوگ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کیلئے فریاد کی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ تم لوگ ایسا کرو کہ رسول اللہؐ کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر اس میں سے ایک روشن دان آسمان کی طرف کھول دو تا کہ حضورؐ کے روضہ مبارک اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ چنانچہ

Marfat.com

لوگوں نے ایسا ہی کیا تو خوب بارش ہوئی اور خوب گھاس اور دوسری فصلیں اگیں۔ اونٹ گھاس کھا کھا کر ایسے فربہ اور موٹے تازے ہو گئے کہ مال برداری کا سارہ مسئلہ حل ہو گیا اور لوگ اپنے کاروبار اور تجارت میں دوبارہ لگ گئے۔ جلد ہی قحط کی حالت ختم ہو گئی۔ اس واقعہ کے بعد سے اب تک قحط کے وقت رسول اللہؐ کے روضہ مبارک کا روشن دان کھولنا اہل مدینہ کا طریقہ چلا آرہا ہے۔

173۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان انصاری فوت ہو گیا جس کی ایک اندھی اور بوڑھی ماں تھی۔ ہم نے اس انصاری کی میت پر ایک کپڑا ڈال دیا اور اس کی ماں سے تسلی وصبر کی باتیں کرنے لگے۔ اس اندھی اور بوڑھی عورت نے پوچھا کہ کیا میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے فوری دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دعا کرنے لگی کہ اے اللہ تو جانتا ہے میں نے تیری طرف اور تیرے محبوب پیغمبرؐ کی طرف اس امید سے ہجرت کی تھی کہ تو ہر مصیبت پر میری مدد فرمائے گا۔ اے اللہ یہ مصیبت دور فرما۔ اس کے بعد وہ عورت خاموش ہو گئی۔ ہم لوگ ابھی وہاں موجود ہی تھے کہ نوجوان انصاری نے کپڑے سے منہ نکالا اور اُٹھ بیٹھا۔ اس نے ہمارے ساتھ کھانا بھی کھایا۔ اس طرح نبی کریمؐ کے نام کی برکت سے ایک بڑھیا کی دعا قبول ہوئی اور اس کا بیٹا زندہ ہو گیا۔

174۔ ابن عساکر بن عرفطہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ اہل مکہ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ اس وقت حضورؐ کی عمر مبارک آٹھ سال سے کچھ اوپر تھی۔ آپؐ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ اور دادا حضرت عبدالمطلب کا انتقال ہو چکا تھا اور آپؐ کی

Marfat.com

کفالت آپؐ کے چچا حضرت ابو طالب کے ذمہ تھی۔ جب قحط کی تکلیف شدت اختیار کر گئی تو حضرت ابو طالب مکہ کے بعض بزرگوں کے ایما پر حضورؐ اور چند دوسرے چھوٹے لڑکوں کو لے کر باہر نکلے تا کہ یہ معصوم بچے بارش کیلئے دعا کریں۔ حضورؐ کعبہ کی دیوار سے پیٹھ لگا کر کھڑے ہو گئے اور اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ حالانکہ اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا مگر جیسے ہی حضورؐ نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، چاروں اطراف سے بادل آنے لگے۔ مینہ برسا اور خوب برسا۔ ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ کیا آبادی اور کیا وادی، سب سرسبز و شاداب ہو گئے۔ سیرت ابن ہاشم میں ابو طالب کا جو قصیدہ منقول ہے، اس کے ایک شعر میں اسی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"وہ گورے رنگ والے جن کی ذات کے وسیلے سے نزول باراں طلب کیا جاتا ہے،
جو یتیموں کے ملجا و ماویٰ اور بیواؤں کے نگہبان ہیں"

175۔ قریش مکہ میں دستور تھا کہ شہر کے لوگ اپنے شیر خوار بچوں کو بدوی آبادی میں بھیج دیا کرتے تھے تا کہ بچے کھلی فضا میں پل کر عرب کی خالص خصوصیات حاصل کر سکیں۔ مدت رضاعت ختم ہونے پر وہ عوضانہ دے کر اپنے بچوں کو واپس لے جاتے تھے۔ اس لئے نواح مکہ کے قبائل کی بدوی عورتیں سال میں دو دفعہ ربیع اور خریف میں بچوں کی تلاش میں شہر مکہ میں آیا کرتی تھیں۔ عام الفیل میں جو کہ حضورؐ کی ولادت کا سال ہے قحط کی سی کیفیت تھی۔ اس قحط سالی میں قبیلہ بنو سعد کی

حلیمہ سعدیہؓ اپنے قبیلے کی دس دوسری عورتوں کے ساتھ اس غرض سے مکہ میں آئی۔ حلیمہ کے ساتھ اس کا شیر خوار بچہ عبداللہ، اس کے شوہر حارث بن عبدالعزیٰ، ایک دراز گوش اور ایک اونٹنی تھی۔ بھوک کے مارے نہ اونٹنی دودھ دیتی تھی اور نہ حلیمہ سعدیہؓ کی چھاتیوں میں کافی دودھ تھا۔ اس لئے بچہ بے چین رہتا تھا اور رات کو اس کے رونے کے سبب میاں بیوی بھی سو نہ سکتے تھے۔ باقی تمام عورتیں بچے گود لیکر اپنے اپنے ڈیروں کو واپس لوٹ گئیں مگر حلیمہ سعدیہؓ غربت اور بھوک کی ماری ادھر ادھر بچے کی تلاش میں گھوم رہی تھی۔ اچانک اس کو حضرت آمنہ کا گھر نظر آیا یہاں شاید حضورؐ اس کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کیلئے حلیمہ سعدیہؓ کا انتخاب کیا ہوا تھا۔ جونہی حلیمہ سعدیہؓ نے حضورؐ کو اپنی گود میں لیکر چھاتی سے لگایا، دودھ نے جوش مارا اور حلیمہ سعدیہؓ کی چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں۔ حضورؐ نے دائیں چھاتی سے دودھ پیا اور بائیں چھاتی چھوڑ دی جس سے حلیمہ سعدیہؓ کے بچے عبداللہ نے دودھ پیا۔ اس کے بعد بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔ حلیمہ سعدیہ حضورؐ کو گود میں لئے اپنے ڈیرے پر پہنچی تو وہاں پھر دونوں بچوں نے سیر ہو کر دودھ پیا۔ حارث نے اٹھ کر اونٹنی کو جو دیکھا تو اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے جس سے اس نے دودھ دوھیا اور میاں بیوی نے خوب پیا۔ پھر سب رات کو آرام سے سو گئے۔ حضورؐ حلیمہ سعدیہؓ کی گود میں کیا آئے کہ حلیمہ اور ان کے خاندان کی قسمت ہی بدل گئی اور ساری تکلیفیں اور مصیبتیں رفو چکر ہو گئیں۔ تین دن مکہ میں گزار کر حلیمہ سعدیہؓ اپنے قبیلے کو واپس ہوئیں۔ اس نے حضورؐ کو اپنے آگے

Marfat.com

درازگوش پر سوار کرلیا۔ درازگوش نے پہلے کعبہ کی طرف تین بار سجدہ کیا اور پھر سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ درازگوش روانہ ہوئی تو حضورؐ کے سوار ہونے کی برکت سے ایسی چست اور چالاک بن گئی کہ قافلے کے سب جانوروں سے آگے چل رہی تھی حالانکہ جب مکہ کی طرف آئی تھی تو کمزوری کی وجہ سے سب سے پیچھے تھی۔ دوسری عورتوں کے پوچھنے پر حلیمہ سعدیہؓ نے فخر سے کہا کہ سواری وہی ہے مگر سوار بدل گیا ہے۔ بنوسعد کے قبیلے میں اس وقت سخت قحط تھا مگر حضورؐ کی برکت سے حلیمہ سعدیہؓ کے مویشی روزانہ اچھی طرح کھا پی کر گھر آتے اور خوب دودھ دیتے۔ آنحضورؐ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کے خاندان کی قسمت بدل دی تھی اور وہ بڑے فخر سے کہتی کہ میرے لئے یہ بچہ رحمت کا فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے ہمیں بخشا ہے۔

176۔ رسول اکرمؐ نے جب بحکم خداوندی مکہ سے ہجرت فرمائی تو حضورؐ جس مقام پر قیام پذیر ہوئے اس کا نام مدینۃ النبی یعنی نبی کا شہر مشہور ہو گیا۔ یہی نام عام زبانوں میں چڑھ کر مدینہ رہ گیا۔ اس جگہ کا پرانا نام یثرب تھا۔ جس وادی میں مدینہ منورہ آباد ہوا اس میں جگہ جگہ کئی بستیاں تھیں جن میں سب سے بڑی بستی کا نام یثرب تھا اسلئے ان تمام بستیوں کے مجموعے کو بھی یثرب ہی کہتے تھے۔ یہ بستی اب بھی موجود ہے اور مدینہ منورہ سے ڈیڑھ میل شمال مغرب میں واقع ہے۔ یثرب کے لفظی معنے بیماری کا گھر ہیں۔ یہ نام اس وجہ سے تھا کہ وہاں طاعون اور وبا کثرت سے رہا کرتی تھی۔ حضورؐ وہاں تشریف فرما ہوئے تو ان کی دعا سے وہاں سے طاعون

Marfat.com

اور وبا ایسی دور ہوئی کہ آج تک وہ مبارک شہر طاعون اور وبا سے محفوظ ہے۔

177۔ابوغزوان حالت کفر میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں آپکا مہمان ہوں اور میرا نام ابوغزوان ہے۔ حضورؐ نے خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کیا اور گھر لے گئے۔ گھر میں کھانے کو کوئی چیز موجود نہ تھی۔ حضورؐ نے بکری کا دودھ نکالا اور اسے دے دیا۔ وہ سارا دودھ پی گیا۔ غزوان کے مزید دودھ مانگنے پر انحضورؐ نے دوسری بکری کا دودھ نکال کر اسے دیا تو وہ بھی پی گیا۔ پھر تیسری بکری کا دودھ نکالا۔ پھر چوتھی کا۔ اسی طرح آپؐ نے ساتوں بکریوں کا دودھ نکالا اور ابوغزوان سب کا سب پی گیا۔ چنانچہ آنحضورؐ کے گھر سب افراد اس روز فاقے سے رہے۔ ابوغزوان دراصل دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کے رویے سے حضورؐ کے ماتھے پر کوئی شکن نمودار ہوتی ہے یا نہیں۔ حضورؐ کشادہ دلی سے دودھ لا رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے کہ مہمان راضی ہو گیا۔ حضورؐ کے طرز عمل اور آپؐ کے ہاتھوں دودھ پینے کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ابوغزوان کا سینہ ایمان کیلئے کھول دیا۔ اسلئے جب آنحضرت محمد مصطفےٰؐ نے اس کو دعوت اسلام دی تو وہ فوراً مان گیا۔ اس کے اسلام قبول کرنے کے بعد حضورؐ نے اس کے سینے پر اپنا دست مبارک پھیر دیا۔ دوسری صبح ایک بکری کا دودھ اس کو بھیجا گیا تو وہ سیر ہو گیا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے مگر مومن صرف ایک آنت سے کھاتا ہے۔

178۔ بنوسعد بن ہذیم کا ایک وفد رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں تبوک کے مقام پر حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم آپکی خدمت اقدس میں آئے ہیں اور

Marfat.com

اپنے اہل وعیال کو ایک کنویں کے پاس چھوڑ آئے ہیں۔ اس کنویں میں پانی بہت کم ہے اور شدید گرمی کا موسم ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ ہم اور ہمارے اہل وعیال پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تو ہم کسی مشکل میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ہمارے لئے دعا کریں کہ ہمارے کنوئیں میں پانی کی کثرت ہو جائے۔ اگر ہمارے پاس پانی کی بہتاط ہو جائے تو آس پاس کا کوئی قبیلہ ہمارے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس طرح اسلام کے مخالفین کا ہمارے مقابلے پر کوئی زور اور کوئی حیلہ نہیں چل سکے گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے کچھ کنکریاں لا کر دو۔ اہل وفد نے کنکریاں حضورؐ کو لا کر پیش کیں تو آپؐ نے ان کنکریوں کو ہاتھ میں لیکر ملا اور اہل وفد کو دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ کنکریاں لے جاؤ اور بسم اللہ پڑھ کر ایک ایک کنکری کنوئیں میں ڈالتے جانا۔ بنوسعد بن ہذیم کے وفد کے لوگ ان کنکریوں کو لیکر چلے گئے اور رسول اللہؐ کے ارشاد کے مطابق بسم اللہ پڑھ کر ایک ایک کر کے ابھی تین کنکریاں ہی کنوئیں میں ڈالیں تھیں کہ کنوئیں کا پانی جوش مارنے لگا اور کنواں صاف اور شفاف پانی سے بھر گیا۔ اس کے بعد کنوئیں میں کبھی پانی کم نہ ہوا اور مزید کنکریاں ڈالنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ اس طرح بنوسعد بن ہذیم کے قبیلے کا ایمان اور پختہ ہو گیا۔

179۔ حضرت علیؓ کوئی امیر آدمی نہ تھے بلکہ محنت مزدوری کرتے تھے۔ کسی دن مزدوری نہ ملتی تو فاقہ کرنا پڑتا تھا۔ ایک روز حضرت علیؓ باہر سے گھر تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ نے انہیں کچھ سوت دیا اور کہا میں نے یہ سوت کاتا ہے۔ آپ اسے

بازار لے جائیں اور بیچ کر آٹا لے آئیں تا کہ میں حسنؓ اور حسینؓ کیلئے روٹیاں پکاؤں۔ حضرت علیؓ وہ سوت بازار لے گئے اور اسے چھ درہم میں بیچ دیا۔ وہ ان چھ درہموں کا آٹا خریدنا چاہتے تھے کہ ایک شخص کی آواز کان میں پڑی جو کہہ رہا تھا کہ کوئی ہے جو اللہ کے نام پر مجھے کچھ دے دے۔ حضرت علیؓ غریب تو تھے مگر ان کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ اپنے دروازے سے کبھی کسی سوالی کو خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے تھے۔ جب انہوں نے سائل کی آواز سنی تو وہ چھ درہم اسے دے دیئے اور خالی ہاتھ گھر کو چل دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک بدو آیا۔ اس کے پاس ایک موٹی تازی اونٹنی تھی۔ اس نے حضرت علیؓ سے کہا کہ کیا یہ اونٹنی خریدو گے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ میرے پاس دام نہیں ہیں۔ اس بدو نے کہا کہ میں ادھار ہی دے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس بدو نے نہ تو قیمت بتائی اور نہ ہی کوئی اور بات کی۔ اونٹنی کی مہار حضرت علیؓ کے ہاتھ میں تھمائی اور چلتا بنا۔ حضرت علیؓ ابھی وہیں کھڑے تھے کہ اتنے میں ایک اور بدو آیا اور کہنے لگا علیؓ کیا یہ اونٹنی بیچو گے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا ہاں۔ بدو نے کہا کہ میں اس کے تین سو درہم دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے تین سو درہم حضرت علیؓ کے حوالے کیے اور اونٹنی لیکر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد حضرت علیؓ اس بدو کو تلاش کرنے نکلے جو اونٹنی دے گیا تھا تا کہ اس کی رقم اس کے حوالے کریں مگر وہ کہیں نہ ملا۔ اسلئے حضرت علیؓ گھر کی طرف چل پڑے۔ جب گھر پہنچے تو دیکھا کہ رسول خداؐ حضرت فاطمہؓ کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ حضرت علیؓ نے سوچا کہ میں اونٹنی کا واقعہ سناؤں۔ اتنے میں رسول اکرمؐ نے

مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ علیؓ جانتے ہو وہ اونٹنی والے کون لوگ تھے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے تھے۔ ایک جبرائیلؑ تھے اور دوسرے اسرافیلؑ اور وہ اونٹنی جنت سے اللہ تعالیٰ نے بھیجی تھی۔ اسی اونٹنی پر فاطمہؓ جنت میں سواری کرے گی۔ چونکہ آپ نے چھ درہم سائل کو دیئے تھے جن کے بدلے اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو تین سو درہم عنایت کر دیئے۔

180۔ حضرت عباسؓ ان دس رؤسائے قریش میں سے تھے جنہوں نے جنگ بدر میں مسلمانوں کے خلاف لڑنے والے کفار کیلئے رسد کا سامان فراہم کرنے کا ذمہ لیا تھا۔ اسلئے حضرت عباسؓ اپنے ساتھ بیس اوقیہ سونا لیکر جنگ بدر میں آئے تھے۔ چونکہ جنگ میں کفار کو بری طرح شکست ہوئی تھی اسلئے سونا خرچ کرنے کی نوبت ہی نہ آئی اور وہ حضرت عباسؓ کے پاس ہی رہا۔ جنگ میں حضرت عباس مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے اور ان کا وہ سونا مال غنیمت میں شامل کر لیا گیا۔ بدر کے قیدیوں کی رہائی کیلئے ہر ایک کا فدیہ حسب استطاعت ایک ہزار درہم سے چار ہزار درہم مقرر تھا۔ جن کے پاس مال نہ تھا اور وہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان میں سے ہر ایک کیلئے حکم تھا کہ وہ انصار کے دس نوجوانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں اور رہائی پالیں۔ جب قیدیوں کی رہائی کیلئے فدیہ کی بات چلی تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں تو مسلمان ہوں۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تیرے اسلام کا خوب علم ہے۔ اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے جزا دے گا۔ ابھی تو تم

Marfat.com

اپنے فدیے کے ساتھ عقیل بن ابی طالب، نوفل بن حارث بن عبدالمطلب اور اپنے حلیف عمرو بن مجدوم کا فدیہ بھی ادا کرو۔ یہ سن کر حضرت عباسؓ نے کہا کہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے جو سونا تھا وہ پہلے ہی مال غنیمت میں شامل کرلیا گیا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو تو نے اپنی بیوی ام الفضل کے پاس رکھا تھا اور کہا تھا اگر میں لڑائی میں مارا جاؤں تو اتنا فضل کو، اتنا عبیداللہ کو اور اتنا عبداللہ کو ملے۔ یہ سن کر حضرت عباسؓ نے کہا کہ قسم ہے اس خدا کی جس نے آپؐ کو حق دیکر بھیجا ہے۔ اس مال کا علم سوائے میرے اور ام الفضل کے کسی کو نہ تھا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ بات آپؐ کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور نے نہیں بتلائی۔ آپؐ واقعی اللہ کے رسولؐ ہیں۔ اس پر حضورؐ نے بغیر کسی رعایت کے فرمایا کہ تیرا بیس اوقیہ سونا فدیے میں شمار ہوگا کیونکہ یہ اللہ عزوجل نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے اپنے بھائیوں کے بیٹوں اور حلیف کا فدیہ بھی ادا کردیا اور ان کو بھی رہائی دلائی۔

181۔ حضرت معاویہؓ بن ثور بن عبادہ ایک بار اپنے بیٹے بشر بن معاویہؓ کے ہمراہ رسول اکرمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بشر کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیر دیجئے۔ چنانچہ رسول خداؐ نے اپنا دست مبارک بشر بن معاویہؓ کے چہرے پر پھیرا۔ رسول اکرمؐ کے دست مبارک ان کے چہرے پر پھیرنے کا نشان ان کی پیشانی پر ہلال (یعنی پہلی رات کے چاند) کی صورت میں قائم ہوگیا تھا۔ اس نشان کی برکت سے وہ جس بیمار پر اپنا ہاتھ پھیرتے وہ اچھا

Marfat.com

ہو جاتا تھا اور بیماری بالکل ختم ہو جاتی تھی۔ اسلئے ان کے صاحبزادے محمدؒ بن بشر اس بات پر فخر کیا کرتے تھے کہ ان کے والد ماجد کے چہرے پر رسول اکرمؐ نے اپنا دست مبارک پھیرا تھا اور یہ نعمت بہت کم صحابہ کرامؓ کو نصیب ہوئی تھی۔

182۔ حضرت یزید بن قنافہ طائیؓ ایک دفعہ رسول اکرمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ وہ اقرع یعنی گنجے تھے اور اپنی اس حالت کی وجہ سے بہت پریشان رہتے تھے۔ انہوں نے سرور کونینؐ سے دعا کی درخواست کی تا کہ ان کا گنجا پن دور ہو جائے۔ چنانچہ رسول اللہؐ نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا تو ان کا گنجا پن دور ہو گیا اور اسی وقت ان کے سر کے بال اگ آئے۔ یہ بال اتنی کثرت سے اگے کہ ان کے گنجے پن کا نام و نشان ہمیشہ کیلئے مٹ گیا۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے ان کا نام بلب یعنی بہت زیادہ بالوں والا پڑ گیا۔ ابن درید نکتہ افرینی کرتے ہوئے ان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ وہ اقرعؓ (گنجے) تھے مگر رسول اللہؐ کے دست مبارک کی برکت سے افرع (بہت بالوں والے) ہو گئے۔

183۔ ایک دن ایک عورت رسول اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ لوگ اس کی بدزبانی سے بہت تنگ تھے۔ وہ خود بھی اپنی بدزبانی کی وجہ سے بہت پریشان تھی مگر لاکھ کوشش کے باوجود اپنی زبان پر قابو رکھنے سے عاجز تھی۔ وہ جب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپؐ خشک گوشت تناول فرما رہے تھے۔ اس عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مجھے بھی تھوڑا سا عنایت فرما دیجئے۔ حضورؐ نے جو گوشت سامنے پڑا ہوا تھا اس میں سے ایک ٹکڑا اٹھا کر اس کو دینا چاہا تو اس نے

عرض کیا یا رسول اللہؐ اپنے منہ مبارک میں سے دیجئے تو میں انتہائی مشکور ہونگی۔ حضورؐ نے وہ ٹکڑا جسے آپؐ چبا رہے تھے دہن مبارک سے نکال کر اسے دے دیا۔ وہ عورت فوراً اسے کھا گئی۔ اس دن کے بعد کوئی فحش بات، کوئی گندہ کلمہ یا بدزبانی کی کوئی بات اس سے سننے میں نہ آئی۔ بلکہ اب وہ ہر ایک سے بڑی خندہ پیشانی اور خوش دلی سے ملتی اور گفتگو کرتی تھی۔ اس طرح حضورؐ کے لعاب دہن نے اس بدزبان عورت کو خوش زبان بنا دیا تھا۔

184۔ رحمت دوعالم حضرت محمد مصطفےٰؐ نے ایک بار اپنے صحابی حضرت جندب بن کعبؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ واہ جندبؓ کی کیا بات ہے۔ یہ ایسی ضرب لگائے گا جس سے اللہ تعالیٰ حق اور باطل کے درمیان حد فاصل کھینچ دیگا۔ رسول اللہؐ کے ارشاد گرامی کی صداقت حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں سامنے آئی۔ ان کے دور خلافت میں کوفہ میں ابو بستان نامی ایک ایرانی جادوگر تھا جو لوگوں کو اپنے جادو کے طرح طرح کے کرشمے دکھایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ کوفہ کے گورنر حضرت ولید بن عتبہؓ کے سامنے اپنے جادو کے کمالات دکھا رہا تھا۔ لوگ حیران ہو کر دیکھ رہے تھے کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کیسے کر رہا ہے۔ ابو بستان لوگوں کے سامنے یوں مظاہرہ کر رہا تھا گویا وہ ایک گدھے کے منہ کے راستے اس کے پیٹ میں داخل ہوتا ہوا اس کے معقد سے باہر نکل آیا۔ پھر وہ گدھے کی معقد سے اس کے پیٹ میں داخل ہوتا اور اس کے منہ سے نکل آتا۔ پھر اس نے خود اپنا سر کاٹ دیا اور اسے دور پھینک دیا۔ دوبارہ اس سر کو اٹھایا اور اپنے جسم سے جوڑ دیا اور ٹھیک ٹھاک نظر آنے لگا۔

Marfat.com

حضرت جندب بن کعبؓ بھی اس جادوگر کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ اس نے تلوار اٹھائی اور بھرے مجمع میں اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اس کو کہو کہ اپنا سر اٹھا کر اپنے جسم سے لگائے اور دوبارہ زندہ ہو کر دکھائے۔ حضرت ولید بن عتبہؓ کو جو بڑی دلچسپی اور محویت سے ابو بستان کے کرتب دیکھ رہے تھے، حضرت جندب بن کعبؓ کی یہ جسارت ناگوار گزری۔ انہوں نے حضرت جندبؓ کو گرفتار کر کے قید خانے میں بھجوا دیا اور سارا واقعہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ دربار خلافت سے جواب آیا کہ جندبؓ کو چھوڑ دو کیونکہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ جندبؓ ایسی ضرب لگائے گا جس سے حق اور باطل کے درمیان حد فاصل کھینچ جائے گی۔ چنانچہ ان کو چھوڑ دیا گیا۔

185۔ حضرت عبداللہؓ بن عمر سے روایت ہے کہ میں ایک دن نبی کریمؐ کے پاس مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک انصاری اور قبیلہ ثقیف کا ایک شخص وہاں آئے۔ دونوں نے سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم کچھ آپؐ سے پوچھنے آئے ہیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو کہو تو میں پہلے تمہیں وہ بتلا دوں۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ ارشاد فرمائیے ہم کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم پوچھنے آئے ہو کعبہ کی زیارت کرنے کا ثواب اور طواف کے بعد کی دو رکعتوں کا اور صفاء و مروہ کے درمیان سعی کرنے اور دوڑنے کا ثواب اور عرفات میں قیام کرنے اور شیطانوں کو کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے کا ثواب کیا ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبیؐ بنا کر بھیجا ہے۔ ہم یہی

Marfat.com

باتیں پوچھنے کیلئے حاضر ہوئے تھے۔ مخفی ارادوں کو آپؐ نے جان لیا اور سچ سچ فرمادیا۔ یقیناً یہ صفت اللہ تعالیٰ نے ہی آپؐ کو عطا کی ہے اور آپؐ ہی اس کے حقدار ہیں۔

186۔ ابونعیم اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ نبی کریمؐ نے حضرت مقدادؓ کیلئے برکت کی دعا فرمائی تو وہ بہت جلد مالدار ہو گئے اور روپوں کے گون ان کے گھر جمع ہو گئے۔ حضرت مقدادؓ کی بیوی ضیاء بنت زبیر واقعہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن حضرت مقدادؓ قضائے حاجت کیلئے میدان میں گئے۔ آپ کے پاس ایک چوہا سوراخ میں سے ایک اشرفی لا کر ڈال گیا۔ پھر دوسری اشرفی لایا۔ اس طرح وہ سترہ اشرفیاں لا کر ڈال گیا۔ حضرت مقدادؓ یہ سب اشرفیاں لے کر آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ کی تفصیل سنائی۔ آنحضورؐ نے دریافت فرمایا کہ تو نے سوراخ میں تو ہاتھ نہیں ڈالا۔ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ پس لے جاؤ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے تمہارے لئے۔ خدا برکت دے۔ حضرت مقدادؓ کی بیوی ضیاء کا بیان ہے کہ ان اشرفیوں میں سے آخری اشرفی ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ گھر میں چاندی سے گون بھرنے لگے۔ یہ سب رسول اللہؐ کی دعا کی برکت سے ہوا تھا۔

187۔ حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں آپؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں۔ آپؐ نے دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے ان کا چہرہ پیلا ہو رہا تھا۔ آنحضورؐ نے ان کے

Marfat.com

سینے پر ہاتھ رکھا اور دعا فرمائی کہ اے بھوکوں کے پیٹ بھرنے والے اور گرے ہوؤں کو اٹھانے والے خدا! محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ کو بلندی عطا فرما اور اس کی تکلیف دور فرما۔ دعا کی برکت سے چند لمحوں بعد فاطمہؓ کا چہرہ روشن ہو گیا۔ زردی جاتی رہی۔ پھر کچھ دن بعد میں حضرت فاطمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا جس دن اللہ کے نبیؐ نے دعا فرمائی تھی اس دن سے پھر بھوک نے کبھی مجھے تکلیف نہ پہنچائی۔

188۔ حضرت خطیبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ کی خدمت میں حجتہ الوداع کے موقع پر یمامہ کا ایک شخص اپنے ساتھ ایک بچے کو لایا جو اسی دن پیدا ہوا تھا آنحضورؐ نے اس بچے سے پوچھا کہ بتلا میں کون ہوں۔ اس بچے نے کہا کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو بابرکت بنائے۔ یہ بچہ اس کے بعد اس وقت تک کبھی نہ بولا جب تک اس کی عمر بولنے کے لائق نہ ہو گئی۔ اس بچے کو لوگ مبارک الیمامہ یعنی یمامہ کا بابرکت شخص کہا کرتے تھے۔

189۔ حضرت عتبہ بن فرقدؓ کی بیوی حضرت ام عاصمؓ سے روایت ہے کہ حضرت عتبہ بن فرقدؓ کے نکاح میں ہم تین بیبیاں تھیں اور ہم بہترین خوشبو لگاتی تھیں لیکن حضرت عتبہؓ کے بدن سے ایک ایسی خوشبو آتی تھی جو ہم پر غالب رہتی تھی۔ ایک دن حضرت عتبہؓ سے میں نے خوشبو کی حقیقت پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ بیمار ہو گیا۔ آنحضورؐ نے میرے کپڑے اتروا کر اپنا لعاب دھن مبارک میرے پیٹ اور کمر پر ملا۔ اسی وقت میرا پورا جسم خوشبو سے مہک اٹھا۔ یہ وہی خوشبو

Marfat.com

تھی جوزندگی بھر تمام عود وعنبر وعطریات کی خوشبوؤں کو مات کرتی رہی اور ہر بہتر سے بہتر خوشبو پر غالب آتی رہی۔ رسول اللہؐ کے جسم کی خوشبو کے متعلق بہت سی روایات ہیں جن میں سے چند ایک یہاں درج کی جاتی ہیں۔

۔ حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ جب میں رسول اللہؐ سے مصافحہ کرتا یا میرے جسم کا کوئی حصہ آنحضورؐ کے بدن کے کسی حصے سے لگ جاتا تو میں اس کا اثر بعد ازاں اپنے ہاتھ اور جسم میں اسطرح پاتا کہ وہ کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار ہو جاتے تھے اور یہ اثر دیر تک رہتا تھا۔

۔ حضرت یزید بن اسودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ایک مرتبہ اپنا دست مبارک میری طرف بڑھایا تو میں نے دیکھا کہ حضورؐ کا دست مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔

۔ حضرت جابر بن سمرہؓ نے اپنے بچپنے میں رسول اکرمؐ کے ساتھ ایک مرتبہ ظہر کی نماز ادا کی۔ نماز سے فراغت کے بعد آنحضورؐ اپنے اہل خانہ کی طرف چلے تو وہ بھی ان کے ساتھ ہو لئے۔ چند بچے حضورؐ کے سامنے آئے تو آپؐ نے ہر ایک کے رخسار پر پیار سے دست مبارک پھیرا۔ ان بچوں کی طرح حضورؐ نے جابرؓ کے رخسار پر بھی دست مبارک پھیرا تو انہوں نے حضورؐ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپؐ نے اپنا ہاتھ عطر فروش کے صندوقچہ سے ابھی ابھی نکالا تھا۔

۔ مدینہ منورہ میں ایک عورت نبی رحمتؐ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میری بیٹی کی شادی ہے۔ میں بہت غریب ہوں۔ عطر نہیں خرید سکتی اسلئے میری

Marfat.com

مدد فرمایئے۔ سرورکائناتؐ نے اپنے پسینہ مبارک کے چند قطرے اس عورت کو مرحمت فرمائے اور دلہن کو لگانے کی اجازت دی۔ صاحب "مواہب الدنیہ" لکھتے ہیں کہ اس لڑکی کی نسل اب بھی ترکی میں موجود ہے جن سے اب بھی خوشبو آتی ہے۔

۔رسول اللہ ﷺ جس گلی و بازار سے گزر جاتے تھے وہ معطر ہو جاتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کا قول ہے کہ جب کبھی ہم آپؐ کی تلاش میں نکلتے تھے تو کسی سے یہ نہ پوچھتے تھے کہ آپؐ کدھر تشریف لے گئے ہیں۔ ہم صرف خوشبو کا رخ دیکھتے تھے اور جدھر سے خوشبو آرہی ہوتی تھی اس جانب چلے جاتے اور آپؐ کی ذات پاک کو پالیتے تھے۔ رسول اللہؐ سے ایک خاص قسم کی خوشبو آتی تھی جس سے صحابہ کرامؓ بخوبی واقف تھے۔

190۔رسول اکرمؐ ایک جنازے کی نماز کیلئے نکلے۔ جنازہ اور تدفین کے بعد جب رسول اللہؐ مدینہ منورہ واپس آئے تو ایک عورت کے قاصد نے اس کی طرف سے حضورؐ کو دعوت دی۔ صحابہ کرام کے ہمراہ آپؐ قاصد کے ساتھ اس عورت کے گھر تشریف لے گئے۔ کھانا پیش کیا گیا۔ حضورؐ نے کھانے میں ہاتھ ڈالا اور آپؐ کی تقلید میں صحابہ کرامؓ نے بھی کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ صحابہ کرام کھانا کھانے لگے۔ اتنے میں رسول اکرمؐ نے ایک لقمہ منہ میں ڈالا اور اسے منہ میں پھرانے لگے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ کھانا مجھے بتلا رہا ہے کہ جس بکری کا گوشت پکایا گیا ہے اسے اس کے مالک سے پوچھے بغیر لیا اور ذبح

کیا گیا ہے۔ عورت نے یہ سن کر عرض کی یارسول اللہؐ میں نے ایک شخص کو بقیع کی طرف بھیجا تھا تاکہ ایک بکری خرید لائے۔ مگر بکری نہ مل سکی۔ پھر میں نے اپنے ہمسائے کے ہاں پیغام بھیجا کہ وہ مجھے میری ادھار لی ہوئی رقم کے عوض بکری دے دے تاکہ میں رسول اللہؐ اور صحابہ کرامؓ کیلئے کھانا تیار کرسکوں۔ ہمسایہ گھر پر نہ تھا۔ میرے اصرار پر ہمسائے کی بیوی نے یہ بکری بھیج دی۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلادو کیونکہ ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہے۔

191۔ جب رسول اکرمؐ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اہل مکہ کو اسلام کی طرف بلانا شروع کیا تو کفار مکہ ان لوگوں کے سخت دشمن ہو گئے جو مسلمان ہو چکے تھے۔ حضرت عمر بن خطابؓ اس زمانے میں نوجوان تھے۔ انہوں نے گھڑ سواری، شمشیر زنی اور کشتی لڑنے میں بہت نام پایا تھا۔ رسول اللہؐ نے ایک روز بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی تھی کہ اے خدا عمر کی ذات سے اسلام کو عزت دے۔ رسول اللہؐ کی دعا ایسے انداز میں قبول ہوئی جس کا کسی کو وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ محمدؐ بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ایک نئے دین کی طرف بلاتے ہیں تو انہیں بہت غصہ آیا۔ تلوار اٹھائی اور حضورؐ کو قتل کرنے کے ارادے سے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ حضرت عمرؓ ننگی تلوار ہاتھ میں لئے چلے جارہے تھے کہ راستے میں ایک شخص ملا۔ اس کے پوچھنے پر حضرت عمرؓ نے بتلایا کہ وہ محمدؐ کو قتل کرنے جارہے ہیں۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں پہلے ہی مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کو اور بھی

Marfat.com

غصہ آیا۔ وہ سیدھے اپنی بہن حضرت فاطمہؓ کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو بہن اور بہنوئی قرآن پاک کی تلاوت کررہے تھے۔ انہوں نے ڈر کے مارے قرآن مجید پڑھنا بند کر دیا اور دروازہ کھول دیا۔ حضرت عمرؓ اندر داخل ہوئے اور پوچھا کہ کیا پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے ٹالنا چاہا تو حضرت عمرؓ کو اور زیادہ غصہ آ گیا۔ انہوں نے بہن اور بہنوئی دونوں کو اتنا مارا کہ وہ لہولہان ہو گئے۔ بہن کے سر سے خون بہنے لگا اور کہنے لگی اے عمرؓ چاہے تم ہمیں جان سے مار ڈالو ہم اسلام سے منہ نہیں موڑیں گے۔ بہن کی اس بات سے حضرت عمرؓ کچھ نرم پڑ گئے اور کہا کہ اچھا جو کچھ تم پڑھ رہے تھے مجھے بھی سناؤ۔ بہن نے جونہی قرآن پاک کی تلاوت شروع کی تو اللہ کے کلام نے حضرت عمرؓ کے دل پر اثر کیا۔ اس وقت تک رسول خداؐ کی دعا بھی قبول ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور پتھر جیسا سخت دل موم کی طرح نرم ہو گیا۔ اسی حالت میں وہ اٹھے اور رسول اللہؐ کی طرف چل دیے۔ ننگی تلوار ابھی تک ان کے ہاتھ میں تھی۔ صحابہ کرامؓ حضرت عمرؓ کو اس حالت میں دیکھ کر ڈر گئے مگر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اس کو آنے دو۔ یہ وہ عمر نہیں ہے۔ یہ اب اسلام کا شیدائی بن چکا ہے۔ حضرت عمرؓ نے آتے ہی کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمانؓ ہو گئے۔

192۔ حضرت جریدؓ بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ رسول اللہؐ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میرے دائیں ہاتھ میں تکلیف ہے جس کی وجہ سے میں اس ہاتھ سے کھانا نہیں کھا سکتا۔

رسول اللہؐ نے دعا فرمائی تو ان کا ہاتھ اسی وقت ٹھیک ہو گیا اور تکلیف دور ہو گئی۔ حضرت جریدؓ کا بیان ہے کہ پھر عمر بھر ان کے دائیں ہاتھ میں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی بلکہ یہ بائیں ہاتھ سے زیادہ مضبوط ہو گیا تھا۔

193۔رسول اکرمؐ ایک مرتبہ حضرت انسؓ کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں قیلولہ فرمایا۔ جب آپؐ سو رہے تھے تو آپؐ کو پسینہ آ گیا۔ حضرت انسؓ کی والدہ حضرت اُم سلیم نے ایک شیشی لی اور حضورؐ کا پسینہ مبارک جمع کر کے اس شیشی میں ڈالنے لگیں۔ حضورؐ بیدار ہوئے اور پوچھا ام سلیمؓ تم یہ کیا کر رہی ہو۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہؐ! یہ آپؐ کا پسینہ مبارک ہے۔ ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں تو وہ سب خوشبوؤں سے زیادہ خوشبودار بن جاتی ہے۔ یہ بات سن کر آنحضورؐ مسکرائے تو ام سلیمؓ نے مزید عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ہم اپنے بچوں کیلئے آپؐ کے پسینہ مبارک کی برکت کے امیدوار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ حضورؐ کے پسینہ مبارک کو اپنے بچوں کے چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے اور اس کی برکت سے وہ بچے تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔

194۔رسول اللہؐ ایک مرتبہ ایک سنگلاخ وادی سے گزر رہے تھے کہ آپؐ نے ایک آواز سنی جیسے کوئی آپؐ کو پکار رہا ہو۔ آواز سن کر حضورؐ نے گردو پیش نظر دوڑائی مگر کوئی شخص نظر نہ آیا۔ حضورؐ آگے بڑھے تو پھر وہی آواز سنائی دی۔ آنحضورؐ آواز کی جانب گئے تو دیکھا کہ ایک ہرنی رسیوں سے بندھی ہوئی ہے اور قریب ہی ایک مسلح بدو سورج کی دھوپ میں پڑا سو رہا ہے۔ ہرنی نے کہا کہ یا رسول اللہؐ اس بدو نے

Marfat.com

مجھے شکار کر لیا ہے۔ اس وادی میں میرے دو چھوٹے بچے ہیں۔ اگر آپؐ مجھے کھول دیں تو میں انہیں دودھ پلا کے واپس آ جاؤں گی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ واقعی ایسا کرو گی۔ ہرنی نے جواب میں عرض کیا کہ اگر میں اپنا وعدہ پورا نہ کروں تو اللہ مجھے دردناک عذاب سے ہلاک کر دے۔ حضورؐ نے ہرنی کی رسیاں کھول کر اسے آزاد کر دیا۔ وہ دوڑتی ہوئی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ اس کی واپسی پر حضورؐ ہرنی کو رسیوں سے باندھ رہے تھے کہ بدو کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے رسول اللہؐ کو پہچان لیا اور کہا کہ میں نے تھوڑی دیر پہلے یہ ہرنی پکڑی تھی۔ آپ کو اگر ضرورت ہے تو بخوشی اسے لے لیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں مجھے اس کی ضرورت ہے۔ یہ کہہ کر حضورؐ نے اس کو آزاد کر دیا۔ اس پر ہرنی اتنی خوش ہوئی کہ آپؐ کے گرد چوکڑیاں بھرتے ہوئے گھومنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ خوشی سے زمین پر پاؤں مارنے لگی۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہؐ کی رسالت کی گواہی دیتی ہوئی وہاں سے رخصت ہو گئی۔

195۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ کے زمانے میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا اور بارش نہ ہوئی۔ آپؐ جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے۔ اسی دوران ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہؐ ہمارے مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور ہمارے اہل و عیال بھوک سے مر رہے ہیں۔ آپؐ بارش کیلئے دعا فرمائیں۔ آنحضورؐ نے اسی وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ اس وقت آسمان پر کوئی بادل نہ تھا۔ خدا کی قسم آپؐ نے اپنے ہاتھ دعا سے ابھی ہٹائے بھی نہ تھے کہ چاروں طرف سے پہاڑوں

Marfat.com

کی طرح بادلوں کے ٹکڑے آنے لگے اور آپ منبر سے اترے بھی نہ تھے کہ تیز بارش شروع ہوگئی۔ اس جمعہ کے بعد سے اگلے جمعہ تک برابر بارش ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ کو پھر ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کی یارسول اللہؐ بارش کی شدت سے ہمارے مکانات گر گئے اور مال مویشی ڈوب گئے ہیں۔ یارسول اللہؐ دعا فرمائیں کہ بارش رک جائے۔ آنحضورؐ نے ہاتھ اٹھا کر پھر دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے اوپر نہیں، ہمارے آس پاس بارش برسا، جنگلوں اور پہاڑوں پر برسا۔ دعا میں آپؐ اپنی انگلی سے چاروں طرف اشارہ بھی کرتے جاتے تھے اور جس طرف اشارہ فرماتے ابر کھل جاتا تھا یہاں تک کہ جب لوگ مسجد سے نماز پڑھ کر باہر نکلے تو مدینہ منورہ میں دھوپ نکلی ہوئی تھی مگر چاروں طرف بادل تھے۔ آس پاس بارش ہوتی رہی۔ باہر سے جو لوگ آتے وہ بارش کی زیادتی کا واقعہ بیان کرتے تھے۔

196۔ حضرت حمزہؓ کو جو آپؐ کے چچا تھے، آنحضورؐ سے خاص محبت تھی۔ وہ آپؐ سے صرف دو تین برس بڑے تھے اور ساتھ کھیلے تھے۔ وہ ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے لیکن آپؐ کی ہر ادا کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ دل میں نور حق موجود تھا۔ بالآخران بے رحمانہ ایذاؤں نے جو دشمنان اسلام رسول اللہؐ کو پہنچاتے تھے اظہار اسلام کیلئے بے تاب کر دیا۔ مگر انتہائی پریشان تھے کہ آبائی دین کو کیونکر چھوڑا جائے۔ ایک دن قریش مکہ نے رسول اللہؐ کو بہت ایذا پہنچائی اور آپؐ بڑی پریشانی کے عالم میں گھر تشریف لے گئے۔ جب حضرت حمزہؓ کو اس کی خبر ہوئی تو وہ انتہائی غصے کی حالت میں رسول اللہؐ کے پاس آئے اور کہا بھتیجے آپ بے فکر

Marfat.com

ہو جائیں میں آپؐ کا بدلہ ضرور لوں گا اور ان ظالموں کو ایسی سزا دوں گا جو وہ زندگی بھر یاد رکھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے چچا اگر آپ واقعی بدلہ لینا چاہتے ہیں تو مسلمان ہو جائیے۔ اس سے بڑا بدلہ میرے لیے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ کے ان الفاظ نے ایسا اثر کیا کہ حضرت حمزہؓ کا غصہ فوری دور ہو گیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ پھر کہا کہ دین حق یہی ہے۔ حضرت حمزہؓ نے غزوہ بدر میں حصہ لیا اور غزوہ احد کے موقع پر ایسی بہادری اور جانفشانی سے لڑے کہ رہتی دنیا تک ایک مثال قائم کر دی۔ اسی غزوہ میں آپ نے شہادت نوش فرمائی۔ آپؓ کی لاش کی بہت بے حرمتی کی گئی اور جسم کے تمام اعضا کو کاٹ کر علیحدہ علیحدہ پھینک دیا گیا۔ جب رسول اللہؐ نے حضرت حمزہؓ کے اعضا کو اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے دیکھا تو آپؐ ضبط نہ کر سکے اور بے ساختہ آنسو نکل آئے۔ حضرت حمزہؓ کو دوسرے شہیدوں کے ساتھ میدان احد میں ہی دفن کیا گیا یہاں آج بھی نور برستا ہے۔ حج اور عمرہ کرنے والے زائرین وہاں ضرور جاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔

197۔ حضرت عباسؓ آنحضورؐ کے چچا تھے۔ انہوں نے غزوہ بدر کی لڑائی میں اگرچہ مسلمانوں کے خلاف حصہ نہیں لیا لیکن کفار مکہ کی مدد کی اور سامان رسد مہیا کرنے کا ذمہ بھی لیا ہوا تھا۔ جنگ کے دوران وہ گرفتار ہو گئے اور رسول اللہؐ کے حکم پر نہ صرف اپنا بلکہ چند دوسرے رشتے داروں کا فدیہ ادا کرنے کے بعد رہا ہو گئے اور مکہ واپس چلے گئے۔ بعد میں وہ رسول اللہؐ پر ایمان لے آئے اور اسلام کے مجاہدین میں شامل ہو گئے۔ رسول اللہؐ نے ایک مرتبہ حضرت عباسؓ اور ان کی اولاد

Marfat.com

پر چادر ڈال کر دعا فرمائی کہ اے اللہ ان سب کو دوزخ کی آگ سے بچانا۔ حضرت عباسؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریمؐ سے کہا کہ میرے اسلام لانے کا سبب آپؐ کی نبوت کی ایک علامت بنی۔ وہ علامت یہ ہے کہ آپؐ اپنی ابتدائی عمر میں پنگھوڑے میں آرام فرمایا کرتے تھے اور آپ انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کرتے تھے تو جس طرف آپؐ اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا تھا۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ میں چاند سے باتیں کرتا تھا۔ چاند مجھے رونے سے باز رکھتا تھا اور جب چاند عرش کے نیچے سجدہ کیلئے گرتا تھا تو میں اس کے گرنے کی آواز سنتا تھا۔

198۔ حضرت فراش بن عمرو کنانیؓ اپنے والد کے ساتھ رسول اکرمؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور دردسر کی شکایت کی۔ رسول خداؐ نے فراش کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کی آنکھوں کی درمیانی جلد کو انگلیوں سے پکڑ کر کھینچا۔ حضورؐ نے جس جگہ کو اپنی مبارک و مسعود انگلیوں سے کھینچا تھا وہاں بال اگ آئے اور سر کا درد جاتا رہا۔ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں جب حضرت فراشؓ نے خوارج حروریہ کا ساتھ دینا چاہا تو ان کے والد نے ان کو کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ اسطرح ان کے وہ بال گر گئے اور سر درد کی شکایت دوبارہ شروع ہو گئی۔ جب انہوں نے توبہ کی تو وہ بال پھر اگ آئے اور دردسر پھر دور ہو گیا۔

199۔ حضرت صائب بن یزیدؓ کی داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے مگر ان کے سر کے بال سیاہ تھے۔ ایک روز ان کے آزاد کردہ غلام عطا نے ان سے پوچھا کہ آقا آپ کی داڑھی سفید ہو چکی ہے پھر سر کے بال سفید کیوں نہیں ہوتے۔ انہوں نے

Marfat.com

جواب دیا کہ میرے بچپن کا واقعہ ہے۔ایک روز میں دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔رسول اکرمؐ کی عادت مبارکہ تھی کہ وہ سلام میں پہل فرماتے تھے اور بوڑھے ہوں یا بچے سب کو حضورؐ پہلے سلام کرتے تھے۔ہمارے کھیل کے دوران ہی حضورؐ ادھر تشریف فرما ہوئے۔اپنے معمول کے مطابق آپؐ نے تمام لڑکوں کو سلام کیا۔ان تمام لڑکوں میں سے صرف میں تھا جس نے حضورؐ کے سلام کا جواب دیا۔آنحضورؐ نے مجھے بلایا اور پیار سے اپنا دست مبارک میرے سر پر پھیر کر فرمایا کہ اللہ تجھے برکت دے۔پس یہ حضورؐ کے دست مبارک کا اعجاز ہے کہ میرے سر کے بال سفید نہیں ہوئے حالانکہ میری داڑھی سفید ہو چکی ہے اور میں خود بھی اپنے آپ کو بوڑھا محسوس کرتا ہوں۔

200۔ایک روز رسول اللہؐ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے اور وہاں ایک اونٹ دیکھا۔جب اس اونٹ نے آپؐ کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔حضورؐ اس اونٹ کے پاس گئے اور اس کے کانوں کے پیچھے اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ اونٹ فوراً خاموش ہو گیا اور اس کے آنسو بھی بہنے بند ہو گئے۔حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے۔ایک انصاری نوجوان نے سامنے آکر سلام کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ یہ میرا اونٹ ہے۔آنحضورؐ نے فرمایا کیا تو اس چوپائے کے بارے میں جس کا اللہ تعالیٰ نے تجھے مالک بنایا ہے اللہ سے نہیں ڈرتا۔پھر فرمایا کہ اس نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور کثرت سے تکلیف دیتا ہے یعنی کام بہت زیادہ لیتا ہے

Marfat.com

۔آپؐ نے فرمایا کہ اس کا خیال رکھا کرو۔ اسی طرح رسول اللہؐ ایک بار ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا اور حضورؐ کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ اونٹ کس کا ہے۔ یہ مجھ سے اپنے مالک کی شکایت کر رہا ہے۔ تحقیق کرنے پر جب یہ بات صحیح ثابت ہو گئی تو رسول اللہؐ نے اس اونٹ کو اس کے مالک سے خرید کر صدقے کے اونٹوں میں بھیج دیا۔ ایک مرتبہ ایک انصاری کا اونٹ باؤلا ہو گیا۔ رسول اللہؐ کو بتلایا گیا تو آپؐ اسی وقت اٹھے اور اس اونٹ کو پکڑنے کیلئے آگے بڑھے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ایسا نہ کیجئے۔ یہ باؤلا اونٹ ہے کہیں آپؐ کو کاٹ نہ لے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے اس کا کوئی ڈر نہیں۔ یہ کہہ کر رسول اللہؐ جب اس اونٹ کی طرف بڑھے تو اس نے اپنا سر حضورؐ کے آگے جھکا دیا۔ حضورؐ نے اسے پکڑ کر اس کے مالک کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ ہر مخلوق جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں سوائے گناہ گار انسانوں اور جنوں کے۔

201۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰؐ کی رسالت کی، جان کی اور شہر کی قسم کھائی ہے۔ یہ اعجاز اور مرتبہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں اور رسولوں میں سے شاید صرف اور صرف رسول اکرمؐ کو بخشا ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

رسالت کی قسم:۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید کی سورت یٰسین (آیت 3 اور 4) میں رسول اللہؐ کی رسالت کی قسم کھائی ہے۔ قرآن پاک میں اسطرح ذکر

Marfat.com

ہے۔ "قسم ہے قرآن حکیم کی جو حکمت سے بھرا ہوا ہے اے محمدؐ بے شک تو رسولوں میں سے ہے اور سیدھے رستے پر ہے"

جان کی قسم:۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورت الحجر آیت نمبر 72 میں رسول اللہؐ کی جان کی قسم کھائی ہے۔ قرآن پاک کے الفاظ اس طرح ہیں "تیری جان کی قسم اے نبیؐ وہ اپنی مستی میں مدہوش ہو رہے تھے"۔

شہر کی قسم:۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورت البلد کی پہلی دو آیات میں رسول اللہؐ کے شہر کی قسم کھائی ہے جو اس طرح ہے۔ 'ہمیں اس شہر (مکہ) کی قسم اور تم اسی شہر میں تو رہے ہو"

قرآن کریم اور رسول اللہؐ:۔

قرآن مجید اور فرقان حمید میں رب کریم و رحیم نے ستر مرتبہ اپنے نام کے ساتھ رسول اکرمؐ کو یاد فرمایا ہے اور اکثر جگہوں پر پہلے اللہ کا نام اور پھر محمد مصطفیٰؐ کا نام آیا ہے۔ یہ شان اور مرتبہ صرف آپؐ کا ہی اعزاز ہے۔

202۔ ہجرت کے بعد جب مسلمانوں کو مدینہ منورہ میں دارلامان مل گیا اور اسلام روز بروز ترقی کرنے لگا تو قریش کے سردار مدینہ پر حملہ کرنے کی تدابیر سوچنے لگے۔ اسی اثنا میں انصار کے ایک رئیس حضرت سعدؓ عمرہ کرنے کیلئے مکہ مکرمہ گئے اور ابوصفوان کے گھر ٹھہرے۔ ابوصفوان موقع پا کر ان کو طواف کروانے لایا۔ وہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل ادھر آنکلا۔ اس نے کہا کہ تم کعبہ کا بے خوف و خطر طواف کرتے ہو حالانکہ تم نے بے دینوں (مسلمانوں) کو اپنے ہاں پناہ دے

رکھی ہے اور سمجھتے ہو کہ خدا اور رسول ؐ کی تم مدد کر رہے ہو۔ خدا کی قسم اگر ابوصفوان تمہارے ساتھ نہ ہوتے تو تم یہاں سے گھر سلامت نہ جا سکتے۔ حضرت سعدؓ نے ڈانٹ کر جواب دیا کہ اگر تم ہم کو طواف نہ کرنے دو گے تو ہم تمہارا قافلہ تجارت مدینہ کے راستے سے گزرنے نہ دینگے۔ ابوصفوان نے کہا اے سعد ان سے سخت لہجہ میں گفتگو نہ کرو۔ یہ اس وادی کے سردار ہیں۔ حضرت سعدؓ نے کہا کہ اے ابوصفوان اپنی طرف داری رہنے دو۔ میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ تم عنقریب مسلمانوں کے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔ ابوصفوان نے کہا کہ کیا وہ یہاں آ کر مجھے ماریں گے۔ انہوں نے جواب دیا یہ تو مجھ کو معلوم نہیں۔ یہ سن کر ابوصفوان کے جسم پر رعشہ طاری ہو گیا۔ وہ اگرچہ کافر تھا لیکن اس کو معلوم تھا کہ دہن رسالتؐ سے آج تک کوئی بات غلط نہیں نکلی۔ چنانچہ اس کے بعد بدر کی لڑائی کا واقعہ پیش آیا تو اس کی بیوی نے جانے سے روکا اور حضرت سعدؓ کے کہے ہوئے الفاظ یاد دلائے۔ ابوصفوان نے بھی ڈر کر قریش کی فوج میں شرکت سے انکار کر دیا لیکن ابوجہل اس کو سمجھا بجھا کر ساتھ لے گیا۔ آخر کار رسول اللہؐ کا فرمان سچ ثابت ہوا اور ابوصفوان دوسرے تقریباً ستر کافروں کے ساتھ مارا گیا۔ ابوجہل بھی اسی جنگ میں مارا گیا تھا۔ رسول اللہؐ نے ایک رات پہلے ہر کافر کی قتل گاہ کی نشان دہی کر دی تھی جو حرف بحرف درست نکلی۔

203۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اکرمؐ مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ قبیلہ بنو تمیم کا ایک آدمی آیا اور کہا کہ یا رسول اللہؐ انصاف سے مال تقسیم فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں انصاف نہ کرونگا تو کون کریگا۔ اس شخص

Marfat.com

کی گستاخی پر حضرت عمر فاروقؓ سخت برہم ہوئے اور رسول اللہؐ سے عرض کی کہ اجازت فرمایئے تاکہ اس گستاخ کی گردن اڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا عمرؓ جانے دو۔ اس کے قبیلے میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے نماز روزے کے مقابل تم کو اپنے نماز روزے حقیر معلوم ہونگے اگرچہ ان کے نماز روزے صرف دکھلاوے کے ہونگے۔ وہ لوگ قرآن پاک کی تلاوت کریں گے مگر ان کے گلے کے نیچے نہ اترے گا۔ مذہب کے دائرے سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے کے پار نکل جاتا ہے۔ اس گروہ کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ فام شخص پیدا ہوگا جس کے دونوں بازوؤں میں عورت کے سینے کی طرح گوشت لٹکتا ہوگا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے اس گروہ سے جنگ کی اور میں ان کے ساتھ موجود تھا۔ اس سیاہ فام کی تلاش کی گئی اور وہ مل گیا۔ اس طرح آپؐ کا فرمان درست ثابت ہوا۔

204۔ ایک دفعہ چند یہودی رسول اللہؐ کی خدمت اقدسؐ میں آئے اور کہا کہ ہم آپ سے چند باتیں دریافت کرنا چاہتے ہیں جن کا جواب پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں دے سکتا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم جو چاہو پوچھ سکتے ہو لیکن وعدہ کرو کہ اگر میں نے ایسے جواب دیئے جن کو تم نے صحیح سمجھا تو کیا اسلام قبول کرلو گے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں آپؐ کی شرط قبول ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مندرجہ ذیل چار سوالوں کے جواب آپؐ سے طلب کیے۔

(الف) حضرت یعقوبؑ نے توراۃ کے نزول سے پہلے جو کھانا اپنے اوپر حرام کرلیا

Marfat.com

تھا اس کا کیا واقعہ ہے۔

(ب) ایک ہی نطفہ کبھی نر اور کبھی مادہ کیونکر ہو جاتا ہے۔

(ت) توراۃ میں نبیؑ کی کیا پہچان بتائی گئی ہے۔

(ث) فرشتوں میں سے تمہارا دوست اور نگہبان کون ہے۔

آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:۔

(الف) تم کو اس خدا کی قسم جس نے حضرت موسیٰؑ پر توراۃ نازل فرمائی۔ تم جانتے ہو کہ ایک دفعہ حضرت یعقوبؑ سخت بیمار پڑ گئے تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر میں اچھا ہو گیا تو کھانے اور پینے کی جو چیز مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہے وہ چھوڑ دونگا۔ ان کو کھانے میں سب سے زیادہ اونٹ کا گوشت اور پینے میں اونٹ کا دودھ پسند تھا۔ چنانچہ صحت کے بعد انہوں ے نے اونٹ کا گوشت اور دودھ چھوڑ دیا تھا۔

یہودیوں نے کہا کہ جواب درست ہے۔

(ب) میں تم کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰؑ پر توراۃ نازل کی۔ تم کو یہ معلوم ہے کہ مرد کا نطفہ گاڑھا اور سفید ہوتا ہے اور عورت کا پتلا اور زرد ہوتا ہے۔ ان میں جو جنس غالب ہوتی ہے وہ نطفہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہی ہو جاتا ہے اور اس کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ یہودیوں نے کہا کہ آپؐ نے درست فرمایا ہے۔

(ت) میں تم کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰؑ پر توراۃ کا نزول فرمایا۔ تم کو یہ معلوم ہے کہ نبیؑ کی آنکھیں سوئیں گی اور دل نہیں سوئے گا۔

یہودیوں نے کہا کہ آپؐ کا جواب درست ہے۔

(ث)فرشتوں میں میرا رفیق جبرائیلؑ ہے اور دنیا میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں ہوا جس کا وہ رفیق نہ ہو۔ یہودیوں نے کہا کہ ہم آپؐ کے ساتھ نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ ہمارا دشمن ہے۔

205۔ حضرت صفوان بن عسالؓ سے مروی ہے کہ دو یہودی راستے میں جا رہے تھے۔ ایک نے کہا کہ چلو اس پیغمبرؐ سے کچھ پوچھیں۔ دوسرے نے کہا کہ ان کو پیغمبرؐ نہ کہو کیونکہ وہ اپنی نسبت سے پیغمبر کہتے سنے گا تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ اس کے بعد وہ دونوں آپؐ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ حضرت موسیٰؑ کو جو نو احکامات ملے تھے وہ کیا تھے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ یہ تھے۔

۔شرک نہ کرو، زنا نہ کرو، ناحق قتل نہ کرو، چوری نہ کرو، جادو نہ کرو، گناہ گار کی چغلی نہ کھاؤ، سود نہ کھاؤ، پاکدامن عورت پر بہتان نہ باندھو اور میدان جنگ سے فرار نہ کرو۔ البتہ راوی کو اس نویں حکم کے بارے شک ہے۔ پھر فرمایا کہ تمہارے لئے اے یہود خاص یہ ہے کہ سبت مناؤ۔ ان دونوں یہودیوں نے یہ جواب سن کر آپؐ کے دست و پائے مبارک کو بوسے دیے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپؐ اللہ تعالیٰ کے پیغمبرؐ ہیں۔ آپؐ کے اس ارشاد پر کہ پھر تم مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے، انہوں نے کہا کہ حضرت داؤدؑ نے دعا کی تھی کہ اس کی نسل میں ہمیشہ پیغمبر ہوا کرے۔ اگر ہم مسلمان ہو جائیں تو ہم ڈرتے ہیں کہ یہودی ہم کو مار ڈالیں گے۔

206۔ مدینہ منورہ کے منافق ہمیشہ اس امر کے در پے رہتے تھے کہ کسی طرح

Marfat.com

مسلمانوں میں پھوٹ ڈال دی جائے۔ اس غرض سے انہوں نے اپنی علیحدہ مسجد بنانے کا ارادہ کیا۔ یہ کام انہوں نے ابو عامر فاسق کی شہ پر کیا تھا جو انصار میں سے تھا اور عیسائی ہو گیا تھا۔ رسول اللہؐ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابو عامر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ آپؐ جو دین لائے ہیں وہ حضرت ابراہیمؑ والا دین نہیں ہے۔ اس میں آپؐ نے اپنی طرف سے نئی چیزیں داخل کر دی ہیں جن کا حقیقتاً دین حنفیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اس دین میں کوئی ملاوٹ نہیں کی بلکہ اسے اصلی صورت اور پاک صاف حالت میں پیش کیا ہے۔ ابو عامر نے کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے اسے اللہ تعالیٰ بے یار و مددگار چھوڑ دے اور غربت و تنہائی میں اس پر موت مسلط کر دے۔ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ بے شک جھوٹے کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایسا ہی معاملہ کرے گا۔ اس کے بعد ابو عامر چلا گیا اور رسول اللہؐ کو نیچا دکھانے کیلئے اپنے منصوبے پر عمل پیرا ہو گیا۔ چنانچہ اس کے کہنے کے مطابق منافقوں نے مسجد قبا کے قریب ایک مسجد بنائی اور رسول اللہؐ کی خدمت میں آ کر یہ درخواست کی کہ یا رسول اللہؐ ہم نے بیماروں اور معذوروں کیلئے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپؐ تشریف لائیں، اس میں نماز پڑھائیں اور دعائے برکت فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اب تو میں غزوہ تبوک پر جا رہا ہوں۔ واپس آ کر انشاء اللہ اس مسجد میں حاضر ہونگا۔ غزوہ تبوک کی مہم سے واپسی پر جب رسول اکرمؐ ذو اوان کے مقام پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو منافقوں کے حقیقی ارادوں سے آگاہ کرتے ہوئے سورت توبہ کی دو آیات نازل فرمائیں جن کا ترجمہ اس طرح

Marfat.com

ہے۔

اور ان میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنائی کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں اور جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ سے پہلے جنگ کر چکے ہیں ان کیلئے گھات کی جگہ بنائیں۔ وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی تھا۔ مگر خدا گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔ تم اس مسجد میں کبھی جا کر کھڑے بھی نہ ہونا۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس قابل ہے کہ اس میں جایا اور نماز پڑھایا کرو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور خدا پاک رہنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے۔

(سورت توبہ آیت 107 اور 108)

ان آیات کے نازول کے بعد رسول اللہؐ نے حضرت مالک بن دخشمؓ اور معز بن عدی اجلانیؓ کو حکم دیا کہ اس مسجد ضرار کو گرا دو اور جلا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ابو عامر فاسق جس نے منافقین مدینہ کو یہ راہ سجھائی تھی، ملک شام میں بے یار و مددگار اور کسمپرسی کی حالت میں مرا۔

207۔ سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰؐ کے حکم سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے جب عزیٰ کے بت کدے کو توڑ دیا تو اندر سے ننگے سر بکھرے ہوئے بالوں والی ایک کالی عورت نکلی اور سر پر ہاتھ رکھ کر چیخنے لگی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے تلوار سے اس عورت کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ آنحضورؐ سے جب یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ وہی عورت عزیٰ تھی۔ اسلئے اب کبھی اس کی پوجا نہ ہوگی۔ حقیقتاً عزیٰ ایک

Marfat.com

درخت تھا۔اس پر مشرکین نے ایک تھان (پوجا گھر) بنا کر پوجنا شروع کر دیا۔اس درخت میں سے آوازیں آتی تھیں۔اسلئے اس کی پوجا ہونے لگی ۔یہ آوازیں ایک جنیہ خبیثہ (بھوتنی) کی تھیں ۔آنحضورؐ کی دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس خبیثہ کو عورت کی شکل میں ظاہر کر دیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں قتل ہو گئی۔ چنانچہ اس کے قتل کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس درخت کی پوجا اسی بھوتنی کی وجہ سے ہوتی تھی۔اب وہ ماری گئی تو کبھی اس عزیٰ کی پوجا نہ ہوگی۔اس طرح یہ فتنہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو گیا اور مشرکین کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا۔

208۔بیہقی کی روایت میں حضرت سواد بن اقاربؓ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانے میں ایک جن سے میری دوستی تھی۔وہ آنے والی باتوں کی خبریں مجھے دیتا تھا اور میں لوگوں کو ان باتوں کے متعلق بتلا دیا کرتا تھا۔اس طرح بہت سے لوگ میرے معتقد ہو گئے اور مجھے نذرانے دینے لگے کیونکہ میری بتائی ہوئی خبریں سچی ثابت ہوتی تھیں۔ایک مرتبہ میں سو رہا تھا کہ اس جن نے آکر مجھے جگایا اور کہنے لگا اٹھ ۔ہوش میں آ۔تجھ میں کچھ مادہ ہے تو سمجھ لے کہ لوی بن غالب کی اولاد میں سے ایک نبی پیدا ہوئے ہیں۔پھر اس جن نے چند اشعار پڑھے جن کا مطلب ہے " مجھے ان جنوں پر رشک آتا ہے کہ جو بے قرار ہو کر اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے مکہ جاتے ہیں۔جو جن اسلام لائے وہ ناپاک کافر جنوں سے افضل ہیں۔سو تجھے بھی اس سردار عربؐ کی طرف آنکھیں اٹھانی چاہیے اور بنو ہاشم کے سردارؐ کی طرف سفر کرنا چاہیے "۔حضرت سواد بن

اقاربؓ کہتے ہیں کہ میں یہ اشعار سن کر رات بھر بے قرار و بے چین رہا۔ دوسری رات کو بھی اسی جن نے آکر مجھے جگایا اور اسی طرح کے اشعار پڑھے۔ تیسری رات بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ مسلسل تین راتوں کا یہ واقعہ دیکھ کر اسلام کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی اور میں آنحضورؐ کی خدمت اقدس میں مکہ پہنچا۔ آپؐ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ مرحبا اے سواد بن اقاربؓ! مجھے معلوم ہے کہ تم کس لئے یہاں آئے ہو یعنی اسلام لانے کیلئے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپؐ پہلے میرے چند اشعار سن لیں۔ آنحضورؐ کا حکم پا کر میں نے اپنا قصیدہ نعتیہ پڑھ کر سنایا۔ اس قصیدے کے آخری شعر کا مطلب ہے۔

"اے اللہ کے رسولؐ! اس دن کیلئے آپؐ میری شفاعت کرنے والے ہو جایئے جس دن کسی کا کوئی شفیع اور نفع پہنچانے والا نہ ہوگا"۔

اس کے بعد حضرت سواد بن اقاربؓ نے کلمہ پڑھا اور لشکر اسلام میں داخل ہو گئے۔

209۔ حضرت ابن سعدؓ نے جبیرؓ بن مطعم سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ کی بعثت سے پہلے ہم موضع بوانہ میں ایک بت کے پاس بیٹھے تھے۔ ہم نے بت پر ایک اونٹ ذبح کر کے چڑھایا۔ اچانک بت کے شکم سے اس طرح کی آواز آئی۔ "خبردار! ہوشیار ہو جاؤ بڑی تعجب خیز اور حیرت ناک بات ہے۔ پہلے آسمانی خبروں کو جن چرا لیا کرتے تھے۔ اب ان کی یہ چوری ختم ہو گئی ہے کیونکہ خدا کی وحی اترنے لگی ہے۔ اب چرانے والے جنوں پر انگاروں کی مار پڑتی ہے کیونکہ مکہ میں احمدؐ کے نام سے ایک نبی برحقؐ پیدا ہوئے ہیں۔ وہ مدینہ (یثرب) کی طرف

Marfat.com

ہجرت کریں گے۔"

جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ ہم سخت تعجب کرتے ہوئے وہاں سے اٹھے اور اس واقعہ کے چند ہی دن بعد محمدؐ کی نبوت کا چرچا ہو گیا۔ اسی قسم کے ایک واقعہ کی ابونعیم اور ابن عساکر نے قبیلہ بنی خشعم کے ایک شخص سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ عرب حلال وحرام کی پہچان نہیں رکھتے تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے۔ جب آپس میں کوئی اختلاف ہوتا تو بتوں سے جا کر حال بیان کرتے اور ان کے پیٹ سے جو آواز آتی اس پر عمل کرتے تھے۔ بنی خشعم کے اس آدمی نے کہا کہ ہم آپس میں ایک مرتبہ جھگڑا کر کے فیصلے کیلئے ایک بت کے پاس گئے اور چڑھاوا چڑھایا اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اچانک اس بت کے پیٹ سے آواز آئی اور کچھ اشعار سننے میں آئے جن کا ترجمہ ہے۔ "اے گوشت پوست والے انسانو! تم پتھروں سے فیصلہ چاہتے ہو۔ یہ کتنی بے وقوفی کی بات ہے۔ یہ پیغمبرؐ تمام انسانوں کے سردار ہیں اور تمام حاکموں میں یہ سب سے زیادہ منصف اور انصاف والے ہیں۔ یہ نور اور اسلام کو نمایاں کر کے لوگوں کو گناہوں سے بچاتے ہیں"۔

بنی خشعم کا وہ شخص کہتا ہے کہ یہ سن کر ہم ڈر سے بھاگے اور ہر مجلس میں اس قصے کا چرچا رہا۔ کچھ دنوں کے بعد ہم کو خبر ملی کہ آنحضورؐ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے تھے اور آپؐ نے مدینہ منورہ کیلئے ہجرت فرمائی ہے۔ یہ خبر پاتے ہی ہم سب مسلمان ہو گئے۔

210۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک بار سحر کے وقت میں کپڑا سی رہی تھی۔ مجھ سے سوئی گر پڑی۔ میں نے ہر چند تلاش کی مگر نہ ملی۔ اتنے

میں رسول اللہؐ تشریف لائے۔ حضورؐ کے روئے مبارک کی روشنی میں مجھے وہ سوئی نظر آ گئی اور میں اسے اٹھا کر پھر سینے کے کام میں لگ گئی۔ جب میں نے یہ ماجرہ حضورؐ سے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اے حمیرا! سختی اور عذاب ہے پھر فرمایا سختی اور عذاب ہے اس شخص کیلئے جسے میرے چہرے کی طرف دیکھنے سے محروم کیا گیا۔

211۔ رسول اللہؐ خوش آواز ہونے کے علاوہ بلند آواز اتنے تھے کہ جہاں تک حضورؐ کی آواز پہنچتی وہاں تک کسی اور کی آواز نہ جاتی تھی۔ بالخصوص خطبوں میں حضورؐ کی آواز مبارک گھروں میں پردہ نشین عورتوں تک پہنچ جاتی تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہؐ خطبہ دینے کیلئے منبر پر رونق افروز ہوئے تو آپؐ نے حاضرین سے فرمایا کہ "خطبہ سننے کیلئے بیٹھ جاؤ۔ حضورؐ کی اس آواز کو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے جو شہر مدینہ میں قبیلہ بنی غیم میں سے تھے سنا اور ارشاد نبویؐ کی تعمیل میں اپنے مکان میں دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے منیٰ میں خطبہ پڑھا جس سے ہمارے کان یوں کھل گئے کہ ہم اپنی اپنی جگہ پر آپؐ کا کلام مبارک سنتے تھے۔ حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ ہم آدھی آدھی رات کے وقت حضورؐ کی قرآت سنا کرتے تھے حالانکہ میں مکان کے اندر چارپائی پر ہوتی تھی۔ یہ رسول اللہؐ کی آواز مبارک کا اعجاز ہی تھا کہ حضورؐ کے خطبہ حجتہ الوداع کے الفاظ ہر اس صحابیؓ کے کانوں تک پہنچے جو اس وقت وہاں موجود تھا حالانکہ وہاں موجود صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کے قریب تھی۔

Marfat.com

212۔اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے سابقین کو ان کے ناموں کے ساتھ خطاب فرمایا ہے مثلاً یا آدمؑ، یا نوحؑ، یا ابراہیمؑ، یا موسیٰؑ، یا عیسیٰؑ، یا داؤدؑ، یا سلیمانؑ، یا زکریاؑ، یا یحییٰؑ اور جہاں ان کا ذکر ہوا ہے وہاں بھی ان کے ناموں کے ساتھ ہی ذکر ہوا ہے مگر رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفےٰؐ کو اللہ تعالیٰ نے کنایتاً خطاب فرمایا مثلاً یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر، یا ایھا النبی اور جہاں اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے اسم مبارک کی تصریح فرمائی ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ رسالت یا کوئی اور وصف بیان فرمایا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل (حضرت ابراہیمؑ) اور اپنے حبیب رسول اکرمؐ کا یکجا ذکر کیا ہے وہاں اپنے خلیل کا نام لیا ہے اور اپنے حبیب کو نبوت کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرمؐ کا اسم مبارک اس طور سے بلند فرمادیا ہے کہ حضورؐ فرش تا عرش مشہور ہیں۔ اذان، خطبہ اور نماز میں حضورؐ کا نام لیا جاتا ہے۔ عرش کے پایہ پر، ہر ایک آسمان پر، بہشت کے درختوں کے پتے پتے پر، جنت الفردوس کے محلات پر، ایوان وقصور پر، حوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی چشم وابرو کے درمیان حضورؐ کا اسم مبارک تحریر ہے۔ رسول اللہؐ کا اسم مبارک احمد ہے جو ہر لحاظ سے منفرد ہے۔ آپؐ سے پہلے جب سے دنیا وجود میں آئی ہے کسی کا یہ نام نہ تھا البتہ سابقہ الہامی کتابوں یعنی تورات، زبور اور انجیل میں جو احمد کا ذکر ہے۔ اس سے مراد حضورؐ ہی کی ذات گرامی ہے۔

213۔خیبر میں بنو اغطفان کا ایک گروہ یسیر بن رزام کی سرکردگی میں مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے جمع تھا۔ رسول اکرمؐ نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو صحابہ کرامؓ کی

Marfat.com

ایک جماعت کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنے کیلئے بھیجا۔ صحابہ کرامؓ کی اس جماعت میں حضرت عبداللہؓ بن انیس بھی شامل تھے جو کہ بنوسلمہ کے حلیف بھی تھے۔ چند صحابہ کرامؓ یسیر بن رزام کے پاس گئے اور اسے سمجھاتے ہوئے کہا کہ اگر وہ رسول اللہؐ کے پاس چلیں تو حضورؐ انہیں انعام وکرام سے بھی نوازیں گے اور کوئی مناسب منصب بھی عطا کر دیں گے۔ یسیر بن رزام آمادہ ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ صحابہ کرام کی معیت میں رسول اللہؐ کو ملنے کیلئے مدینہ منورہ روانہ ہو گیا۔ خیبر سے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر قرقرۃ کے مقام پر اس کی نیت بدل گئی۔ حضرت عبداللہؓ بن انیس نے جب دیکھا کہ اس کا ارادہ بدل رہا ہے اور وہ تلوار نکالنا چاہتا ہے تو انہوں نے موقع دیئے بغیر تلوار کا وار کر کے یسیر کا پاؤں کاٹ دیا۔ جواباً اس نے حضرت عبداللہ بن انیس کے سر پر ایک شدید ضرب لگائی جس سے وہ بری طرح زخمی ہو گئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر صحابہ کرامؓ اور یسیر بن رزام کے آدمیوں میں لڑائی شروع ہو گئی اور یسیر کے تمام ساتھی مارے گئے۔ صرف ایک شخص بچا جو بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن انیسؓ مدینہ منورہ پہنچ کر زخمی حالت میں رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔

سرور کونین رحمت دو عالمؐ نے اپنا لعاب دہن ان کے زخم پر لگایا جس سے زخم بالکل ٹھیک ہو گیا اور وہ پہلے کی طرح تندرست وتوانا ہو گئے اور ہر قسم کی تکلیف جاتی رہی۔

214۔ ایک بار ایک بدو رسول اکرمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہنے لگا

کہ یارسول اللہؐ وہ اسلام لایا ہے۔اسے کوئی ایسی چیز دکھایئے جس سے اسکا یقین اور ایمان زیادہ مضبوط ہو جائے۔آپؐ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔اس نے عرض کیا کہ آپؐ اس درخت کو اپنے پاس بلالیں۔آپؐ نے اس بدو کو کہا کہ اس درخت کے پاس جاؤ اور اسے بلالاؤ۔ چنانچہ وہ بدو اس درخت کے پاس گیا اور کہا کہ تجھے رسول اللہؐ بلارہے ہیں۔ یہ سن کر وہ درخت خوشی کے مارے پہلے ایک طرف جھکا اور اس کی جڑیں اکھڑیں۔ پھر دوسری طرف کو جھکا اور اس کی دوسری طرف کی جڑیں ہلیں۔اس طرح وہ اپنی جگہ سے چلا اور رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی اسلام وعلیکم یارسول اللہؐ۔ یہ دیکھ کر بدو پکار اٹھا! یارسول اللہؐ مجھے کافی ہے۔اس کے بعد آپؐ نے درخت کو حکم دیا کہ اپنی جگہ واپس چلا جائے۔درخت نے فوری حکم کی تعمیل کی اور اسی طرح واپس چلا گیا اور اپنی جڑوں پر دوبارہ قائم ہو گیا۔

215۔حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک رجب نو ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔اس وقت میں جسمانی لحاظ سے صحت مند اور مالی لحاظ سے خوشحال تھا۔سواری کیلئے دو اونٹ میرے پاس تھے۔رسول اکرمؐ نے اس غزوہ کے متعلق قبل از وقت بتا دیا تھا کہ تمام مجاہدین اس کٹھن، طویل اور کثیر التعداد دشمن سے نبرد آزما ہونے کیلئے پوری تیاری کر لیں۔ان دنوں پھل پکے ہوئے تھے۔شدید گرمی کا موسم تھا۔لوگ درختوں کے گہرے سایوں اور نخلستان میں گرمیاں گزار رہے تھے۔جہاد کیلئے مکمل تیاری کے بعد رسول اللہؐ تیس ہزار مجاہدین اسلام کے

Marfat.com

ہمراہ عازم تبوک ہوئے۔ میں ہر روز گھر سے سفر کیلئے ضروری اشیاء کی فراہمی کیلئے نکلتا لیکن دوسرے کاموں میں الجھ جاتا تھا۔ دل کو یہ کہہ کر تسلی دیتا کہ ایک دو روز میں تیاری مکمل کر کے تیز رفتار اونٹ پر سوار ہو کر جلد ہی لشکر اسلام کے ساتھ جا ملوں گا۔ اس طرح کئی دن بیت گئے اور پھر مجھے خیال آیا کہ اب تو لشکر اسلام بہت دور نکل گیا ہے۔ اس سے ملنا دشوار ہے۔ لہذا جہاد پر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اب جب میں بازار میں نکلتا تو سوائے منافقت سے متہم افراد اور جسمانی طور پر معذور لوگوں کے اور کوئی دکھائی نہ دیتا۔ اس منظر کو دیکھ کر مجھ پر غم واندوہ اور افسوس کا پہاڑ گر پڑتا ۔ دن گزرتے رہے اور پھر ایک روز اطلاع ملی کہ رسول اللہؐ فتح و کامرانی کے بعد واپس تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سن کر مجھ کو غم اور پریشانی نے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ میرا دماغ ایسے عذر اور فقرے تلاش کرنے لگا جن کو میں اپنے آقا و مولاؐ کی خدمت میں پیش کر کے معافی طلب کر سکوں لیکن دل کہتا تھا کہ اے کعبؓ حضورؐ کے غضب سے خود کو کس طرح بچاؤ گے۔ آخر کافی سوچ و بچار اور دوسروں سے مشورہ کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ سچ بولنے میں ہی نجات ہے کیونکہ رسول اکرمؐ کو اللہ تعالیٰ صحیح صورت حال سے آگاہ کر دے گا۔ جب اللہ کے رسولؐ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں حاضر خدمت ہوا اور سلام عرض کیا۔ حضور اکرمؐ نے تبسم فرمایا۔ لیکن اس میں ناراضگی کا عنصر تھا۔ آپؐ کے فرمان پر میں آگے بڑھا اور حضورؐ کے قدمین شریف کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپؐ نے میری جانب سے رخ انور دوسری طرف موڑ لیا اور جہاد میں شریک نہ ہونے کی وجہ دریافت کی۔ میں نے عرض کی کہ

Marfat.com

بخدا نہ میں منافق ہوں نہ میرے دل میں کوئی شک پیدا ہوا اور نہ میں نے اپنا عقیدہ بدلا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس جہاد میں شریک نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس روز میں جس قدر صحت مند اور خوشحال تھا ایسا پہلے کبھی نہ تھا۔ یہ سن کر حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ آپ نے سچی بات کہی ہے اس لئے تم گھر چلے جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرو۔ یہ سن کر میں اپنے گھر واپس چلا آیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ میرے جیسا معاملہ دو اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ بھی ہوا ہے جن کے نام حضرت مرارہ بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ الواقضی ہیں۔

چند دن کے بعد معلوم ہوا کہ آنحضورؐ نے تمام مسلمانوں کو ہمارے ساتھ گفتگو کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ اس لئے سب لوگ ہم سے کنارہ کش ہو گئے اور ہم بے یار و مددگار رہ گئے۔ کوئی ہم سے ملنا تو کجا بات کرنا بھی پسند نہ کرتا تھا۔ مجھے یہ اندیشہ ہلکان کر رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری موت واقع ہو جائے اور اللہ کے رسولؐ میری نماز جنازہ پڑھانے سے ہی انکار کر دیں۔ سوائے رونے، دھونے اور توبہ و استغفار کے ہمارے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔ رسول اکرمؐ کی بے رخی ہمارے لئے سوہان روح بنی ہوئی تھی۔ نوے دنوں کے بعد رسول اللہؐ کا پیغام آیا کہ تم اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔ اس کو طلاق نہیں دینی۔ صرف اس سے کنارہ کش ہونا ہے اور اس کے نزدیک بھی نہیں جانا۔ یہی پیغام دوسرے دونوں صحابہ کرام یعنی مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ کیلئے بھی تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی کو اس کے ماں باپ کے پاس بھیج دیا اور خود حکم الٰہی کا انتظار کرنے لگا۔ مزید دس راتیں گزرنے کے بعد ایک

رات تیسرے پہر جبرائیل امین اللہ تعالیٰ کا حکم لیکر حاضر خدمت ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو معاف کر دیا ہے۔قرآن پاک میں حکم باری تعالیٰ اس طرح ہے۔

"اوران تینوں پر بھی جنکا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور خود ان کی طبیعتیں بھی ان پر تنگ ہو گئیں اور وہ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ خود اسی کی ذات کے سوا کسی اور کے پاس نہیں۔پھر خدا نے ان پر مہربانی کی تاکہ توبہ کریں۔بے شک اللہ تعالیٰ ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے"(سورت توبہ آیت118)

توبہ کی قبولیت کا مژدہ سننے کے بعد میں بارگاہ رسالت مآبؐ میں حاضر ہوا اور فرط محبت وشوق سے آپؐ کے ہاتھ مبارک چوم لئے۔آپؐ کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تیری پیدائش سے لیکر آج تک اس سے بہتر کوئی دن نہیں گزرا۔ تمہیں مبارک ہو تم نے اللہ تعالیٰ کے سامنے سچ سچ کہہ دیا اور رب تعالیٰ نے تیری معافی قبول فرمالی۔قرآن پاک میں معافی کے متعلق ایک اور جگہ بھی ذکر آیا ہے جو اس طرح ہے۔

"پھر جن لوگوں نے نادانی سے برا کام کیا۔پھر اس کے بعد توبہ کی اور نیکوکار ہو گئے تو تمہارا پروردگار ان کو توبہ کرنے اور نیکوکار ہو جانے کے بعد بخشنے والا اور ان پر رحم کرنے والا ہے"۔(سورت النحل آیت119)

216۔رحمت دو عالم سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰؐ ایک مرتبہ اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے تو ایک اعرابی حاضر ہوا۔اس نے اپنی آستین میں ایک گوہ

Marfat.com

چھپائی ہوئی تھی۔اس نے آپؐ کی شان اقدس میں گستاخی شروع کر دی تو حضرت عمرؓ نے اس کا سر قلم کرنے کیلئے اجازت چاہی۔آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ حلم بھی کوئی چیز ہے اس کو اپنے دل کا غبار نکال لینے دو۔تھوڑی دیر بولنے کے بعد اعرابی نے کہا کہ میں آپؐ پر ایمان لانے کیلئے تیار ہوں بشرطیکہ میری یہ گوہ آپؐ کی رسالت کی شہادت دے۔یہ کہہ کر اس نے گوہ کو زمین پر چھوڑ دیا۔آپؐ نے گوہ سے دریافت فرمایا کہ اے گوہ بتلا تو کس کی عبادت کرتی ہے۔اس نے کہا کہ میں رب العالمین کی عبادت کرتی ہوں جو تمام چرند، پرند اور انسانوں کا پالنہار ہے۔جس کا تخت عرش پر ہے۔جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔جس نے دریا میں راستہ بنایا۔بہشت میں جس کی رحمت اور دوزخ میں جس کا عذاب ہے۔وہ تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے۔پھر آپؐ نے گوہ سے کہا کہ بتلا میں کون ہوں۔اس نے کہا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور نبی آخرالزماںؐ ہیں۔آپ رحمت اللعالمینؐ ہیں۔میں آپؐ کی نبوت کی شہادت دیتی ہوں۔اعرابی جو ابھی تک خاموش تھا رسول اللہؐ کے ساتھ گوہ کو انسانوں کی طرح باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر گم سم ہو چکا تھا اور اندر ہی اندر اپنے آپ کو لعن طعن کر رہا تھا کہ اس سے تو اس کی گوہ ہی بہتر ہے جو اللہ کے رسولؐ کو پہچانتی ہے۔تھوڑی دیر کے بعد اپنے ہوش وحواس کو سنبھالتے ہوئے اعرابی نے اپنے برتاؤ پر معافی مانگی اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔نبی کریمؐ نے اس کو نماز اور قرآن کی تلاوت اور سورت اخلاص کی تعلیم فرمائی۔

وہ اعرابی بہت غریب تھا اسلئے رسول اکرمؐ کے حکم پر تمام صحابہ کرام نے دل کھول کر

Marfat.com

اس کی مالی اعانت کی۔ اس طرح وہ مالدار ہو گیا اور چند دن رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں رہ کر واپس اپنے قبیلہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں اسے اپنے قبیلہ کے تقریباً ایک ہزار مسلح آدمیوں کا لشکر نظر آیا۔ اس کے پوچھنے پر لشکر کے سربراہ نے بتلایا کہ وہ مسلمانوں کے پیغمبر کو قتل کرنے کیلئے جا رہے ہیں۔ جب اعرابی نے ان کو اپنی گوہ کی انسانوں کی طرح رسول اللہؐ سے گفتگو کرنے اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دینے کے متعلق بتلایا تو وہ بہت پریشان ہوئے اور مسلمان ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر پورا لشکر رسول اللہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ آپؐ کے حکم پر تمام کے تمام مسلح آدمی امت مسلمہ کے لشکر میں شامل ہو گئے جو اللہ کے رسولؐ کے حکم پر ایک خاص معرکہ میں روانہ ہونے والا تھا۔

217۔ ایک دفعہ ایک بھیڑیا جو کئی دن سے بھوکا تھا اور بھوک کی وجہ سے نڈھال ہو چکا تھا شکار کی تلاش میں نکلا تو اس کو ایک ہرن نظر آیا۔ وہ اس کو پکڑنے کیلئے لپکا تو ہرن چوکڑیاں بھرتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا۔ بھیڑیئے نے اس کا پیچھا کیا تو وہ اپنی جان بچانے کیلئے حرم شریف میں داخل ہو گیا۔ اگرچہ بھیڑیا بہت بھوکا تھا اور کسی طرح بھی اپنا شکار کھونا نہیں چاہتا تھا لیکن جب اس نے ہرن کو حرم شریف میں داخل ہوتے دیکھا تو وہیں سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ ابوسفیان جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا اور چند دوسرے مشرکین مکہ جو یہ تمام ماجرہ دیکھ رہے تھے، وہ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ عجیب بات ہے بھیڑیئے نے ہرن کو چھوڑ دیا۔ بھیڑیئے نے ان کو مخاطب کر کے کہا کہ عجیب یہ نہیں کہ میں نے ہرن کو چھوڑ دیا کیونکہ ہم جانور اللہ تعالیٰ کے گھر

Marfat.com

میں جو کہ امن کی جگہ ہے شکار نہیں کرتے بلکہ عجیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش مکہ کے قبیلہ میں اپنے محبوبؐ کو مبعوث فرما کر ایک بہت بڑی نعمت بخشی مگر آپ لوگوں نے ان کی قدر نہ کی اور ان کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ قریش مکہ کی اس سے بڑی بدبختی کیا ہوسکتی ہے۔ ابوسفیان اور اس کے دوسرے ساتھی بھیڑیئے کی باتیں سن کر بہت پریشان ہوئے اور دل ہی دل میں اپنے آپ کو لعن طعن کرنے لگے۔

218۔ دوران ہجرت رسول خداؐ چند دن قبا میں ٹھہرنے کے بعد اٹھارہ ربیع الاوّل کو یثرب (مدینہ منورہ) کیلئے روانہ ہوئے تو بے شمار مسلمان آپؐ کی سواری کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ وہ ہتھیار باندھے اور ہاتھوں میں چمکدار تلواریں لئے راستہ کے دونوں طرف قطاریں باندھے چلے جا رہے تھے۔ رسول اللہؐ نے بنو سالم کی بستی میں نماز جمعہ پڑھائی۔ اس جگہ اب ایک مسجد (مسجد جمعہ کے نام) بنی ہوئی ہے۔ نماز کے بعد آپؐ اپنی سواری قصویٰ پر سوار ہوئے تو بنو سالم کے سرداروں نے قصویٰ کی مہار پکڑ کر درخواست کی کہ یا رسول اللہؐ آپؐ ہماری بستی میں ہی قیام فرمایئے۔ ہمارے پاس ہتھیار بھی بہت ہیں اور لڑنے والے مجاہد بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے کہاں قیام کرنا ہے یہ فیصلہ میرے اللہ نے کرنا ہے اور میری اونٹنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے۔ اسلئے آپ لوگ اونٹنی کی مہار چھوڑ دیں۔ انہوں نے اونٹنی کی مہار چھوڑ دی تو وہ آہستہ آہستہ آگے چلنے لگی۔ قبیلہ اوس اور خزرج کے ہتھیار بند مسلمان اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ بنی بیاضہ، بنو ساعدہ

Marfat.com

، بنو حارث اور بنی ظفر کی بستیوں سے ہوتے ہوئے رسول اکرمؐ بنو عبد الاشہل کی بستی پہنچ گئے۔ آپؐ جس قبیلہ کی بستی میں بھی پہنچتے وہ قبیلہ آپ کا والہانہ استقبال کرتا اوراس کے سردار درخواست کرتے کہ یا رسول اللہؐ آپ ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ ہمارے پاس ہتھیار بھی کافی ہیں اور لڑنے والے افراد بھی بہت ہیں۔ رسول اکرمؐ سب کو وہی جواب دیتے جو آپؐ نے بنو سالم کے سرداروں کو دیا تھا۔ وہ آپؐ کی اونٹنی کی مہار چھوڑ دیتے تھے۔ البتہ قبیلہ اوس اور خزرج کے لوگ مسلسل آپؐ کے ساتھ چل رہے تھے۔ بنی عبد الاشہل کی بستی میں بھی بچے بوڑھے سب آپؐ کے استقبال کیلئے بستی سے باہر کھڑے تھے اور خواتین آپؐ کو دیکھنے کیلئے مکانوں کی چھتوں پر چڑھی ہوئی تھیں۔ رسول اللہؐ وہاں سے آگے چلے تو حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت اسیدؓ نے قصویٰ کی مہار تھام کر قیام کیلئے درخواست کی۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہوں اسلئے انہوں نے مہار چھوڑ دی۔

رسول خداؐ کی سواری جب یثرب کے قبیلہ بنو عدی بن نجار کے محلّہ میں داخل ہوئی تو وہاں عجیب منظر تھا۔ چھوٹی چھوٹی بچیاں دف بجا بجا کر شعر پڑھ رہی تھیں۔ خواتین مکانوں کی چھتوں پر کھڑی تھیں اور مرد راستہ کے دونوں طرف قطاریں باندھے ہوئے تھے اور اللہ اکبر رسول خداؐ تشریف لائے ، اللہ اکبر محمدؐ تشریف لائے کے نعرے لگا رہے تھے۔ جلوس کے آگے آگے حبشی جوان تلواروں سے گتکا کھیلتے ہوئے چلنے لگے۔ آپؐ کے دادا جناب عبد المطلب نے اسی محلّہ میں پرورش پائی تھی۔ آپؐ

Marfat.com

کے والد ماجد جناب عبداللہ بھی اسی قبیلہ کے ہاں قیام کے دوران فوت ہوئے تھے۔ رسول اللہ ؐ خود بھی بچپن میں اپنی والدہ سیدہ آمنہ کے ساتھ جب یثرب آتے تھے تو اسی محلّہ میں قیام کیا کرتے تھے۔ اس قبیلہ کے سرداروں نے درخواست کی کہ یارسول اللہؐ اپنے ننہال میں قیام فرمائیں۔ ہمارے گھر، مال اور جانیں حاضر ہیں۔ رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ اونٹنی کو چھوڑ دو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے۔

بنو مالک کے محلّہ میں ایک کھلا ویران احاطہ تھا جس میں کھجور کے چند درخت لگے ہوئے تھے۔ ایک مٹی کا چبوترہ تھا جس پر بنونجار کے مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے۔ کھجوروں کا موسم آتا تو وہ اس احاطہ میں اپنی کھجوریں سوکھنے کیلئے ڈال دیتے تھے۔ احاطہ کے ایک کونے میں چند پرانی قبریں تھیں۔ احاطہ میں گڑھے بنے ہوئے تھے۔ سرورِ کونین حضور اکرمؐ کی سواری اس احاطہ کی طرف مڑ گئی اور اس کے اندر ایک جگہ پر جا کر بیٹھ گئی۔ مسلمان قصویٰ کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے۔ رسول خداؐ نے قصویٰ کی مہار چھوڑ دی تو وہ پھر کھڑی ہو گئی اور احاطہ کا چکر لگا کر اسی جگہ واپس آ کر بیٹھ گئی اور اپنی چھاتی زمین سے لگا کر گردن ڈال دی۔ یہ اس بات کا اعلان تھا کہ اب آگے نہیں جانا۔ رسول اکرمؐ اونٹنی سے نیچے اتر آئے اور فرمایا کہ "انشاءاللہ یہی ہماری جائے قیام ہے" حضرت ابوایوب انصاری نے رسول اللہؐ کی اجازت سے قصویٰ سے کجاوا اور سامان اتار لیا کیونکہ ان کا گھر قریب ترین تھا اور اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور منشا کے عین مطابق

Marfat.com

آپ حضرت ابوایوب انصاری کے گھر تشریف لے گئے اور وہیں قیام فرمایا۔

219۔امام محمد عبداللہ المعروف بابا جان ایک باوقار اور عالی شان روحانی شخصیت ہیں وہ دور حاضر کے بے مثل مبلغ اور سکالر ہونے کے ساتھ ساتھ مجاہد اسلام بھی ہیں۔آپ روحانی اعتبار سے بھی باکمال بزرگ ہیں آپ کے علم لدنی کے معاملات اور کرامات آپ کے بے شمار مریدوں کے دل و دماغ پر نقش ہیں۔آپ اپنے حلقہ احباب میں مولائے ہند کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔وہ اپنی کتاب محمدؐ "جگت گرو" میں رقمطراز ہیں کہ دنیا کی تمام الہامی اور غیر الہامی کتب میں نبی محترمؐ کا ذکر جمیل موجود ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ جہاں حضور اکرمؐ کے دوسرے معجزات بیان کیے گئے ہیں وہاں غالباً ایک بہت اہم معجزہ پر ابھی تک غور نہیں کیا گیا۔وہ معجزہ یہ ہے کہ حضرت محمدؐ کا ذکر جمیل اور نام گرامی دنیا کے جتنے بھی پیغمبروں اور رسولوں کی کتابوں اور صحیفوں میں آیا ہے ان میں جتنی بھی تحریفیں کیوں نہ کی گئی ہوں آج تک دنیا کی کسی بھی قوم کے لوگ اس پر قادر نہیں ہو سکے ہیں کہ وہ اپنے اپنے صحیفوں میں تحریف کرتے اور انکا حلیہ بگاڑتے اور مسخ کرتے وقت ان میں سے محمدؐ کا نام مبارک اور ان کا تذکرہ نکال سکیں۔یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کی لاتعداد قوموں کے پاس انکے اپنے اسلاف کے ورثہ میں اپنی اپنی قوموں کے گزشتہ تاریخی ادوار کے پیغمبروں،رسولوں،اوتاروں اور ربانین کی جو کتابیں موجود ہیں ان سب میں محمدؐ العربیؐ کا نام،کلام اور مقام موجود ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ لوگ جن کے پاس یہ کتابیں موجود ہیں اور انہیں نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ اسلام کی صداقت سے بے

Marfat.com

خبر ہیں ان کو سمجھایا جا سکے اور ان کو اپنی ہی کتابوں میں سے محمدؐ کا نام، مرتبہ اور مقام بتلایا جا سکے۔

بابا جان قرآن مجید کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اے اہل کتاب لوگو (یہود، نصاریٰ، صابی اور دین فطرت ملت ابراہیمی کے پیروکارو) آؤ اور اپنی اپنی مذہبی کتابوں میں مطالعہ کر کے دیکھو کہ آپ کے اپنے قدیم پیغمبروں اور رسولوں کی کتابوں اور صحیفوں میں محمدؐ کا ذکر موجود ہے کہ نہیں۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ جب اس آسمانی دعوت کے مطابق بعض غیر مذاہب کے علماء نے اپنی اپنی کتابوں کا مطالعہ کیا اور واقعی ان میں محمدؐ کی بعثت نبوت اور صداقت کا ذکر موجود پایا تو وہ کلمہ توحید پڑھ کر مسلمانوں کے گروہ میں شامل ہو گئے مثلاً عبداللہؓ ابن اسلام اور وھبؓ بن عتبہ نے یہودیت چھوڑ دی، عثمان ابن طلحہ نے برہمیت چھوڑ دی، ورقہ بن نوفل نے جو عیسائیت کے پیروکار تھے، اسلام کی تصدیق کی، سہیلؓ ابن عمر نے بت پرستی چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا۔

220۔ حضور اکرمؐ کا فرمان ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے نبوت کے دعویدار پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں (ابوداؤد)

چونکہ آپؐ نے فرمادیا تھا کہ تیس جھوٹے، بدبخت اور ملعون آئیں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ اسلئے یہ سلسلہ آپؐ کی زندگی ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ جھوٹے مدعیان نبوت کا آغاز اس وقت ہوا جب مسیلمہ کذاب نے اپنے قبیلہ بنو حنیفہ کے

Marfat.com

ساتھ آستانہ نبویؐ پر حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ مجھے اپنا جانشین یا خلیفہ مقرر کر دیں۔ اس وقت آنحضرتؐ کے دست مبارک میں ایک کھجور کی ٹہنی تھی۔ آپؐ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم امر خلافت میں اگر مجھ سے یہ شاخ بھی طلب کرو تو میں دینے کو تیار نہیں۔ اسلئے اس نے بیعت نہ کی اور واپس چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے نبوت میں شراکت کا اعلان کر دیا۔ اس فتنہ کو خلیفہ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جہاد کے ذریعہ ختم کیا اور مسیلمہ کذاب تیس ہزار لشکر سمیت جہنم رسید ہوا۔ اس میں شہید صحابہ کرامؓ اور تابعین کی تعداد 12 سو تھی۔ آنحضرتؐ کی اس دنیا سے رحلت سے قبل ہی اسود عنسی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا اور اہل نجران کو شعبدہ بازی اور کہانت کے چکروں میں ڈال کر اپنا پیروکار بنا لیا۔ بعد ازاں اس نے یمن پر چڑھائی کر کے پورے یمن پر قبضہ کر لیا۔ حضرت عمرو بن حزمؓ اور حضرت خالد بن سعیدؓ نے مدینہ منورہ پہنچ کر آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع دی جس پر آپؐ نے اہل یمن کے بعض سرداروں کو اہل نجران اور یمن کے خلاف جہاد کیلئے خطوط تحریر فرمائے اور اسود عنسی کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ جب حضرت جبرائیلؑ نے سرور کونینؐ کو اس کے قتل کی خبر دی تو آپؐ نے ان الفاظ میں خوشخبری سنائی "فیروز کامیاب ہو گیا"۔ آپؐ کے انتقال کے بعد اسود عنسی کے قتل کی تفصیل صحابہ کرامؓ تک پہنچی تو آپؐ کی یہ سنت جاری ہو گئی کہ جھوٹا مدعی نبوت واجب القتل ہے۔

آنحضرتؐ کی حدیث پاک کے مطابق قیامت تک تیس کذاب دجال پیدا ہوں

Marfat.com

گے جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔ مسلم دنیا کی چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ اب تک بہت سے لوگ نبوت کا دعویٰ کر چکے ہیں مگر بڑے جھوٹے اور ملعون مدعیان نبوت جن کی جھوٹی نبوت کو کسی نہ کسی حد تک کوئی حیثیت حاصل ہوئی یا جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ کسی شمار میں آتے ہیں ان کی تعداد ابھی تک تیس کو نہیں پہنچی۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ابھی قیامت تک ایسے کچھ اور فتنے بھی رونما ہوں گے جو ملت اسلامیہ کیلئے ناسور بنیں گے اور ان میں سب سے آخری دجال ہوگا جس کے قتل کیلئے حضرت عیسیٰؑ آسمان سے تشریف لائیں گے۔

221۔ حضرت پیر جماعت علی شاہؒ کسی تعریف و توصیف اور تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ عصر حاضر کے ولی اللہ اور اعلیٰ پائے کے بزرگ تھے۔ وہ عشق محمدؐ میں ہمہ وقت سرشار رہتے تھے اور جب کبھی سردار الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰؐ کی شخصیت کے حوالے سے مختلف علماء کی توجیہات سنتے یا پڑھتے تو ان پر ایک خاص قسم کی جلالی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ وہ اپنے محسوسات و جذبات کا اظہار نہ صرف نجی محفلوں میں کرتے تھے بلکہ سرعام مجالس اور جلسوں میں اپنے دلائل سے عظمت مصطفیٰؐ بیان کرنے میں بہت محبت سے کام لیتے تھے۔ حضرت نبی رحمتؐ کی تعریف و توصیف ان کے تقریباً تمام خطابات کا لازمی جزو ہوتی تھی اور جب بھی ان کو موقع ملتا تھا وہ اپنے بیان و خطاب کو مستند و معتبر واقعات سے مزین و منور کرتے تھے۔ ایسے ہی چند واقعات یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

(الف) ایک دفعہ حضرت پیر جماعت علی شاہؒ نے اپنے عقیدت وارادتمندوں کو

Marfat.com

بتایا کہ ایک بار جب انہوں نے مدینہ منورہ میں حاضری دی تو واپسی کے سفر میں ان کی ملاقات بمبئی کے ایک رہائشی سیٹھ محمد حسین سے ہوئی۔ اس نے بتلایا کہ وہ جذام جیسے موذی مرض میں مبتلا تھا۔ اس نے بمبئی کے تمام ڈاکٹروں، حکیموں اور یونانی طبیبوں سے علاج کرایا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق اسے آرام آنے کی بجائے تکلیف میں اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ تمام ڈاکٹروں نے واضح طور پر کہہ دیا کہ اس بیماری کا کوئی علاج نہیں۔ یہ بیماری اب جان لیکر ہی رہے گی۔ اس طرح وہ ہر طرف سے مایوس ہو کر مدینہ منورہ گیا اور دربار رسالتؐ میں حاضر ہوا۔ اس نے نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد مواجہہ شریف میں (رسول خداؐ کے چہرہ مبارک کے سامنے) کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رحمت اللعالمینؐ! دنیا کے ڈاکٹروں حکیموں اور طبیبوں نے تو جواب دے دیا ہے کہ اس کی بیماری کا کوئی علاج نہیں۔ اب میں آپؐ کے دربار میں حاضر ہوں۔ سیٹھ محمد حسین نے مزید بتلایا کہ وہ آنکھیں بند کر کے زار و قطار رو رہا تھا اور صرف اتنا کہہ رہا تھا کہ رحمت اللعالمینؐ میں اب آپؐ کے دربار میں حاضر ہوں۔ کافی دیر روتا رہا اور دعا و التجا کرتا رہا۔ جب اس نے دعا و التجا کے بعد آنکھیں کھولیں تو اس کی حیرت و فرحت کی انتہا نہ رہی کہ جذام کا نام و نشان تک نہیں رہا تھا۔ اس کا بدن یوں چمک رہا تھا جیسے وہ ابھی پیدا ہوا ہو اور کبھی جذام کا مرض ہوا ہی نہ ہو۔ جسم پر کسی قسم کا کوئی نشان یا دھبہ نہیں تھا۔ یہ سب رب قادر و قدیر کا احسان اور رسول اکرمؐ کا فیضان تھا۔ بقول شاعر!

اے طالب نعمت! تجھے اک راز بتا دوں۔

Marfat.com

اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے مدینہ
جاؤ گے تو دیکھو گے وہاں بارش تسکین
عین کرم وعین محبت ہے مدینہ

(ب) حضرت پیر جماعت علی شاہؒ کا فرمان ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں اکثر و بیشتر مولوی ضیاالدین کے مکان پر قیام کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب مدینہ منورہ میں حاضری دی تو وہاں انہوں نے مولوی ضیاالدین سے کہا کہ وہ کسی حجام کو بلا لائیں تاکہ وہ اپنے بال درست کروا سکیں۔ انہوں نے ایک حجام کو بلوایا جو بہت اعلیٰ اور ماہر ہندوستانی کاریگر تھا۔ جب وہ اپنا کام کر کے چلا گیا تو مولوی ضیاالدین نے حضرت پیر جماعت علی شاہؒ کو بتایا کہ یہ حجام پہلے بحری جہاز میں ملازم تھا اور انتہائی مناسب و معقول تنخواہ وصول کرتا تھا مگر اس کے من میں محبت مدینہ منورہ ایسی سمائی کہ وہ تمام جمع پونجی اکٹھی کر کے ملازمت چھوڑ کر مدینہ منورہ آ گیا اور یہاں رہنے لگا۔ وہ جو کچھ ساتھ لایا تھا اس سے اپنا خرچہ چلاتا رہا مگر جب تمام رقم ختم ہو گئی تو وہ بہت پریشان ہوا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ کوئی ملازمت مل نہیں رہی تھی۔ اس نے نماز مغرب کے بعد دربار اقدسؐ میں حاضر ہو کر زارو قطار رونا شروع کر دیا اور کہا کہ رحمت اللعالمینؐ جو کچھ ساتھ لایا تھا وہ خرچ ہو گیا ہے۔ ملازمت ملتی نہیں جبکہ مانگنے کی عادت نہیں۔ روتے روتے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور وہ بے خودی کی کیفیت میں چلا گیا۔ اس حالت میں اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی جیب میں کوئی چیز ڈال دی ہو تاہم وہ دعا و التجا میں مصروف رہا۔

جب وہ فارغ ہوکر باہر آیا تو اسے یاد آیا کہ اس کی جیب متحرک ہوئی تھی۔ اس لئے اس نے اپنی جیب کو ٹٹولا تو اسے وہاں 30 پونڈ کی رقم ملی۔ وہ ان کو فراخدلی سے خرچ کرتا رہا اور مزید آمدنی کیلئے لوگوں کی حجامتیں بنانا شروع کردیں۔ اس طرح وہ مفلس نہ رہا بلکہ مالدار ہوگیا۔ اگلے سال جب پیر جماعت علی شاہؒ دوبارہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو انہوں نے مولوی ضیاء الدین سے کہہ کر اس حجام کو بلایا اور اس سے خیریت و عافیت دریافت کی۔ حجام نے بتلایا کہ رب کریم و رحیم کے فضل و کرم اور نبی رحمتؐ کے فیضان سے اب وہ مالدار ہوگیا ہے۔ اس نے اپنا ذاتی مکان خرید لیا ہے۔ شادی کرلی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے چاند سا بیٹا بھی عطا فرمایا ہے۔ بقول شاعر

بن مانگے یہاں سب کے بھرے جاتے ہیں دامن

اس لطف و کرم کا سرچشمہ ہے دربار مدینہ

(ت) ایک دفعہ پنجاب کے ایک ضعیف العمر بزرگ سید ہاشم شاہؒ، حضرت سید جماعت علی شاہؒ کے پاس آئے۔ سید ہاشم شاہؒ اہل بیت کے روضوں کی مجاوری کرتا تھا۔ اس نے حضرت جماعت علی شاہؒ کو بتلایا کہ مکہ معظمہ والوں کی یہ عادت و خصلت ہے کہ وہ جب روضوں کی زیارت کیلئے آتے ہیں تو واپسی پر پہلی منزل حضرت امیر حمزہؓ کے مزار اقدس پر قیام ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ عبدالرحمٰن نامی ایک سادہ لوح شخص وہاں بیٹھا ہوا تھا اور اپنے ساتھیوں کی آمد کا منتظر تھا۔ اس کے ساتھیوں نے وہاں پہنچنے میں دیر لگا دی تھی جب کچھ دیر کے بعد اس کے ساتھی وہاں پہنچے تو

Marfat.com

اس نے اپنے ساتھیوں سے دیر کی وجہ دریافت کی۔ وہ لوگ دربار نبویؐ سے حضرت امیر حمزہؓ کے مزار تک پہنچے تھے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ انہیں رحمت اللعالمینؐ کے دربار سے برات مل رہی تھی۔ اسلئے وہ لوگ وہاں ٹھہرے رہے۔ یوں ان کو دیر ہو گئی۔ عبدالرحمٰن نے جب یہ سنا تو وہ سخت پریشان ہوا۔ اس نے سوچا کہ وہ دربار رسولؐ پر برات حاصل نہیں کر سکا۔ اب کیا ہوگا۔ وہ بے ساختہ وہاں سے دوڑا اور دربار رسالت پہنچا حالانکہ وہاں سے تین میل کے فاصلہ پر تھا مگر اس کی محبت اور عشق رسولؐ اسے پر لگا کر اڑا کر لے گئے۔ اس وارفتگی کی حالت میں وہ روضہ رسولؐ پر پہنچا اور دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا۔ اس کی زبان پر صرف یہی جملہ تھا کہ رحمت اللعالمینؐ میرے ساتھیوں کو برات مل گئی مگر میں اس سعادت سے محروم رہا۔ وہ کافی دیر تک زار و قطار روتا رہا۔ پھر اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ اس دوران اسے محسوس ہوا کہ اس کی جیب میں کسی نے کوئی چیز ڈالی ہے تاہم وہ دعا مانگتا رہا اور التجا کرتا رہا۔ دعا و التجا سے فارغ ہو کر اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس کو ایک خوشبودار کاغذ ملا جس پر جلی حروف میں لکھا تھا کہ عبدالرحمٰن کو دوزخ کی آگ سے نجات و برات ہے۔ عبدالرحمٰن کی خوشی اور مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ دوڑتا ہوا واپس اپنے قافلہ کے ساتھیوں کے پاس مزار حضرت امیر حمزہؓ پہنچا۔ اس کے ساتھی بھی اس کی آمد کے منتظر تھے۔ اس نے دور ہی سے خوشی کے نعرے لگانے شروع کر دئے کہ وہ رحمت اللعالمینؐ کے دربار سے برات لے کر آیا ہے

Marfat.com

مجھے آپؐ نے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ عبدالرحمٰن کے ساتھیوں کے برات کے متعلق پوچھنے پر جب اس نے اپنی جیب سے خوشبودار کاغذ نکال کر دکھایا تو وہ حیرت زدہ ہو گئے۔ حضرت سید جماعت علی شاہؒ نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد درج ذیل اشعار پڑھے جو وہ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران اکثر پڑھا کرتے تھے۔

سب کچھ ملا جو مل گئی اُس در کی حاضری
گو ملک و مال و خویش و وطن سے جدا ہوا
قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

(ش) امرتسر ہندوستان کا ایک رہائشی غلام محمد نامی بوڑھا شخص دیوانہ ہو گیا۔ اسے اپنے تن بدن کی ہوش نہ رہی۔ تمام اطبا و حکما نے اسے لاعلاج قرار دے دیا۔ وہ بہت پریشان اور افسردہ ہوا۔ اسلئے وہ مدینہ منورہ چلا گیا۔ جیسے ہی دربار نبویؐ میں حاضری دی اُس کی دیوانگی جاتی رہی۔ وہ بالکل تندرست و توانا اور بقائمی ہوش و حواس ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے ایک مدت تک صحیح فہم و فکر کے ساتھ زندگی گزاری۔ یہ واقعہ رب قادر و قدیر کی قدرت کا اظہار اور نبی رحمتؐ کا اپنی امت سے پیار کا مظہر ہے۔ بقول شاعر

تو دوائے قلب غمگین تو ضیائے چشم حق بین
تو ہی طٰہٰ تو ہی یٰسین اے شہنشاہ مدینہ

222۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰؐ سے اس قدر محبت تھی کہ ان کو

Marfat.com

قرآن پاک جیسا ایک عظیم تحفہ عنایت فرمایا اور وہ بھی ان کی اپنی زبان یعنی عربی میں۔ پھر اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود لے لیا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید فرقان حمید اپنی اصلی حالت میں قائم و دائم ہے۔ جس وقت قرآن پاک کا نزول ہوا اس وقت عرب کے قریب دو ملک تھے یعنی مصر اور شام۔ مصر میں سریانی جبکہ شام میں عبرانی زبان بولی اور لکھی جاتی تھی۔ ان دونوں ممالک کے رہنے والوں کی سہولت کیلئے اللہ تعالیٰ نے تورات کو سریانی زبان اور انجیل کو عبرانی زبان میں نازل فرمایا تھا۔ جب قرآن پاک کا نزول ہوا تو رب قادر و قدیر نے نہ صرف سابقہ کتابوں کو اٹھالیا بلکہ ان زبانوں کو بھی اٹھالیا جس میں یہ دونوں کتابیں تورات اور انجیل نازل ہوئی تھیں۔ آج تمام مصر میں ایک گھر بھی ایسا نہیں جہاں سریانی زبان بولی جاتی ہو۔ یہی حال ملک شام کا ہے۔ دونوں ممالک کے لوگ اب عربی زبان بولتے اور لکھتے ہیں۔ یہ حقیقت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن پاک اس زبان میں نازل ہوا جو نبی آخرالزماں ؐ کی اپنی زبان تھی۔ قرآن پاک کے مطابق سچا مذہب اسلام ہے اور قرآن بھی سچا، اسلام بھی سچا اور پیغمبر بھی سچے ہیں۔ تورات اور انجیل کے جو نسخے اس وقت موجود ہیں وہ مسخ شدہ اور تحریفی حالت میں ہیں اور ان کا اصلی کتابوں سے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی تھیں کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں زبانوں کو ہی ختم کر دیا جن میں ان کا نزول ہوا تھا۔ اب صرف قرآن پاک ہی واحد کتاب ہے جس کا تعلق بنی نوع انسان سے ہے اور رحمت اللعالمین ؐ اس کے مالک اور مسلم امہ اس کے وارث ہیں۔

223۔ رسول اللہ ؐ کی بعثت سے قبل عربوں کو اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز،

Marfat.com

غرور، تکبر اور گھمنڈ تھا۔ ان کا دعویٰ تھا کہ جو فصاحت و بلاغت ان کے پاس ہے وہ کسی اور کے پاس نہیں۔ وہاں کے سات بڑے شعراء نے سات قصیدے خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکائے ہوئے تھے اور چیلنج کیا ہوا تھا کہ ان کی فصاحت و بلاغت کے مقابلے میں اگر کوئی دعویٰ دار ہے تو وہ ایسا لکھ کر لائے۔ جب قرآن پاک کی سورت الکوثر جو سب سے چھوٹی سورت ہے نازل ہوئی تو سردار الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ؐ نے حکم فرمایا کہ اس کو لکھ کر خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا جائے۔ وہ ساتوں شاعر اس وقت زندہ تھے۔ جب ان شعراء نے اس سورت کو پڑھا تو اپنے قصیدے اتار لیے اور گواہی دی کہ اس کلام الٰہی کے مقابلہ میں ان کی زبان اور فصاحت و بلاغت کی کوئی حیثیت نہیں۔

224۔ سرور کائنات رحمت دو عالم ؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ میں برادرانہ تعلقات قائم کئے تھے اسلئے ان میں ایک دوسرے کی عزت کا جذبہ ہر وقت موجزن رہتا تھا۔ ایک دن حضرت سلمان فارسیؓ جب حضرت ابوذر غفاریؓ کے گھر گئے تو ان کی بیوی نے اپنے خاوند کی شکایت کی کہ تمہارا بھائی نہ تو دن کو کچھ کھاتا ہے اور نہ رات کو سوتا ہے۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ گھر میں کچھ کھانے کی چیز ہو تو لے آؤ۔ جب وہ لائیں تو حضرت سلمانؓ نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے کہا کہ اے بھائی تجھے کھانے میں میرے ساتھ موافقت کرنی چاہیے کیونکہ یہ روزہ تجھ پر فرض نہیں ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے موافقت نہ کی۔ جب رات ہوئی تو حضرت سلمان فارسیؓ نے پھر حضرت ابوذرؓ سے کہا کہ اے بھائی سونے میں بھی تجھے میرے ساتھ موافقت کرنی چاہیے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کی سرد مہری کو دیکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اے ابوذر غفاریؓ "بے شک تیرے جسم کا

تجھ پر حق ہے، تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے پروردگار کا بھی تجھ پر حق ہے "۔ اس کے بعد حضرت سلمان فارسیؓ وہاں سے تشریف لے گئے اور کسی سے کوئی ذکر نہ کیا۔ اسی طرح حضرت ابوذر غفاریؓ نے بھی اس سلسلے میں کسی سے بات کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اگلے دن جب حضرت ابوذر غفاریؓ دربار رسالتؐ میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ میں بھی وہی کہتا ہوں جو کل سلمان فارسیؓ نے تجھ سے کہا تھا۔ وہ بہت پریشان ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ آپؐ کو کس نے بتلایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میرے اللہ نے اطلاع دی ہے۔ یہ ان لوگوں کیلئے ایک سبق ہے جو کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ کو غائب کا علم نہیں تھا۔

225۔ ماہرین آثار قدیمہ نے تیس سال سے زائد عرصہ قبل شام کے دارالحکومت دمشق اور جنوب مشرقی ترکی کے علاقوں سے کھدائی کے دوران ساڑھے چار ہزار سال پرانی تہذیب ابلع کی بیس ہزار مٹی کی پختہ سلیں اور اینٹیں برآمد کی تھیں۔ ان پختہ سلوں اور اینٹوں پر جو زبان درج تھی وہ معروف سائنسدانوں اور قدیم زبانوں کے ماہر لسانیات پڑھنے سے قاصر تھے۔ کچھ عرصہ قبل وہ یہ زبان اور تحریریں پڑھنے میں کامیاب ہو گئے اور ان سلوں اور اینٹوں پر ہمارے پیارے نبیؐ اور دوسرے پیغمبروں حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت داؤدؑ کا نام پڑھ کر حیرت میں ڈوب گئے۔ ماہرین قدیمہ نے پہلی مرتبہ یہ سلیں 1975 میں برآمد کی تھیں۔ ابلع کی تہذیب تقریباً ساڑھے چار ہزار سال پرانی ہے اور جدید تحقیق کے مطابق اس کا زمانہ اڑھائی ہزار سال قبل مسیح کا ہے۔ یہ تہذیب دمشق اور جنوب مشرقی ترکی کے علاقوں میں قائم تھی اور اس کی بدولت بعد میں کئی دیگر تہذیبیں وجود میں آئیں۔

Marfat.com

بعد میں ابلع کی تہذیب صفحہ ہستی سے معدوم ہو گئی اور اس کا ذکر تاریخ کے اوراق میں بھی باقی نہ رہا۔ اس تہذیب کی ترقی اس دور میں بام عروج پر تھی اور اس کے شہر، دیہات اور قصبے تہذیب و تمدن اور ترقی کے بڑے مراکز کا روپ دھار چکے تھے۔ سلطنت ابلع کے کھنڈرات سے برآمد ہونے والی پختہ سلوں اور اینٹوں کی تعداد تقریباً بیس ہزار سے زائد ہے اور گزشتہ تین ہزار سال میں برآمد ہونے والی اپنی طرز کی واحد مثال ہے۔ ماہرین قدیمہ کے مطابق یہ سلیں اور اینٹیں تورات جو کہ حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی سے بھی ڈیڑھ ہزار سال پرانی ہیں۔ یہ سلیں خاص طور پر ہزاروں سال پرانی تہذیب اور معاشرہ کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہیں جس کا ذکر پہلی مرتبہ قرآن پاک نے کیا تھا۔ ان کی برآمدگی نے قرآن پاک کی حقانیت اور رسول خداؐ کے پیغمبر ہونے کے دعوے کو روز روشن کی طرح سچ ثابت کر دیا ہے۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہزاروں سال پرانی مٹی کی بنی ہوئی اینٹیں اور سلیں کیسے محفوظ رہیں اور ان پر لکھے ہوئے پیغمبروں کے اسماء گرامی کو کوئی گزند نہ پہنچا۔ حقیقتاً یہ سب کچھ ہمارے پیارے نبی کریمؐ کے نام کی برکت سے ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ کیسے گوارہ ہوسکتا تھا کہ اس کے پیارے محبوبؐ کے نام کو جو اس نے خود دنیا بنانے سے پہلے ہی رکھ دیا تھا زمین نقصان پہنچاتی۔ آپؐ ہی کی برکت سے دوسرے پیغمبروں کے نام کی سلیں بھی محفوظ رہیں۔ یہ ایک ایسا معجزہ ہے جس نے پوری یورپی دنیا کی نیندیں حرام کر دیں ہیں اور رسول اللہؐ کیخلاف نہ صرف ان

Marfat.com

کے شرمناک اور غلیظ پروپیگنڈہ کو غلط ثابت کر دیا ہے بلکہ ان کے منہ پر ایک زور دار طمانچہ بھی رسید کر دیا ہے۔

226۔حضرت ابونملہ الانصاری فرماتے ہیں کہ بنو قریظہ کے یہودی اپنے بچوں کو رسول اللہؐ کی شکل وشباہت بتایا کرتے تھے اور آپؐ کی صفات، نام اور ہجرت کے متعلق بھی بتلایا کرتے تھے۔لیکن جب نبی پاکؐ کا ظہور عرب میں قریش خاندان میں ہوا تو وہ حسد کرنے لگے اور بغاوت پر اتر آئے اور کہنے لگے کہ یہ تو وہ نہیں ہیں جن کا تذکرہ ہماری کتابوں میں ہے۔

ایک دفعہ حضور نبی پاکؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ چہل قدمی فرما رہے تھے اچانک ایک یہودی تورات پڑھتا ہوا ادھر آنکلا۔اس کا بیٹا جو کہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا اس کے ساتھ تھا۔رسول اللہؐ نے اس یہودی سے کہا اے یہودی! میں تمہیں اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰؑ پر تورات اتاری اور جس نے بنی اسرائیل کیلئے سمندر پھاڑا۔کیا تم میریؐ صفات اور میرا ظہور تورات میں پاتے ہو۔یہودی نے سر ہلا کر جواب دیا نہیں۔اسکا بیٹا جو حالت نزع میں تھا بول اٹھا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰؑ پر تورات اتاری میں آپؐ کی صفات، بعثت اور آپؐ کا مکہ سے نکلنا اپنی کتاب میں پڑھ چکا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔اس پر نبی پاکؐ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو اس یہودی سے علیحدہ کرو۔پھر آپؐ کے حکم پر اس کو غسل دیا گیا،کفن پہنایا گیا اور دفن کیا گیا۔آپؐ نے

Marfat.com

اس کیلئے دعائے مغفرت بھی فرمائی۔

227۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نبی کریمؐ حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ کوہ صفا پر موجود تھے۔آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرائیلؑ! قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے محمدؐ کے گھر والے اس حال میں شام کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک مٹھی بھر آٹا اور ایک تھیلی بھر ستو بھی نہیں ہوتے۔ابھی آپؐ نے اپنی گفتگو ختم نہیں فرمائی تھی کہ حضرت اسرافیلؑ حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہؐ حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ آپؐ کی گفتگو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سن لی ہے اور مجھے زمین کی چابیاں آپؐ کو دینے کیلئے بھیجا ہے۔اگر آپؐ چاہیں تو عرب کے تمام پہاڑ، زمرد، یاقوت اور سونے کے بن کر آپ کے ساتھ چلیں۔اگر چاہیں تو آپؐ کو نبوت کے ساتھ دنیا کی تاجداری بھی عطا کردوں یا آپؐ نبی عبد بننا پسند کرتے ہیں۔آپؐ نے جواب میں فرمایا کہ میں نبی عبد بننا پسند کرتا ہوں۔اس طرح آپؐ نے دنیا کی ہر سہولت کو ٹھکرا دیا۔

228۔بنی اسرائیل کے زمانہ میں ایک بدکار اور ظالم شخص تھا۔اس نے اپنی عمر کے دوسو سال فسق و فجور میں گزار دیے تھے۔اس نے طرح طرح کے ظلم وفساد حد سے بڑھ کر مخلوق خدا پر کئے تھے۔اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوگئی۔لوگوں نے اس کی موت پر جشن منایا اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔پھر اس کی لاش کو گھسیٹ کر کوڑے کے ڈھیر میں ڈال دیا۔اسی وقت حضرت جبرائیلؑ حضرت موسیٰؑ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اس کے ایک دوست نے دنیا سے کوچ کیا

Marfat.com

ہے اور اس کے دشمنوں نے اسے کوڑے میں ڈال دیا ہے۔ اس کو وہاں سے نکال کر اس کی تجہیز و تکفین کروا کر اور نماز جنازہ پڑھا کر دفن کروا دو۔ موسیٰؑ نے فوراً رب کریم کے حکم کی تعمیل کی اور پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تا کہ اصل حقیقت کو جان سکے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ ایک دن یہ آدمی تورات کا مطالعہ کر رہا تھا تو اس کے سامنے تورات میں محمدؐ کا نام مبارک آ گیا اس نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اپنے چہرے پر ملا اور پھر اس نام کو چوما۔ پس اس مبارک نام کی وجہ سے میں نے اس کے دو سو برس کے گناہ معاف کر دیے اور اس کو اپنے مقبول بندوں میں شامل کر لیا۔

229۔ رسول اللہؐ کے متعلق جو تذکرہ تورات اور انجیل میں ہوا ہے اس کا ثبوت قرآن پاک میں بھی موجود ہے جو اس طرح ہے:۔ جب موسیٰؑ اپنے ستر آدمیوں کے ہمراہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کیلئے کوہ طور کی طرف گئے اور ان کو زلزلے نے آ پکڑا تو موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے رحم کی اپیل کی اور کہا کہ تو ہی تو ہمارا کارساز ہے۔ پس ہم پر مغفرت اور رحمت فرما اور تو سب معافی دینے والوں سے افضل ہے اور ہم لوگوں کے لئے دنیا میں بھی نیک نامی لکھ دے اور آخرت میں بھی ہم تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور میری رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں جو لوگ ایسے رسول نبی امّی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے

پاس تورات انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں ۔(سورت اعراف آیت 156اور 157)۔

230۔حضرت داوٗدؑان چار پیغمبروں میں شامل ہیں جن پر الہامی کتب کا نزول ہوا یعنی زبور پاک ان پر نازل ہوئی۔ جب وہ زبور پاک کی تلاوت فرماتے تھے تو ان کو ایک نور نظر آتا تھا جس کی وجہ سے ان کا حجرہ منور ہو جاتا تھا۔ایک روز انہوں نے عرض کی! یا باری تعالیٰ یہ نور کیسا ہے۔حکم الٰہی ہوا کہ یہ نور محمدیؐ ہے۔میں نے اسی نور کے طفیل دنیا وآخرت اور بہشت و دوزخ بنائے ہیں ۔یہ فرمان الٰہی سنتے ہی حضرت داوٗدؑ نے اسم محمدؐ بلند آواز سے پڑھا تو پرندے، جانور، کوہ ودشت، بیابان اور صحرا سے ایک گونج سنائی دی"صدقتا یا داوٗد یعنی اے داوٗدؑ آپ نے درست فرمایا۔اس دن کے بعد جب بھی داوٗدؑ زبور پاک کی تلاوت فرمانے لگتے تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیتے تھے۔اسی طرح حضرت سلیمانؑ جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے چرند، پرند، جنات اور ہوا کو مسخر کر دیا تھا اور ان پر آپ کی حکمرانی تھی ایک روز کعبۃ اللہ میں قیام فرما تھے۔قربانی کے بعد اپنی قوم کے معززین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں آخری نبی حضرت محمدؐ تشریف لائیں گے۔پھر فرمایا کہ وہ لوگ کس قدر خوش بخت ہونگے جو حضورؐ کی بعثت کے وقت موجود ہونگے، ان کا دیدار کریں گے اور دولت ایمان سے مالا مال ہونگے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام مرسلین وانبیاءؑ کو جو مدارج اور سعادتیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں وہ سب محبوب ربّ ودودؐ سے محبت اور عقیدت کی مرہون منت تھیں۔وہ

Marfat.com

اپنے امتیوں کو تلقین فرماتے رہے کہ ان کے بعد اگر انہیں نبی آخرؐ کا زمانہ رحمت ملے تو ایک لمحہ تاخیر کئے بغیر ان پر ایمان لے آئیں اور بوقت ضرورت ان کے قدموں پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیں۔ یہ ہے شان میرے آقا و مولا کی جن کی خاطر اس ساری دنیا کو بنایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار کروانے کیلئے ان کو عرش معلیٰ پر بلایا۔ جن پر نہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں بلکہ حکم الٰہی ہے کہ ایمان والو! تم بھی انؐ پر درود و سلام بھیجتے رہا کرو۔ سبحان اللہ

﴿ختم شد﴾

Marfat.com

معجزات رسولِ خدا

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

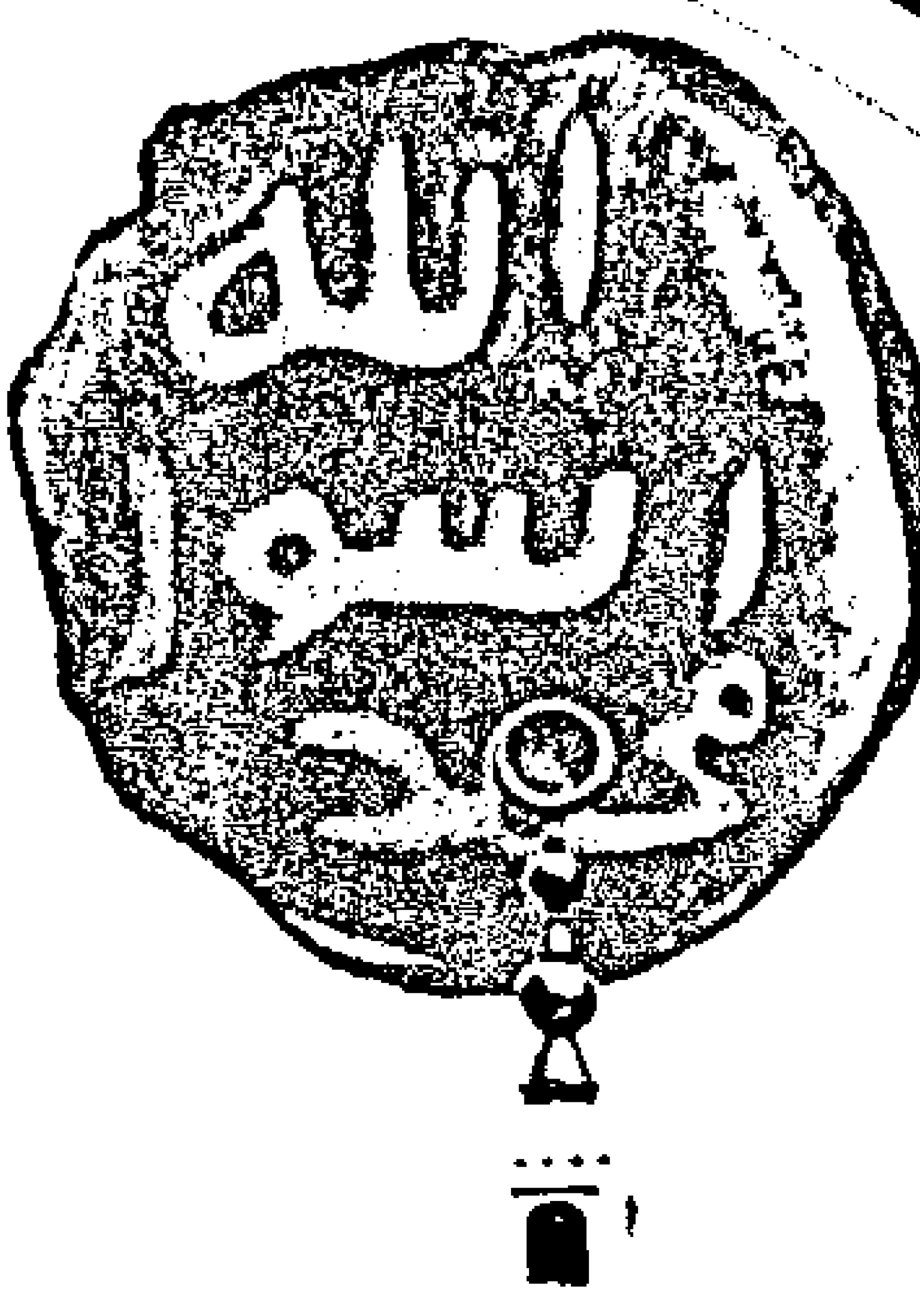

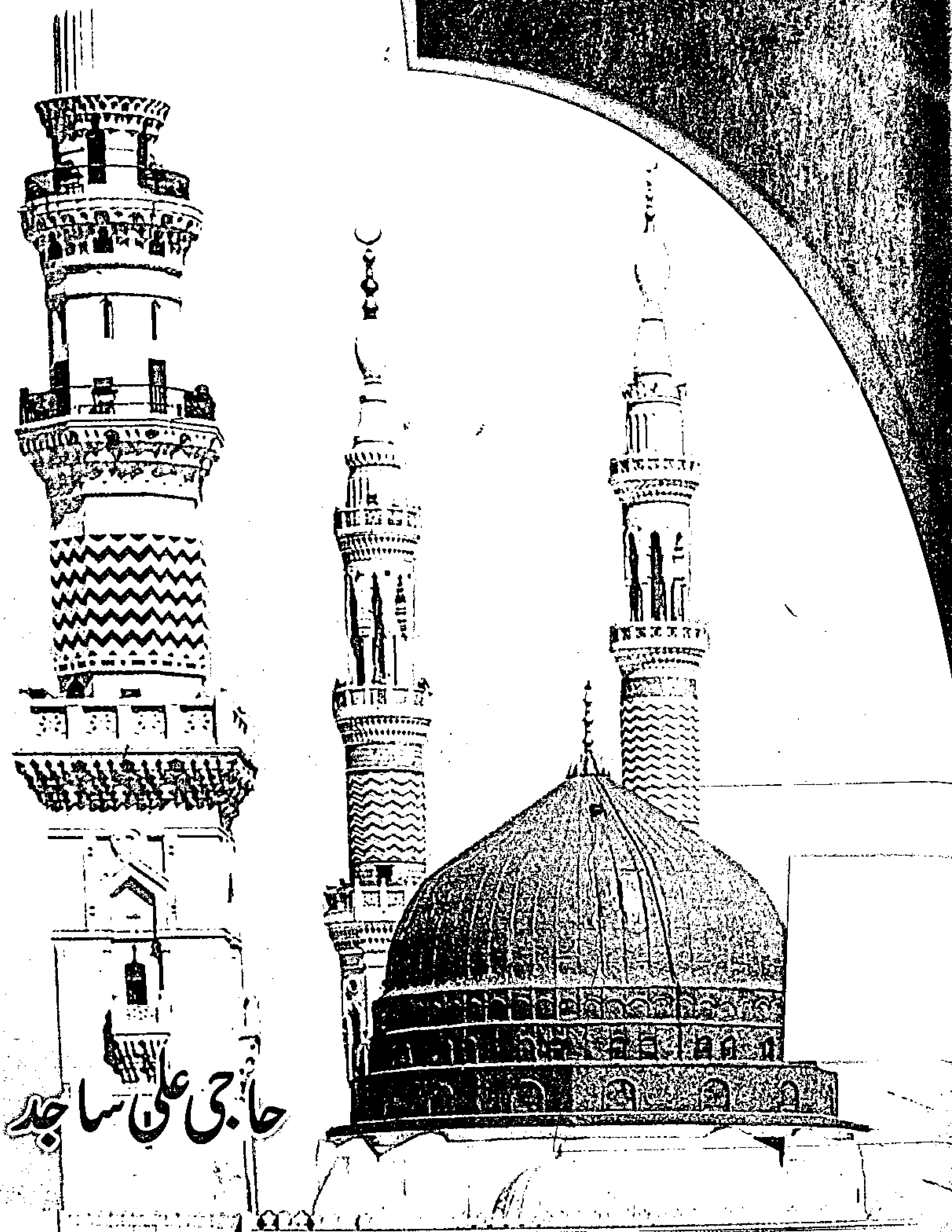

حاجی علی ساجد